عمران سیریز
ہارڈ کلرز
شاہد محمود

عمران سیریز

ہارڈ کلرز

مکمل ناول

ندیم

شاہد محمود

یوسف برادرز الحمد مارکیٹ اردو بازار لاہور
Mob. 0300-9401919

and Uploaded By Muhammad

سرِ راہ

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ شاہد محمود صاحب کا نیا ناول ''ہارڈ کلرز'' حاضر ہے۔ جناب شاہد محمود صاحب کا قلم کسی نشتر سے کم نہیں۔ جہاں پڑتا ہے بے دریغ چیر پھاڑ کر رکھ دیتا ہے۔ گنجے فرشتے ان کا لاجواب ناول تھا۔ جسے بہت پسند کیا گیا اور فرمائش کی گئی کہ گاہے بگاہے ایسے ناول بھی شائع کئے جائیں جو ہمارے معاشرے کے گھناؤنے اور مکروہ جرائم کو بے نقاب کریں تاکہ ہمارا معاشرہ ایسی غلاظتوں سے پاک ہو سکے۔ مجھے امید ہے شاہد محمود صاحب اپنے قارئین کو مایوس نہیں کریں گے اور جلد ہی ایسے ناول آپ کے لئے ضرور پیش کریں گے۔ آج کا ناول ہارڈ کلرز ہے۔ اسے پڑھئے اور اپنی رائے سے ضرور نوازیں۔ اب آیئے اپنے خطوط کی جانب۔ ایک بہت ہی دلچسپ اور طویل ترین خط موصول ہوا۔ یہ خط جہازی سائز کے چھ صفحات پر مشتمل تھا۔ یہاں اس کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

کھاریاں سے سردار انجم لکھتے ہیں۔ جناب یوسف قریشی صاحب۔ السلام علیکم! میں گزشتہ بیس سالوں سے عمران سیریز کا مطالعہ کرتا آیا ہوں۔ میرے پسندیدہ مصنف مظہر کلیم صاحب ہیں۔ ان کے ناول میں نے بار بار پڑھے ہیں۔ مجھے ہر بار لطف آیا۔ ظہیر احمد صاحب کے ناول گریٹ ایجنٹس اور گینگ وار بھی پڑھے۔ یہ دونوں ناول بھی پاورفل ہیں۔

and Uploaded By Muhammad

رانا ھاؤس میں جوزف اور جوانا کے درمیان سرد جنگ چل رہی تھی۔ دراصل کچھ دن پہلے انہوں نے ایک غیر ملکی ریسٹورنٹ میں ڈنر کا پروگرام بنایا تھا۔ وہاں ہر قسم کے کانٹی نینٹل کھانے دستیاب ہوتے تھے۔ دونوں کو کچھ افریقی ڈشوں سے خاص رغبت تھی۔ اس لئے وہ خصوصی پروگرام بنا کر وہاں پہنچ گئے۔ آرڈر سرو کرنے سے پہلے جوزف نے ویٹر کو بارٹینڈر سے شواز انگر کی بڑی بوتل لانے کا حکم دیا۔ جوانا کو اس چیز کا کوئی خاص شوق نہیں تھا۔ اسے شدید بھوک لگ رہی تھی۔ اس لئے جونہی ویٹر جوزف کے لئے بوتل اور دیگر لوازمات لے کر آیا تو جوانا نے اسے کھانا بھی فوراً سرو کرنے کی ہدایت کر دی۔ اس بات پر جوزف کا موڈ تھوڑا سا بگڑ گیا۔ لیکن پھر وہ خاموشی سے اپنے شغل میں مصروف ہو گیا۔ ایک کے بعد دوسری بوتل بھی اس نے کھول لی اور اپنی ''کارروائی'' کو جاری رکھا۔ جبکہ اس دوران جوانا کھانے سے پیٹ بھر

and Uploaded By Muhammad

کر کے اور لمبے لمبے ڈکار لے کر فارغ ہو چکا تھا۔
کھانا کھا کر جوانا ہاتھ منہ دھونے واش روم میں چلا گیا۔ جب وہ واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ ایک افریقی نیگرو نوجوان لڑکی کرسی کھینچ کر جوزف کے بالکل قریب بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے جامنی کلر کا مختصر سا اسکرٹ پہن رکھا تھا جبکہ اس کے لمبے تراشیدہ بال کندھوں سے نیچے تک جھول رہے تھے۔ وہ خاصی پرکشش اور جاذب نظر دکھائی دے رہی تھی۔ جوانا کا اسے جوزف کے قریب دیکھ کر ماتھا ٹھنکا۔ وہ کافی چھک لیک کر اور مسکراہٹ کے پھول بکھیرتی ہوئی جوزف سے کچھ کہہ رہی تھی۔ لیکن جوزف ریزرو دکھائی دینے کا تاثر دے رہا تھا۔ جوانا ان سے کچھ فاصلے پر آ کر کھڑا ہو گیا۔
''یو اینگری ینگ مین۔ کتنے چارم فل نظر آتے ہو تم۔ میری طرف دیکھو۔ کیا میں تمہیں اچھی نہیں لگ رہی۔'' ـــــ وہ لڑکی جوزف سے کہہ رہی تھی اور جوزف پر محبت کے ڈورے ڈال رہی تھی۔ لیکن جوزف اپنے رویئے سے بیزاری کا اظہار کر رہا تھا۔
''میں چارمنگ ہوں یا گدھا۔ تم سے مطلب۔ جاؤ اپنا کام کرو جا کر۔'' ـــــ جوزف نے سختی سے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔
''اوہ۔ تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو اینگری ینگ مین۔ میں کوئی ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں۔ سٹوڈنٹ ہوں۔ افریقی ملک ساویڈان سے میڈیسن کا کورس کرنے آئی ہوں۔ پاکیشیا یونیورسٹی میں پڑھتی ہوں۔ میرا نام کولیت ہے۔'' ـــــ افریقی نیگرو دوشیزہ نے اپنا تعارف

کرواتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ اپنا تعارف کروائے گی تو جوزف کا رویہ بدل جائے گا۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ اس کا وہم تھا۔
''تمہارا نام کولیٹ ہے یا چاکلیٹ۔ مجھے اس سے کیا لینا دینا۔ اگر پڑھنے آئی ہو تو جاؤ گھر جا کر پڑھو۔ یہاں بیٹھ کر میرا دماغ چاٹنے کی ریسرچ کیوں کر رہی ہو۔'' ـــــ جوزف نے اس مرتبہ غراتی ہوئی آواز میں کہا۔ اس کا روکھا پھیکا رویہ دیکھ کر کولیٹ کا منہ لٹک گیا۔ لیکن وہ پھر بھی وہاں سے نہیں اٹھی۔ بلکہ اپنے چہرے پر ایک دلآویز مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اس نے جوزف کے موٹے بازو میں ہلکی سی چٹکی کاٹ لی۔ اس کی اس حرکت سے جوزف طیش میں آ گیا۔ ویسے بھی اس نے بہت زیادہ چڑھائی ہوئی تھی اور اس کا خون ابل رہا تھا۔
''حرامزادی۔ میں نے تم سے کہا ہے یہاں سے دفعان دور ہو جاؤ۔ ورنہ اٹھا کر ہوٹل سے باہر پھینک دوں گا۔'' ـــــ جوزف کسی خونخوار بھینسے کی طرح ڈکرایا۔ لیکن وہ نیگرو دوشیزہ بھی نہ جانے کس مٹی کی بنی ہوئی تھی۔ جوزف کی ہولناک ڈانٹ پھٹکار کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ وہ جوزف کی طرف کچھ اور جھک گئی۔
''میں جانتی ہوں اینگری ہینڈسم۔ تم نے بہت زیادہ چڑھا لی ہے اس لئے غصہ بھی چڑھ گیا ہے۔ اتنی مت پیا کرو ڈیئر ڈیفنگ۔''
''شٹ اپ یو ڈیم فول۔ تم ہوتی کون ہو مجھے مشورے دینے والی۔ میں اپنے پیسوں سے پی رہا ہوں۔ تیرے ڈاگی ڈیڈی کی کمائی سے نہیں۔'' ـــــ جوزف نے اس کی بات کاٹ کر چنگاڑتے ہوئے کہا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اور غصے کی شدت سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے گرجتی ہوئی آواز میں ویٹر کو طلب کیا اور ویٹر تقریباً دوڑتا ہوا جوزف کے پاس آ گیا۔

''ایک فل سائز واڈکا لاؤ۔ اور یہ جو کالی کتیا یہاں بیٹھی ہے۔ یہ کس کی اجازت سے بیٹھی ہے۔ تمہارے ریسٹورنٹ کے اصول کیا ہیں۔ جلدی بتاؤ''۔۔۔۔۔۔ جوزف خونخوار بھیڑیئے کی طرح غرا رہا تھا۔

ویٹر اس کی بات سن کر گھبرا گیا۔ پھر وہ کولیٹ کی طرف متوجہ ہوا۔

''مادام۔ پلیز۔ آپ انہیں کیوں ڈسٹرب کر رہی ہیں۔ اپنی میز پر جا کر بیٹھیے''۔۔۔۔۔۔ ویٹر کے لہجے سے بے چارگی جھلک رہی تھی۔

''ٹھیک ہے۔ تم جا کر اپنا کام کرو۔ میں چلی جاتی ہوں'' کولیٹ نے بے پروائی کے سے انداز میں ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔ ویٹر خاموشی سے سر جھکا کر چلا گیا۔ جوانا سوچ رہا تھا کہ وہ خود اس نیگرو حسینہ سے بات کرے کہ وہ جوزف کے ساتھ نہ الجھے۔ لیکن پھر یہ سوچ کر وہ رک گیا کہ جوزف خود ہی معاملہ سیدھا کر رہا ہے۔ وہ اپنی جگہ خاموش کھڑا رہا۔ اس دوران ویٹر جوزف کے لئے بڑی واڈکا لے آیا تھا۔ جوزف نے خالص دیسی طریقے سے بوتل کا ڈھکن منہ میں ڈال کر اپنے مضبوط دانتوں سے اسے کچل ڈالا اور کاک اڑا دیا۔ وہ اپنے شدید غصے کا غیر شعوری اظہار کر رہا تھا۔ اس نے بوتل منہ سے لگا کر بغیر سوڈے کے معدے میں انڈیل لی۔ کولیٹ حیرت ناک نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''تم ابھی تک یہاں بیٹھی ہو۔ میں آخری بار تم سے کہہ رہا ہوں کہ

اپنی راہ لو۔ اگر پھر بھی میری بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی تو میں اپنے فولادی مکے کا استعمال کروں گا''۔۔۔۔۔۔ جوزف کا لہجہ بے حد تلخ ہو چکا تھا۔ اس کا چہرہ طیش سے لال بھبوکا ہو رہا تھا۔

''اوکے ڈیئر۔ میں چلی جاتی ہوں۔ لیکن اگلے سنیچر کو میں اس وقت پھر یہاں آؤں گی۔ یقیناً تم بھی آؤ گے۔ اور امید ہے ہوش و حواس میں آؤ گے۔ تب تم ضرور مجھے گلے لگاؤ گے''۔۔۔۔۔۔ کولیٹ نے کھڑے ہوتے ہوئے کسی قدر جذباتی پن سے کہا۔

''ارے جا۔ جوزف اس مٹی کا نہیں بنا کہ تم جیسی لوفروں کو لفٹ کرواتا پھرے۔ میرا باس کہتا ہے کہ جو شخص عورت ذات کے دام الفت میں پھنس گیا سمجھو پھانسی چڑھ گیا۔ سمجھیں تم''۔۔۔۔۔۔ جوزف نے ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارے باس کو نہیں جانتی۔ لیکن لگتا ہے اس کے دل میں کوئی لطیف جذبہ ہی نہیں ہوگا جو ایسی فضول بات کہتا ہے۔ بہرحال گڈ نائٹ ڈیئر جوزف۔ میں دوبارہ آؤں گی''۔۔۔۔۔۔ کولیٹ نے افسردہ سے انداز میں کہا۔ پھر جانے سے پہلے اس نے جوزف کے گال پر ہلکی سی کس دے ماری۔ جوزف کے لئے یہ حرکت بم دھماکے سے کم نہیں تھی۔ وہ اپنی برداشت کھو بیٹھا اور ایک زناٹے دار طمانچہ نیگرو حسینہ کے نازک چہرے پر جڑ دیا۔ وہ لڑکھڑاتی ہوئی کئی فٹ دور ایک میز پر جا گری جس پر کانچ کی کراکری رکھی ہوئی تھی۔ میز الٹ گئی اور کراکری دور تک گرتی چلی گئی۔ ڈائننگ ہال میں شیشے کے لاتعداد ٹکڑے پھیل

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

گئے۔ جو لوگ وہاں بیٹھے تھے وہ بری طرح چونک کر ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ جوزف کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی اور وہ دیوانوں کی طرح کولیٹ کو مغلظات سنا رہا تھا۔ کولیٹ کے منہ سے خون کی دھار بہہ نکلی تھی۔ وہ ٹشو سے منہ پونچھتی اور روتی ہوئی ہال سے باہر نکل گئی۔ یہ سب کچھ اتنا اچانک ہو گیا تھا کہ جوانا کو کچھ کرنے کا موقع نہ مل سکا تھا۔ پھر وہ اچھل کر جوزف کے قریب آ گیا۔

''یہ تم نے کیا کیا جوزف۔ اس بے چاری کے منہ پر اتنا زوردار تھپڑ مار کر خون نکال دیا۔ آخر وہ ایک عورت تھی۔ عورت پر ہاتھ اٹھانا مردوں کے شایان شان نہیں۔''۔۔۔۔۔ جوانا نے ناراضی کا اظہار کیا۔

''بے چاری۔ عورت۔ تم نے دیکھا نہیں اس حرامزادی نے کتنی دیدہ دلیری سے میرے گال پر اپنے زہریلے ہونٹ گاڑ دیئے تھے۔ ابھی تو میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ ورنہ۔ اس سالی کے تو ہونٹ کاٹ دیتا۔''۔۔۔۔۔ جوزف نے دہاڑتے ہوئے کہا۔

''ارے جوزف۔ اتنا غصہ بھی اچھا نہیں ہوتا۔ یہ ایک غیر ملکی ریسٹورنٹ ہے۔ اور وہ ایک بے باک حسینہ تھی۔ تم پر لٹو ہو گئی۔ ایسی جگہوں پر ایسا ہوتا رہتا ہے۔ تمہیں خود پر قابو رکھنا چاہیے۔''۔۔۔۔۔ جوانا نے اسے سمجھایا۔ اسی لمحے ریسٹورنٹ کا منیجر بھی وہاں آ گیا۔

''یہ آپ نے کیا کر دیا سر۔ پورے ہال کا ماحول خراب ہو گیا ہے۔ اکثر جوڑے اٹھ کر چلے گئے ہیں۔''۔۔۔۔۔ منیجر نے جھنجلاتے ہوئے کہا تو جوزف ایک مرتبہ پھر غصے سے پھٹ پڑا۔

''کیا بکواس کر رہے ہو تم۔ ہوٹل کا ماحول میں نے خراب کیا ہے۔ یہ ہوٹل ہے یا بھنگڑ خانہ۔ لوفر لڑکیاں یہاں دندناتی پھرتی ہیں۔ تمہیں اچھے برے کی پہچان نہیں ہے۔''۔۔۔۔۔ جوزف نے اس پر بری طرح گرجتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں لال انگارہ ہو رہی تھیں۔

''سر۔ آپ کو اگر کوئی شکایت تھی تو مجھے بتاتے۔ یہ تماشا تو کھڑا نہ کرتے۔''۔۔۔۔۔ منیجر نے کہا۔ اس کے انداز میں اب بھی ناگواری شامل تھی۔

''تماشا۔ تمہارے ہوٹل میں کسی کی بے عزتی ہو اور تم اسے تماشا کہتے ہو۔ لگتا ہے ایک ہاتھ تجھے بھی دینا پڑے گا۔''۔۔۔۔۔ جوزف آپے سے باہر ہو رہا تھا لیکن جوانا نے اسے ٹھنڈا رکھنے کی کوشش کی۔

''بس اب تم چپ رہو جوزف۔ میں خود بات کرتا ہوں۔''۔۔۔۔۔ جوانا نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا۔ پھر وہ جیب سے کریڈٹ کارڈ نکال کر منیجر کی طرف متوجہ ہوا۔

''کھانے کا بل۔ اور تمہارا جو تھوڑا بہت نقصان ہوا ہے اس کی رقم کاٹ لو۔''۔۔۔۔۔ جوانا نے کارڈ منیجر کو دیتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔ لیکن یہ دیکھ کر جوزف کا پارہ مزید چڑھ گیا۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو جوانا۔ ہم اسے ایک پائی بھی نہیں دیں گے۔ اس لئے کہ یہ جان بوجھ کر آوارہ لڑکیوں کو اپنے ہوٹل میں بلاتا ہے۔ شریفوں کو لوٹنے کا اچھا طریقہ ہے۔''۔۔۔۔۔ جوزف نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور میز پر ایک زوردار ٹھوکر مار کر اسے الٹ

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

دیا۔ کھانے کے برتن پھر دور تک بکھر گئے بلکہ ایک باؤل تو اچھل کر منیجر کے اوپر آ گری اور اس میں بھرے ہوئے رائتے نے اس کے نفیس سوٹ کا ستیاناس کر دیا۔ جوزف کی اس حرکت سے جوانا کو بھی غصہ آ گیا اور وہ زبردستی جوزف کو بازو سے پکڑ کر تقریباً دھکیلتا ہوا باہر لے آیا۔ پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی میں اسے ٹھونس کر بٹھایا اور رانا ہاؤس لے آیا۔ جوانا راستے میں خاموش رہا بلکہ رانا ہاؤس آ کر بھی اس نے جوزف سے کوئی بات نہیں کی۔ اس کا خیال تھا کہ جوزف نے لڑکی کو تھپڑ مار کر اور ہوٹل میں ہنگامہ کھڑا کر کے غیر مہذبانہ حرکت کی ہے۔ جبکہ جوزف کا خیال یہ تھا کہ جوانا نے منیجر کو ادائیگی کر کے اس کی اور اپنی یعنی دونوں کی توہین کروائی ہے۔ بس اس کے بعد دونوں میں سرد جنگ کا آغاز ہو گیا۔ اکٹھے بیٹھنا تو درکنار دونوں میں بات چیت بھی بند ہو گئی۔

عمران کو ان دونوں کی سرد جنگ کا علم ہو چکا تھا۔ وہ ان کی صلح کروانا چاہتا تھا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ کچھ دن خاموش رہ کر وہ اپنے دل کی بھڑاس نکال لیں تو پھر صلح کی کارروائی شروع کی جائے۔ سنیچر کی شام وہ اچانک رانا ہاؤس پہنچ گیا۔ حسب توقع جوزف اور جوانا میں بول چال بند تھی۔ وہ الگ الگ کمروں میں رہ رہے تھے۔ ویسے ان کے کمرے آمنے سامنے ہی تھے اور درمیان میں ایک راہداری تھی۔ عمران کی ہدایت پر ٹائیگر بھی اس وقت وہیں تھا۔ عمران راہداری میں ایک کرسی ڈال کر بیٹھ گیا۔

”ارے ٹائیگر۔ ذرا ادھر آ کر میری بات سننا۔“ ـــــ عمران نے کافی بلند آواز سے ٹائیگر کو پکارا۔ مقصد یہ تھا کہ جوزف اور جوانا بھی اس کی آواز سن لیں۔ ٹائیگر اپنے کمرے سے نکل کر اس کے پاس آ گیا۔

”یس باس۔ میرے لئے کیا حکم ہے۔“ ـــــ ٹائیگر نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

”میں نے سنا ہے ٹائیگر کہ رانا ہاؤس میں آج کل سوگ منایا جا رہا ہے۔ ویسے تو سوگ کسی عزیز رشتے دار کی فوتگی پر منایا جاتا ہے اور ہمارے مذہب میں اگر کسی کا کوئی عزیز فوت ہو جائے تو تین دن تک سوگ منانے کی اجازت ہے۔ اور اگر کسی عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو وہ چار ماہ تک سوگ منا سکتی ہے۔ دوسرے مذاہب میں سوگ منانے کا کیا رواج ہے یہ مجھے معلوم نہیں۔ ویسے کیا تمہیں پتہ ہے کہ رانا ہاؤس میں کتنے دنوں کا سوگ منایا جا رہا ہے۔“ ـــــ عمران نے بظاہر سنجیدگی سے کہا لیکن ٹائیگر اس کی باتوں میں چھپے ہوئے طنز کو تاڑ گیا تھا۔

”باس۔ رانا ہاؤس میں خدانخواستہ نہ تو کوئی فوتگی ہوئی ہے اور نہ ہی یہاں کوئی سوگ منا رہا ہے۔ آپ کو کسی نے غلط بتایا ہے۔“ ٹائیگر نے بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس چوہے ایکسٹو نے مجھے فول بنایا ہے۔ وہ مجھے کہہ رہا تھا کہ رانا ہاؤس میں سوگ منایا جا رہا ہے۔ جا کر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

پتہ کرو اور سوگ میں شامل ہو جاؤ۔ اس کی بات سن کر میرے تو سر میں درد شروع ہو گیا تھا اور تم جانتے ہو کہ سر میں جب درد ہوتا ہے تو بلیک کافی پینا ضروری ہو جاتا ہے۔''۔۔۔۔۔ عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

''باس۔ آپ حکم کریں۔ میں ابھی آپ کے لئے بلیک کافی بنا کر لے آتا ہوں۔''۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

''تم بلیک کافی بناؤ گے۔ نہ بابا نہ۔ تمہارے ہاتھ کی بنی ہوئی بلیک کافی پی کر میں نے اپنا اندر پینا بلیک نہیں کرنا۔ میں تو جا رہا ہوں مس جولیا کے ہاں۔ امید ہے وہ ایک کپ عمدہ بلیک کافی پلا کر اس کے بدلے وہ اپنا نیا سینڈل ضرور دکھائے گی۔''۔۔۔۔۔ عمران نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جوزف اپنے کمرے سے نکل کر اس کے پاس آ گیا۔

''باس۔ میں تمہارے لئے کافی بنا لاتا ہوں۔''۔۔۔۔۔ جوزف نے فراخدلانہ پیش کش کرتے ہوئے کہا۔

''تم۔ اور کافی۔ تمہاری بنائی ہوئی کافی پینے سے بہتر ہے انسان کالے کوے کی یخنی پی لے۔ بقول کنفیوشس۔'' جھوٹ بولے کوا کاٹے، کالے کوے سے ڈریو۔ جوزف کافی بنا لائے تو اس کافی سے ڈریو۔''۔۔۔۔۔ عمران نے گنگناتے ہوئے کہا اور جوزف کا منہ بن گیا۔ اسی لمحے جوانا بھی کمرے سے نکل کر وہاں آ گیا۔

''ماسٹر۔ تم مجھے حکم کرو۔ تمہارے لئے میں کافی بنا کر لاؤں گا۔'' جوانا نے تیکھی نظروں سے جوزف کو گھورتے ہوئے کہا۔

''لیجئے۔ مینڈکی کو بھی زکام ہو گیا ہے۔ اور تم لوگ اپنی اپنی کافی لے کر میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔ اگر تمہیں مجھ سے اتنی ہی ہمدردی ہے تو جاؤ میرے لئے جا کر رشتہ تلاش کرو اور میری شادی کروا دو۔ تمہاری اس نیکی کے صلے میں ساری زندگی تمہاری کافی جیسے کڑوے گھونٹ پیتا رہوں گا اور اس کے بدلے تم لوگوں کی صحت و تندرستی کی دعائیں بھی ضرور مانگوں گا۔''۔۔۔۔۔ عمران نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

''باس۔ شادی کا نام مت لینا تم۔ ورنہ میں خودکشی کر لوں گا۔'' جوزف نے حسب سابق اسے دھمکی سے نوازا۔

''وہ تو تم اب تک ایک سو مرتبہ کر چکے ہو۔ لیکن مرنے کے لئے نہیں بلکہ میرا دماغ چاٹنے کے لئے۔ اور ہر مرتبہ میرا دماغ چاٹ کر زندہ ہو جاتے ہو۔ کاش آج میری دادی زندہ ہوتی تو مجھے ایک کپ کافی کے لئے دربدر نہ ہونا پڑتا۔''۔۔۔۔۔ عمران نے بے چارگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اور آنسو بہانے لگا۔

''باس۔ تم۔ اور یہ رونا دھونا۔''۔۔۔۔۔ جوزف نے حیرت ناک انداز میں کہا۔ جوانا اور ٹائیگر بھی بھونچکے سے رہ گئے تھے۔

''کیوں۔ میرے رونے پر پابندی ہے کیا۔ ایکسٹو نے کہا تھا کہ رانا ہاؤس میں سوگ منایا جا رہا ہے۔ وہاں جا کر رونا ضرور۔ اب کیا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

میں اس چوہے ایکسٹو کا حکم بھی نہ مانوں۔“ ــــــ عمران نے آستین سے آنسو پونچھتے ہوئے احمقانہ انداز میں کہا۔

”یہاں کوئی سوگ نہیں منایا جا رہا ہے ماسٹر۔ اگر تمہیں مجھ سے اور جوزف سے کوئی شکایت ہے تو ہم تم سے سوری کر لیتے ہیں۔ کیوں جوزف۔ کیا ماسٹر کی خوشی کے لئے ہم ایسا نہیں کر سکتے۔“ ــــــ جوانا نے عمران کی بے داغ اداکاری سے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں۔ اگر باس خوش نہیں ہوگا تو ہم خوش کیسے رہ سکتے ہیں۔“ ــــــ جوزف نے بھی موم ہوتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے ایک دوسرے کو آگے بڑھ کر گلے لگا لیا۔

”ارے گھامڑو۔ تم نے سارے سوگ کا ستیاناس کر کے رکھ دیا۔ اب تمہاری سزا یہ ہے کہ خود بھی اچھے سے ریسٹورنٹ میں کھانا کھاؤ اور مجھے بھی کھلاؤ۔ بل کون ادا کرے گا اس کے لئے تم دونوں آپس میں ٹاس کر لو۔“ ــــــ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا تو جوزف نے نہایت خندہ پیشانی سے بل ادا کرنے کی حامی بھر لی۔ وہ تینوں رانا ہاؤس سے عمران کی کار میں سوار ہو کر اسی غیر ملکی ریسٹورنٹ میں پہنچ گئے جہاں چند دن قبل جوزف اور جوانا آئے تھے اور وہاں افریقن نیگرو حسینہ کولیٹ سے جوزف کی جھڑپ ہو گئی تھی۔ ریسٹورنٹ کے مینجر نے جوزف کو دیکھتے ہوئے پہچان لیا۔ وہ بڑبڑاتا ہوا ان کی میز پر آیا اور عمران سے مخاطب ہوا۔

”سر۔ یہ صاحب چند دن پہلے بھی یہاں آئے تھے اور انہوں نے

کافی ہنگامہ آرائی کی تھی۔ ہم ایسے لوگوں کو سروس نہیں دے سکتے۔“ مینجر نے جوزف کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ناگواری سے کہا۔

”کیا مطلب ہے تمہارا۔ کیا ہنگامہ آرائی کی تھی اس نے۔ وہ دو ٹکے کی افریقی بندریا اس کی عزت لوٹنے کے درپے تھی۔ اور تم نے جوزف کی اخلاقی مدد کرنے کے بجائے اس بندریا کا ساتھ دیا۔ تم مینجر ہو یا گلی کے غنڈے۔“ ــــــ عمران نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”دیکھئے سر۔ یہ ایک اعلیٰ ترین درجے کا غیر ملکی ریسٹورنٹ ہے۔ اور یہاں صرف فارنرز آتے ہیں۔ آپ کے اس ساتھی نے ہماری کسٹمر کو بلاوجہ مارا پیٹا اور ریسٹورنٹ کا نقصان کیا۔ ہمارے دوسرے کسٹمرز ناراض ہو کر چلے گئے۔ اس سے ہماری ساکھ خراب ہوئی۔ لہٰذا ہم ایسے جھگڑالو لوگوں کا داخلہ مناسب نہیں سمجھتے۔“ ــــــ مینجر نے روکھے پھیکے لہجے میں عمران سے کہا۔

”زیادہ باتیں کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیا تم کیپٹن فیاض کو جانتے ہو۔ انٹیلی جنس بیورو کا سوپر فیاض۔“ ــــــ عمران نے اسے کینہ توز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ میں انہیں جانتا ہوں۔ کئی بار مل بھی چکا ہوں۔“ مینجر نے کسی قدر گڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔

”تو پھر کیپٹن فیاض کو فون کرو۔ اور اس سے میرے بارے میں پوچھو کہ میں کون ہوں۔ پھر مجھ سے بات کرنا۔“ ــــــ عمران نے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

رعب دار آواز میں اس سے کہا۔

''لیکن سر۔ میں انہیں آپ کے بارے میں کیا بتاؤں۔ آپ کا نام۔''

''نام کو گولی مارو۔ اس سے کہو کہ سر رحمان کا بیٹا تمہارے ریسٹورنٹ میں بیٹھا ہے۔ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔'' عمران نے مینجر کی بات کاٹتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

''آپ۔ آپ۔ آئی بی کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کے بیٹے ہیں۔ آپ کا نام علی عمران ہے۔ میں آپ سے کبھی نہیں ملا لیکن آپ کے بارے میں سنا بہت ہے۔ سر۔ آئی ایم ویری سوری۔ مجھے پہچاننے میں غلطی ہو گئی۔ آپ تو ہمارے خاص مہمان ہیں سر۔''—— مینجر اس کی اصلیت جان کر خوشامد پر اتر آیا۔

''آئندہ یاد رکھنا۔ علی عمران، ایم۔ایس۔ سی۔ ڈی۔ایس۔سی۔ آکسن۔ اب جاؤ اور ویٹر کو یہاں بھیج دو۔''—— عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور مینجر سر جھکائے پھرتی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔

ابھی ویٹر ان کی ٹیبل پر نہیں آیا تھا کہ جوزف نے نیگرو حسینہ کولیٹ کو داخلی دروازے سے ریسٹورنٹ کے اندر آتے دیکھا۔ آج وہ پہلے سے بھی زیادہ ہوشربا روپ میں تھی۔

''باس۔ وہ بلڈی باسٹرڈ پھر یہاں آ گئی ہے۔ اسے باہر نکلواؤ باس۔ ورنہ میں اسے کچا چبا جاؤں گا۔''—— جوزف چیخا۔ عمران نے گردن موڑ کر اطمینان سے اس بلیک بیوٹی کو عتابی نظروں سے دیکھا۔

پھر وہ جوزف کی طرف مڑا۔

''تم خاموش رہو جوزف۔ یہ پبلک پلیس ہے۔ یہاں کوئی بھی آ سکتا ہے۔''—— اس نے پرسکون لہجے میں کہا اور جوزف خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ نیگرو حسینہ کولیٹ نے ہال کے درمیان آ کر ارد گرد نظر دوڑائی اور پھر جوزف کو دیکھ کر اس کے چہرے پر تبسم نمودار ہو گیا۔ اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں نچا کر جوزف کو خاموش انداز میں ہیلو کیا۔ جوزف نے کوئی رسپانس نہیں دیا۔

''بے وقوف۔ وہ تمہیں ہیلو کر رہی ہے۔ تم بھی اسی طرح اسے ہیلو کہو۔''—— عمران نے اسے ڈانٹنے والے انداز میں کہا۔

''کیا کہہ رہے ہو باس۔ میں اس منحوس چوہیا کو ہیلو کہوں۔ یہ نہیں ہو سکتا باس۔''—— جوزف نے منہ بنا کر کہا۔

''تم گدھوں کے سردار۔ بلکہ گدھوں کے بھی گدھے ہو۔ میں تمہیں کہہ رہا ہوں کہ اسے ہیلو کرو اور یہاں بلاؤ۔ اس کے بعد خاموش ہو جاؤ۔ وہ تمہیں ناپسند ہے لیکن شاید مجھے پسند آ جائے۔''—— عمران نے تیکھی نظروں سے جوزف کو گھورتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے باس۔ تمہارے کہنے پر مجھے یہ تو کرنا ہی پڑے گا۔'' جوزف نے بادل نخواستہ رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اور پھر انگلیاں نچا کر کولیٹ کو ہیلو کہتے ہوئے اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔ وہ مسکراہٹ کی بجلیاں گراتی ہوئی تیزی سے ان کی میز کے پاس آ گئی۔ مینجر نے دور سے اسے دیکھ لیا تھا۔ چونکہ وہ پہلے ہی ان کی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ہنگامہ آرائی دیکھ چکا تھا چنانچہ وہ کولیٹ کو روکنے کے لئے تیزی سے اس کی طرف لپکا۔ لیکن عمران نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا اور وہ برے برے منہ بناتا ہوا خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"تم یہاں بیٹھ سکتی ہو۔ یہ میرا دوست ہے جوزف۔" ـــــ عمران نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"نائس ٹو میٹ یو۔ میرا نام کولیٹ ہے۔ اور میں۔" ـــــ اس نے اپنا تعارف کروانا چاہا لیکن عمران نے نرمی سے ٹوک دیا۔

"جوزف سب کچھ بتا چکا ہے۔ یہ جب بہت زیادہ چڑھا لیتا ہے تو فتنہ فساد برپا کرتا ہے۔ تم اسے پسند کرتی ہو۔" ـــــ عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"یس۔ آف کورس۔ مجھے تو جوزف پہلی ہی نظر میں بہت اچھا لگا تھا۔ اگر یہ سنجیدہ ہو تو میں اس کے ساتھ شادی کر سکتی ہوں۔" کولیٹ نے جواب دیا۔

"شادی اور مجھ سے۔ کیا بکواس کر رہی ہو تم۔ میں نے کبھی اپنے باس کو شادی نہیں کرنے دی۔" ـــــ جوزف اتنے زور سے دہاڑا کہ ڈائننگ ہال میں بیٹھے لوگ چونک چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔ اسی لمحے پورا ریسٹورنٹ یکا یک تاریکی میں ڈوب گیا۔ اور ساتھ ہی وہاں موجود لوگوں میں سراسیمگی پھیل گئی۔ ہر طرف سے عجیب وغریب آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"فیوز اڑ گیا ہے۔ یا کسی نے مین سوئچ آف کر دیا ہے۔" کاؤنٹر

کی طرف سے ریسپشنسٹ کی تیز آواز سنائی دی۔

"ایمرجنسی لائٹ جلاؤ۔ جلدی۔" ـــــ ایک دوسری آواز گونجی۔

"یہ کیسا ریسٹورنٹ ہے جہاں آٹو چارجنگ ایمرجنسی لائٹس بھی نہیں ہیں۔" ـــــ کسی حسینہ نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔ سڑک کی دودھیا روشنی بہت مدہم سی ریسٹورنٹ کے شیشے کے دروازے سے اندر آ رہی تھی جس میں وہاں بیٹھے لوگ ہیولوں کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ کولیٹ وہاں سے پراسرار انداز میں غائب ہو چکی تھی۔

"اٹھو۔ یہاں سے نکلنا ہو گا۔" ـــــ عمران نے اضطراری انداز میں جوزف اور جوانا سے کہا اور تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عین اسی لمحے چھ سات لمبے سائے داخلی دروازے سے اندر داخل ہوتے نظر آئے۔ اندھیرے میں ان کی شکلیں پہچاننا مشکل تھا لیکن ان کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی اسٹین گنیں جو سائے کی طرح ہی دکھائی دے رہی تھیں۔ انہیں پہچاننا مشکل نہیں تھا۔ ہال میں داخل ہو کر وہ برق کے کوندوں کی طرح مختلف سمتوں میں پھیل گئے اور ان کی گنوں کا رخ عمران، جوزف اور جوانا کی طرف مڑ گیا۔

"نیچے گر جاؤ۔ کیبنوں کی طرف چلو۔" ـــــ عمران نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور اپنے قریب موجود جوانا کی کرسی الٹا کر خود بھی فرش پر لڑھک گیا۔ عین اسی لمحے سایوں جیسے حملہ آوروں کی اسٹین گنیں پوری شدت سے گرجنے لگیں۔ ان سے نکلنے والی گولیاں بارش کی طرح عمران جوزف اور جوانا کی سمت برستی چلی گئیں۔ عمران اور جوانا فرش پر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

لڑھک چکے تھے۔ اس لئے وہ اندھی گولیوں کی زد میں آنے سے محفوظ رہے۔ لیکن جوزف کو چند سیکنڈ کی تاخیر ہوگئی۔ جب وہ کرسی پر سے فرش کی طرف لڑھک رہا تھا کہ دو گولیاں اس کے کندھے اور دائیں بازو کی مچھلی میں پیوست ہوگئیں۔ جوزف کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ دہکتے ہوئے انگارے اس کے جسم میں گھس گئے ہیں۔ وہ ایک تیز سسکاری خارج کرتا ہوا فرش پر گرا اور پھر لوٹتا ہوا قریب کے فیملی کیبن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران اور جوانا پہلے ہی ایک کیبن میں پناہ لے چکے تھے۔ عمران نے کیبن میں پہنچتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ریوالور نکالا اور کیبن کی کھڑکی سے گن برداروں کی طرف فائر داغا۔ وہ سب کمانڈو ایکشن کے انداز میں زمین پر پوزیشنیں لئے ہوئے تھے۔ عمران نے جس اسٹین گن بردار پر فائر کیا تھا وہ عین اسی لمحے ذرا سا جھک گیا اور گولی اس کے سر کے اوپر سے ایک ڈیڑھ انچ کے فاصلے سے گزر کر ہال کی دیوار میں جا گھسی۔ ادھر جوانا بھی اپنا ریوالور نکال چکا تھا۔

''ماسٹر۔ یہ حملہ آور کون ہو سکتے ہیں۔''۔۔۔۔۔ جوانا نے ایک گن بردار کا نشانہ باندھتے ہوئے عمران سے کہا۔

''جوزف کے سالے۔ اس کالی پر کٹی چڑیا کے بھائی جو جوزف پر اپنی جان نچھاور کر رہی تھی۔ اور اب یہ ہم سب کی جان لینے کے درپے ہیں۔''۔۔۔۔۔ عمران نے تیکھے لہجے میں جواب دیا۔ اس دوران

جوانا فائر کر چکا تھا جو ضائع چلا گیا۔ کیونکہ اس کا ہدف اپنی پوزیشن تبدیل کر چکا تھا۔ اسی لمحے کسی نے ایمرجنسی لائٹس روشن کر دیں لیکن حملہ آوروں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے چند سیکنڈ میں تمام لائٹس اڑا دیں۔ وہ اندھیرے میں اپنے ہدف کو نشانہ بنانا چاہ رہے تھے۔ ہال میں لوگ دیوانہ وار چیخ و پکار کر رہے تھے۔

''ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا۔ ان کے پاس جدید ساخت کی ہیوی اسٹین گنیں ہیں۔ اور وہ تعداد میں بھی ہم سے زیادہ ہیں۔ ان ریوالوروں سے ان کا مقابلہ کرنا ہمارے لئے ناممکن ہوگا۔''۔۔۔۔۔ عمران نے تیزی سے کہا۔

''ماسٹر۔ جوزف یہاں سے تیسرے کیبن میں موجود ہے۔'' جوانا نے کہا۔

''یہاں سے نکلتے وقت اسے ساتھ لے لیں گے۔ میرا خیال ہے وہ کافی شدید زخمی ہوا ہے۔''۔۔۔۔۔ عمران نے پر تفکر لہجے میں کہا اور کیبن کی کھڑکی کے ایک کونے سے ہال کا جائزہ لینے لگا۔ بہت مدہم روشنی میں اسے پورے ہال میں لوگ ادھر ادھر سایوں کی طرح دبکے نظر آ رہے تھے۔ چیخ و پکار کا یہ عالم تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ سایہ نما حملہ آوروں کی اندھا دھند فائرنگ جاری تھی۔ غالباً کچھ لوگوں کو گولیاں لگی تھیں اور وہ مدد کے لئے پکار رہے تھے۔ تاریکی میں ڈوبا ہوا ڈائننگ ہال پراسرار منظر پیش کر رہا تھا۔ حملہ آوروں کی فائرنگ مسلسل جاری تھی۔ ان کا ہدف وہ کیبن تھا جہاں

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

عمران، جوانا اور جوزف موجود تھے۔ لیکن اندھی گولیاں ہر سمت برس رہی تھیں۔

عمران نے مدھم روشنی میں بارٹینڈر کے ایک گوشے میں ایک بہت بڑا ریفریجریٹر پڑا دیکھ لیا جو برانڈی وہسکی اور شیمپئن کی بوتلوں سے پوری طرح بھرا ہوا تھا۔ عمران نے ریفریجریٹر کے کمپریسر والی جگہ کا نشانہ لے کر فائر داغ دیا۔ گولی ریفریجریٹر کی بیرونی باڈی میں چھید کرتی ہوئی سیدھی کمپریسر میں جا لگی۔ گیس سے بھرا کمپریسر کسی طاقتور بم کی طرح ایک ہولناک دھماکے سے پھٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی پورا ریفریجریٹر سینکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر ہوا میں بکھر گیا اور برانڈی، وہسکی اور شیمپئن کی سینکڑوں بوتلیں پھٹ کر ہال میں ہر سمت بارش کی طرح برسنے لگیں۔

سایہ نما حملہ آور اس اچانک افتاد پر بوکھلا گئے۔ وہ سمجھ ہی نہ پائے کہ یہ اچانک دھماکہ کیسا ہے؟ اسی لمحے عمران اور جوانا پھرتی سے کیبن سے نکلے اور جوزف والے کیبن کی طرف لپکے۔ وہ کیبن کے اندر مدہوش سا پڑا تھا۔ اس کے کندھے اور بازو سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔ عمران نے جوانا کو اشارہ کیا کہ وہ جوزف کو سہارا دے کر کھڑا کرے۔ جوزف اگرچہ ہوش میں تھا لیکن سخت تکلیف میں تھا۔ وہ دونوں جوزف کو کندھوں سے تھام کر تیزی سے خارجی دروازے کی طرف لپکے۔ حملہ آوروں کی توجہ بارٹینڈر کے کاؤنٹر کی طرف مبذول تھی۔ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر عمران اور جوانا جوزف کو تقریباً گھسیٹتے

ہوئے ریسٹورنٹ سے باہر نکلتے چلے گئے۔ جوزف جو شدید زخمی تھا اسے پارکنگ میں کھڑی کار کی عقبی سیٹ پر ڈال دیا گیا۔ ڈرائیونگ سیٹ جوانا نے سنبھالی تھی جبکہ عمران اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے ریوالور کا میگزین تیزی سے دوبارہ لوڈ کر لیا تھا۔ جوانا نے اگنیشن میں چابی گھمائی اور بیک گیئر میں ڈال کر کار کو خطرناک حد تک تیز رفتاری سے مین روڈ پر لے آیا۔ پھر اسی تیز رفتاری سے کار الٹی سمت گھومی اور سیدھی ہو کر مین روڈ پر آندھی اور طوفان کی طرف بھاگنے لگی۔

”سپیشل ہسپتال جانا ہے۔“ ــــــ عمران نے بیک مرر میں جھانکتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

”حملہ آوروں میں سے کسی کو قابو نہیں کرنا تھا ماسٹر۔ آخر یہ تھے کون۔ ان کا ہدف ہم لوگ ہی تھے۔“ ــــــ جوانا نے متذبذب لہجے میں عمران سے کہا۔

”ہیں تو یہ جوزف کے سالے ہی۔ لیکن جوزف کو پہلے ہسپتال پہنچانا ضروری ہے۔“ ــــــ عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

”ماسٹر۔ جوزف کو تم ہسپتال لے جاؤ۔ میں واپس جا کر ان حملہ آوروں کی خبر لیتا ہوں۔ ان میں سے کسی نہ کسی کو رانا ہاؤس ضرور لے آؤں گا۔ چاہے اس کی ٹانگیں ہی کیوں نہ توڑنی پڑیں۔“ ــــــ جوانا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ لیکن اسی لمحے عمران نے بیک مرر میں دو لینڈ کروزر کو انتہائی تیز رفتاری سے اپنے تعاقب میں آتے دیکھا۔ وہ

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

آگے پیچھے اڑتی چلی آ رہی تھیں۔ مین روڈ کی تیز زرد روشنیوں میں عمران نے ان میں انہی ریسٹورنٹ والے حملہ آوروں کو سوار دیکھا تھا۔ بلکہ اگلی لینڈ کروزر میں وہ افریقی نیگرو حسینہ کولیٹ بھی موجود تھی۔ عمران نے فوراً جوانا کو اپنے تعاقب سے آگاہ کیا۔

''ماسٹر۔ ان کو یہیں دھر لیتے ہیں۔ میں ان کمینوں کا قیمہ بنا دینا چاہتا ہوں۔'' ـــــــ جوانا نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

''کوئی فائدہ نہیں جوانا۔ وہ جدید ساخت کے اسلحے سے پوری طرح لیس ہیں۔ تم فکر نہ کرو ان سے ٹاکرا دوبارہ بھی ہوگا۔ پھر اپنے دل کی حسرتیں نکال لینا۔ فی الحال گاڑی کو کسی ذیلی سڑک پر موڑ کر نکل چلو۔ ہمیں سپیشل ہسپتال جلد از جلد پہنچنا ہے۔ جوزف کے جسم سے خون تیزی سے بہہ رہا ہے۔'' ـــــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ پھر وہ دونوں سیٹوں کی درمیانی جگہ سے گزر کر عقبی سیٹ پر آ گیا۔ پہلے اس نے جوزف کے زخموں پر رومال باندھ دیئے اور پھر اٹھ کر عقبی ونڈ سکرین سے باہر جھانکنے لگا۔ ان کی کار اور لینڈ کروزر کے درمیان فاصلہ تیزی سے کم ہو رہا تھا۔ اور پھر اچانک ان دونوں لینڈ کروزر کی چھت والی کھڑکیوں سے دو سیاہ پوش باہر نکلے اور اپنے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی اسٹین گنوں سے ان کی کار پر گولیوں کی تڑتڑ برسات شروع کر دی۔ گولیاں ان کی کار کے عقبی حصے میں باڈی پر لگیں اور اس میں جگہ جگہ بے شمار سوراخ ہوتے چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی گولیوں کی بوچھاڑ سے عقبی ونڈ سکرین چکنا چور ہو گئی۔ عمران اور جوانا انتہائی

پھرتی سے جھک گئے تھے۔

عمران نے ذرا سا اوپر اٹھ کر آگے آتی لینڈ کروزر کی چھت والی کھڑکی سے باہر نکلے حملہ آور پر فائر داغ دیا۔ گولی اس کے دائیں کندھے سے ذرا نیچے جا کر لگی۔ وہ چیخ کر گاڑی کے اندر گر گیا۔ عمران نے اسی لمحے دوسرا فائر لینڈ کروزر کے ڈرائیور پر کیا۔ گولی زناٹے سے ونڈ سکرین کو توڑتی ہوئی ڈرائیور کے کان کی لو کو چھوتی ہوئی اس کی عقبی سیٹ پر موجود اسٹین گن بردار کی پیشانی میں جا پیوست ہوئی۔ اس کی ہولناک چیخ سڑک پر دور تک گونجتی چلی گئی اور وہ ذبح شدہ مرغ کی طرح بری طرح پھڑ پھڑانے لگا۔ ڈرائیور نے یکدم گاڑی کا رخ ذرا سا موڑ دیا اور پھر اسے زگ زیگ شکل میں دوڑانے لگا تاکہ جوابی فائر کی صورت میں وہ محفوظ رہ سکیں۔ لینڈ کروزر سے اب بیک وقت کئی اسٹین گنوں سے فائرنگ کی جانے لگی تھی۔

فائرنگ کی تڑتڑاہٹ سے مین روڈ پر ٹریفک تتر بتر ہو کر رہ گئی۔ لوگوں نے خوفزدہ ہو کر اپنی گاڑیاں فٹ پاتھ پر چڑھا دیں۔ ٹریفک پولیس والوں کی موٹر سائیکلوں کے ہوٹرز تیزی سے گونجنے لگے۔ لیکن فائرنگ کا سلسلہ جاری تھا۔ عمران نے یکے بعد دیگرے کئی فائر داغ دیئے لیکن لینڈ کروزر کے ڈرائیور کی اعلیٰ مہارت کی وجہ سے وہ سب ضائع چلے گئے۔ بالآخر عمران کے ریوالور کا میگزین گولیوں سے خالی ہو گیا۔ جوانا حیرت انگیز پھرتی اور مہارت سے کار کو ٹریفک کے اژدہام سے نکالتا چلا جا رہا تھا۔ عمران نے اسے متنبہ کر دیا تھا کہ اگر وہ رک

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

گئے تو ان کی موت یقینی ہے۔ لینڈ کروزر میں سوار حملہ آور ان کے رکتے ہی اپنی گاڑیوں سے نکل کر انہیں بھون ڈالیں گے ۔ چنانچہ جوانا کار کو دوسری گاڑیوں سے ٹکراتا اور کسی کو دائیں اور کسی کو بائیں اڑاتا چلا جا رہا تھا۔ ان کی اپنی کار کی باڈی تو ہر طرف سے پچکی ہی گئی تھی لیکن دوسری کئی گاڑیوں میں بھی زبردست ڈنٹ پڑ گئے تھے۔ یہی حال حملہ آوروں کی دونوں لینڈ کروزر کا بھی تھا۔ انہوں نے سامنے آنے والی کئی گاڑیوں کو سائیڈ مار کر باقاعدہ الٹا دیا تھا۔

مین روڈ پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک زبردست افراتفری پھیل چکی تھی۔ جونہی عمران کے ریوالور کا میگزین گولیوں سے خالی ہوا اور اس کی طرف سے جوابی فائرنگ بند ہوئی تو حملہ آوروں کی فائرنگ میں مزید شدت پیدا ہو گئی۔عمران کی کار کی باڈی چھلنی بن چکی تھی۔ اس کو یہ بھی خطرہ تھا کہ گولیاں اگر کار کے ٹائروں میں لگ گئیں تو وہ برسٹ ہو جائیں گے اور پھر ان کے لئے وہاں سے بھاگ نکلنا ناممکن ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ جوانا کو بار بار رفتار بڑھانے کا حکم دے رہا تھا حالانکہ سپیڈ میٹر کی سوئی آخری حدود کو چھو رہی تھی اور سامنے آنے والی بے ہنگم ٹریفک بھی راستے میں حائل تھی۔ جونہی عمران کی طرف سے فائرنگ بند ہوئی تو آگے آنے والی لینڈ کروزر کی رفتار بڑھتی چلی گئی۔ وہ ان کی کار کے قریب آنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اگر مین روڈ پر ٹریفک کا زور نہ ہوتا تو وہ چند سیکنڈ میں ان کے قریب پہنچ چکے تھے۔ لینڈ کروزر نے اب تک اتنی گاڑیوں اور موٹر سائیکل سواروں کو الٹ دیا

تھا کہ مین روڈ جنگ کا نقشہ پیش کرنے لگی۔ اوپر سے لوگوں کی چیخ و پکار اور پولیس کی گاڑیوں کے تیز ہوٹرز کی چنگاڑتی ہوئی آوازیں عجیب سی ہلچل اور تھرتھراہٹ پیدا کر رہی تھیں۔

عمران ریوالور کا میگزین دوبارہ لوڈ کر رہا تھا۔ اسی لمحے اچانک جوانا کو اپنے بائیں سمت ایک ذیلی سڑک نظر آ گئی۔ چنانچہ اس نے دو تین گاڑیوں کو زبردست سائیڈ مارتے ہوئے کار کو اس ذیلی سڑک پر موڑ دیا۔ اس کے پیچھے لینڈ کروزر بھی اسی ذیلی سڑک پر آ گئی ۔عمران نے ریوالور تان کر بیک وقت ان پر کئی فائر داغے۔ اس مرتبہ گولی لینڈ کروزر کے اندر ایک حملہ آور کے بازو میں لگی اور اس کی ہولناک چیخ سنائی دی۔ حملہ آوروں کی مسلسل فائرنگ جاری تھی جس کی وجہ سے عمران اور ٹائیگر کو سیٹوں کی پشت کے پیچھے پناہ حاصل کرنا پڑ رہی تھی۔ جن میں بے شمار گولیاں داخل ہو چکی تھیں۔

تقریباً ایک سو گز کے فاصلے پر وہ سامنے آنے والی ایک اور بڑی سڑک پر چڑھ گئے اور جوانا نے کار کی رفتار کو برقرار رکھتے ہوئے بائیں سمت موڑ دیا۔ اس سڑک پر ان کے پیچھے ایک بڑا ہیوی ویکل ٹرالا چلا آرہا تھا۔ جونہی لینڈ کروزر ذیلی سڑک پر مڑنے لگی تو پیچھے سے آنے والا ہیوی ویکل ٹرالا ان کے عین سامنے آ گیا۔ ڈرائیور نے لینڈ کروزر کو تیزی سے بریک لگائے لیکن ٹائروں کی زبردست چرچراہٹ کے ساتھ لینڈ کروزر ایک ہولناک دھماکے کے ساتھ ٹرالے سے جا ٹکرائی۔ اس کے پیچھے آنے والے دوسری لینڈ کروزر بھی توازن برقرار نہ رکھ سکی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اور اسی رفتار سے اگلی لینڈ کروزر سے جا ٹکرائی۔ دونوں گاڑیاں پچک کر رہ گئیں جبکہ ہیوی وہیکل ٹرالا لہراتا ہوا سڑک کی درمیانی گرین بیلٹ پر جا چڑھا۔

عمران نے سر اٹھا کر عقبی سمت پر یہ منظر دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے مڑ کے جوانا کو سپیشل ہسپتال جانے کی ہدایت کی۔

پاکیشیا کے دارالحکومت کے کینٹ ایریا میں رات سے بارش ہو رہی تھی۔ نصف شب کے تقریباً ساڑھے تین بجے کینٹ کے بیرونی مرکزی گیٹ کے سکیورٹی چیکنگ روم میں موجود ٹیلی فون آپریٹر کو ایک فون کال موصول ہوئی۔

''ایک ایمبولینس۔ اور ملٹری پولیس۔ کو میجر قدیر شہید روڈ پر۔ بنگلہ نمبر پچاس پر بھیج دو۔ فوراً''______ ٹیلی فون آپریٹر کو ایک بری طرح سے لڑکھڑاتی مردانہ لیکن بے جان سی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ یہ آن پوسٹ ہے یا آف پوسٹ۔''______ ٹیلی فون آپریٹر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ وہ آرمی کا ایک نان کمیشنڈ سکیورٹی آفیسر تھا۔

''میں کرنل نعمان۔ بول رہا ہوں۔''______ بے جان سی آواز دوبارہ سنائی دی اور ساتھ ہی لائن خاموش ہوگئی۔ آپریٹر نے تیزی سے یہ پیغام ملٹری پولیس کے ہیڈ کوارٹرز کو پہنچا دیا۔ وہاں موجود ایک ڈیسک

ندیم

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

سارجنٹ نے پیغام موصول ہوتے ہی میجر قدیر شہید روڈ کے پچاس نمبر بنگلے پر کرنل نعمان کو جوابی کال کی۔ کال موصول تو کی گئی لیکن دوسری طرف خاموشی طاری تھی۔

"سر۔ اگر آپ کرنل نعمان ہیں تو میں ایم پی ہیڈ کوارٹرز سے ڈیسک سارجنٹ بات کر رہا ہوں۔ مسئلہ کیا ہوا ہے سر" ____ اس نے پریشان کن لہجے میں پوچھا۔

"چاقو۔ زنی۔ خون۔ مدد۔ کرنل۔ ن۔ نعمان" ____ ڈیسک سارجنٹ کی سماعت سے ایک کمزور مردہ سی آواز ٹکرائی اور ساتھ ہی خاموشی طاری ہوگئی اور اسی لمحے سارجنٹ نے ایک کھٹکے کی آواز سنی جو یقیناً دوسری طرف سے ریسیور گرنے کی آواز تھی۔ ریسیور کرنل نعمان کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر ٹکرایا تھا۔ ڈیسک سارجنٹ تشویش میں مبتلا ہوگیا۔ وہ ایک منٹ تک انتظار کرتا رہا کہ شاید دوسری طرف سے کرنل نعمان دوبارہ فون اٹھائے۔ لیکن مسلسل خاموشی سے وہ سمجھ گیا کہ کوئی غیر معمولی واقعہ وہاں پیش آیا ہے۔ اور پھر کرنل نعمان کے ادا کیے ہوئے الفاظ بھی خطرے کی گھنٹی بجا رہے تھے۔

ڈیسک سارجنٹ نے فوراً ملٹری پولیس کے اعلیٰ افسران کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ دس منٹ کے اندر اندر ملٹری پولیس کی ایک درجن نفری وہاں پہنچ گئی۔ مطلوبہ بنگلے کا بیرونی گیٹ کھلا ہوا تھا۔ یہ کینٹ کا علاقہ تھا اور یہاں فوج کے اعلیٰ افسران کی رہائش گاہیں تھیں۔ پچاس نمبر بنگلہ کرنل نعمان کی سرکاری رہائش گاہ تھی۔ ملٹری پولیس کے آدمی مسلح ہو کر

بنگلے کے اندر داخل ہو گئے۔ کوریڈور میں اندھیرا تھا اور بنگلے کے اندر داخل ہونے کے لئے استعمال کیا جانے والا سامنے کا دروازہ مقفل تھا۔ پورا بنگلہ تاریکی اور سناٹے میں ڈوبا ہوا لگتا تھا۔ ایک لیفٹیننٹ نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی۔ لیکن کافی دیر تک اندر سے کوئی جواب نہیں ملا۔ اس نے دوبارہ زور سے دستک دی لیکن نتیجہ وہی پہلے والا تھا۔ یعنی جواب ندارد۔

"دروازہ توڑ دینا چاہیے" ____ ایک ایم پی آفیسر نے خشک لہجے میں مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ آخر یہ ایک آرمی آفیسر کا گھر ہے۔ دروازہ توڑنا بالکل مناسب نہیں ہے" ____ لیفٹیننٹ نے جواب دیا۔ پھر اس نے تیسری بار پوری قوت سے دستک دی۔ اب بھی خاموشی طاری تھی۔ چنانچہ لیفٹیننٹ خانہ تلاشی کے وارنٹ حاصل کرنے کے لئے ایم پی ہیڈ کوارٹرز کے ڈائریکٹر جنرل کو فون کرنے کے ارادے سے مڑ کر اپنی ملٹری کار کی جانب بڑھ گیا۔

"تم میں سے کوئی جا کر بنگلے کے عقبی دروازے کو چیک کرے"۔ اس نے جاتے جاتے اپنے ماتحتوں سے کہا۔ ایک سارجنٹ بنگلے کے پہلو کی جانب لپکا۔ دو ملٹری پولیس کے جوان اس کے پیچھے چل پڑے۔ ابھی وہ دونوں آدھے راستے تک ہی پہنچے تھے کہ سارجنٹ بے تحاشا انداز میں بھاگتا ہوا واپس آ گیا۔

"ایمرجنسی۔ ایمبولینس بلاؤ۔ فوراً ملٹری ہسپتال فون کرو" سارجنٹ

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر ملٹری پولیس کے تمام مسلح جوان پچھواڑے کی طرف بھاگے۔ بنگلے کا عقبی دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عقبی گزرگاہ بیڈ روم تک چلی جاتی تھی۔ اس بیڈ روم کے فرش پر ایک تیس سالہ عورت پشت کے بل پڑی ہوئی تھی۔ اس کا بالائی جسم نیم عریاں، ایک آنکھ کھلی ہوئی اور ایک بازو سر پر تھا۔ وہ بری طرح سے خون میں لت پت تھی۔ ہلکے گلابی رنگ کی ایک خون آلود قمیض سینے پر بے ترتیبی سے پھیلی ہوئی تھی۔ سر اور چہرہ خون میں ڈوبا ہوا نظر آرہا تھا جو بری طرح مسخ ہو چکا تھا۔ وہ کرنل نعمان کی جواں سال بیوی شہلا تھی۔

بیوی کے پہلو میں اس کا اڑتیس سالہ شوہر کرنل نعمان بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر صرف خاکی رنگ کا پاجامہ تھا۔ وہیں ایک طرف ایک چھوٹا سا چاقو قالین پر پڑا تھا۔ خون میں ڈوبی ہوئی چادر پر بیڈ کے سرہانے تقریباً تین انچ کی لمبائی میں خون سے تین حروف ''پی آئی جی'' لکھے ہوئے نظر آرہے تھے۔ ''پگ'' یعنی سؤر۔

اچانک کرنل نعمان کی کراہ سنائی دی۔ ایک ملٹری پولیس کا جوان بھاگ کر اس کے پاس پہنچا۔ کرنل اپنی ادھ کھلی آنکھوں سے نہایت تکلیف دہ حالت میں کچھ بولنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کی زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ ملٹری پولیس کے جوان نے اس کا سر اپنے بازوؤں کے حصار میں لے لیا اور بولنے میں اس کی مدد کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

''میری بچیوں کی خبر لو۔ میں نے انہیں درد انگیز انداز میں چیختے ہوئے سنا تھا۔'' ——— کرنل نعمان کی درد میں ڈوبی ہوئی آواز سرگوشی سے زیادہ بلند نہیں تھی۔ اس کی بات سن کر پولیس کا ایک جوان ٹی وی لاؤنج کی طرف بھاگا اور وہاں سے گزر کر ایک تاریک خواب گاہ میں داخل ہوا۔ اس نے اپنی ٹارچ روشن کی جس کی روشنی میں اس نے خواب گاہ کا بستر دیکھا جہاں کرنل نعمان کی پانچ سالہ بچی بائیں کروٹ لیٹی ہوئی تھی۔ اس کے شانوں تک چادر تنی ہوئی تھی جبکہ اس کا تکیہ اور میٹرس خون سے تربتر تھے۔ اس کے دائیں رخسار پر ایک بڑا سا زخم نظر آرہا تھا جس سے رخسار کی ہڈی جھانک رہی تھی۔ اس کی گردن پر بھی چاقو کے کئی گہرے زخم تھے۔

پولیس کا ایک جوان حواس باختہ ہو کر الٹے قدموں اس بیڈ روم سے نکل کر دوسرے کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہاں بھی اس نے ٹارچ کی زرد روشنی بیڈ پر ڈالی۔ یہاں اس سے بھی کم عمر بچی جس کی عمر دو سال کے قریب تھی وہ بائیں کروٹ پڑی ہوئی تھی۔ اس کے منہ کے پاس ہی دوودھ کی ایک خالی بوتل پڑی تھی۔ بستر کے پاس ہی ایک کھلونا بھالو رکھا ہوا تھا جس کی بڑی بڑی پھیلی ہوئی مصنوعی آنکھیں بچی پر مرکوز تھیں۔ بچی کے سر اور چہرے پر زخم کا کوئی نشان نہیں تھا۔ مگر اس کے سینے اور پیٹھ میں کئی بار چاقو گھونپا گیا تھا۔ خون معصوم بچی کے بستر سے بہتا ہوا فرش پر ایک ننھے سے جوہڑ کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ اس خون کے جوہڑ سے آگے، دہلیز کی طرف کسی آدمی کے ننگے پیروں کے خون

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

آلود نشانات تھے۔

ماسٹر بیڈ روم میں کرنل نعمان شدید زخمی حالت میں بولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کی زبان بمشکل تمام اس کا ساتھ دے رہی تھی۔ آواز بے جان تھی اور وہ مکمل طور پر ہسٹریائی کیفیت میں تھا۔

''وہ چار تھے۔ وہ کہہ رہے تھے۔ پلان 99 کی کیا بات ہے۔ اسے فیملی سمیت ہلاک کر دو۔ ان سؤروں کو۔''ــــــ اس نے بڑبڑاتی ہوئی آواز میں کہا۔ لگ رہا تھا کہ کرنل نعمان کو سانس لینے میں شدید دقت ہو رہی ہے لیکن وہ اپنی قوت ارادی کے بل بوتے پر پھر بھی بولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''شاید یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے مجھے خریدنے کی کوشش کی۔ میں سانس نہیں لے پا رہا۔ میرے سینے میں شدید دباؤ ہے۔''ــــــ اس نے درد انگیز انداز میں کہا۔ وہ شدت سے کانپ رہا تھا۔ جسم کے عضلات تن رہے تھے۔ اچانک اس کی آنکھیں بند ہوگئیں اور جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ ایک ملٹری پولیس مین اس کے منہ سے منہ ملا کر مصنوعی تنفس کے ذریعے اس کا سانس بحال کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ کچھ ہی لمحوں میں کرنل نعمان کا تنفس بحال ہوگیا۔ اور وہ اٹھنے کی جدوجہد کرنے لگا۔

''میں اپنے بچوں کو دیکھنا چاہتا ہوں۔''ــــــ وہ اٹھنے کی ناکام کوشش کرتا ہوا کہنے لگا۔

''سر۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ ہم لوگ بچوں کی پوری طرح دیکھ

بھال کر رہے ہیں۔''ــــــ ایک ملٹری پولیس کے جوان نے اسے تسلی دیتے ہوئے جواب دیا۔

''میں اپنے بچوں کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ نہ جانے وہ کس حال میں ہیں۔ مجھے ان کے پاس جانے دو۔''ــــــ کرنل نعمان نے رندھیائی ہوئی آواز میں کہا۔ لیکن اس کی حالت اس قدر دگرگوں تھی کہ وہ اٹھ کر بیٹھ بھی نہیں سکتا تھا۔ اس کے باوجود نہ جانے اس کے شدید مجروح جسم میں کہاں سے قوت بھر گئی کہ اس نے ملٹری پولیس کے جوان کو زور سے دھکا دیا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پھر اس کی نظر اپنی بیوی شہلا پر پڑی تو وہ چیخ اٹھا۔

''خدا کی پناہ۔ میری بیوی کی حالت دیکھو۔ میں انہیں جان سے مار دوں گا۔''ــــــ وہ ہسٹریائی انداز میں چیخ پڑا۔

''وہ کون تھے کرنل۔''ــــــ ملٹری پولیس کا لیفٹیننٹ جو واپس آ چکا تھا۔ اس نے کرنل نعمان سے پوچھا۔

''وہ چار تھے لیفٹیننٹ۔ دو سفید فام گورے۔ ایک سیاہ فام نیگرو اور ایک اینگلو انڈین عورت جس کی زلفیں سنہری تھیں۔ اس عورت کے سر پر ہیٹ اور پیروں میں لانگ بوٹس تھے۔ اس نے ایک لیزر گن بھی تھام رکھی تھی لیکن اسے استعمال نہیں کیا۔''ــــــ کرنل نعمان نے نقاہت سے بھرپور آواز میں جواب دیا۔ اسی لمحے ملٹری ہسپتال سے ایک ایمبولینس وہاں پہنچ گئی۔ ہسپتال کے دو ملازم ایک اسٹریچر کو دھکیلتے ہوئے بیڈ روم میں پہنچ گئے۔ کرنل نعمان کو اس اسٹریچر پر لٹا دیا گیا اور

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

جب وہ ٹی وی لاؤنج سے گزرنے لگے تو اس نے اچانک اپنی چھ سالہ بیٹی انیلا کی خواب گاہ کا دروازہ تھام لیا اور اسٹریچر سے اترنے کی سخت جدوجہد کرنے لگا۔ لیکن ملٹری پولیس کے جوانوں نے اسے سنبھالا دے کر واپس اسٹریچر پر ڈال دیا۔

''تم۔تم۔ مجھے اپنے بچوں کو تو دیکھنے دو۔''_____ وہ پاگلوں کی طرح چیخا۔ لیکن اس کی انتہائی مخدوش حالت کے پیش نظر ملٹری پولیس نے اسے کسی نہ کسی طرح سمجھا بجھا کر اس سے باز رکھا۔ کرنل نعمان نے آنکھیں بند کر لیں اور ساکت نظر آنے لگا۔ اس کے جسم پر ٹھوڑی تک ایک چادر تنی ہوئی تھی۔ گھر کے باہر پڑوسی جمع ہو چکے تھے۔ چونکہ یہ فوجی چھاؤنی کا علاقہ تھا اس لئے کئی فوجی آفیسر بھی وہاں جمع تھے۔ اس ہولناک واقعہ پر وہ سب ششدر تھے۔ چند ہی منٹوں میں ایمبولینس تیزی سے وہاں سے روانہ ہو گئی۔ راستے میں کرنل نعمان نے ملٹری پولیس کے لیفٹیننٹ کو بتایا کہ اس خاتون حملہ آور نے اپنے سفید فام ساتھی سے کہا تھا کہ ان سب کو مار دو۔ پھر وہ مختصراً اپنی بیوی کے بارے میں بتانے لگا۔

''وہ چیخ رہی تھی۔ میرے نک نیم نومی سے مجھے پکار رہی تھی۔ نومی بچاؤ۔ بچاؤ۔ مدد کرو۔ نومی۔ مجھے بچاؤ۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں اس کی مدد کرتا۔ ایک سفید فام چاقو سے مجھ پر حملہ آور ہوا۔ خدا کی پناہ۔ میری بیوی بے چاری امید سے تھی۔''_____ کرنل نعمان نے ایک طویل سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔ اس وقت وہ آرمی کے سخت جان

آفیسر کے بجائے بے پناہ محبت کرنے والا شوہر اور باپ نظر آ رہا تھا۔

ملٹری ہسپتال میں اسے فوراً آئی سی یو میں پہنچا دیا گیا۔ وہاں ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹروں نے اس کا فوری معائنہ شروع کیا اور یہ دیکھا کہ سینے پر ایک گہرے زخم کے علاوہ پیٹ اور جسم پر متعدد کاری زخم لگے تھے۔ پیشانی کے بائیں جانب ایک طویل خراش تھی۔ جہاں خون لوتھڑے کی شکل میں جم چکا تھا۔ پیٹ پر زخم زیادہ شدید تھے اور ایک پھیپھڑے کے علاوہ کئی آنتیں بھی کٹ چکی تھیں۔ بازوؤں پر چاقو کے گہرے زخم تھے۔ ڈاکٹر اس پریشانی میں مبتلا ہو گئے کہ اتنے سارے زخموں کو ٹانکے کیسے لگائے جائیں کیونکہ اس سے کرنل نعمان کے جسم پر غیر معمولی سوجن نمودار ہونے کے یقینی امکانات تھے جس سے مریض کا پورا جسمانی نظام تلپٹ ہو کر رہ جاتا۔

کرنل نعمان کا پھیپھڑا بہت زیادہ متاثر ہوا تھا۔ اور سینے کے ایکسرے سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ دل کے قریب کاری زخم لگے تھے۔ اور وہاں خون جما ہوا تھا۔ جسمانی کیفیت سے زیادہ کرنل نعمان کی ذہنی کیفیت تشویش ناک تھی۔ آئی سی یو میں معائنے کے دوران وہ اشک بار بھی تھا اور چراغ پا بھی۔ اس پر شدید ہیجانی کیفیت طاری تھی۔ وہ دہاڑتا ہوا ایک نرس پر چڑھ دوڑا جو اس کا سوشل سیکیورٹی نمبر پوچھنے آئی تھی۔ لگتا تھا کہ وہ بستر سے اچھل کر کھڑا ہو جائے گا۔

''ڈاکٹر۔ میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔ کیا میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔ میں اپنے ان دشمنوں کا خاتمہ چاہتا ہوں۔''_____ وہ نیم دیوانگی کے عالم

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

میں بڑبڑانے لگا۔

''تم ٹھیک ہو کرنل۔ اور بہت جلد تم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاؤ گے۔''______ ڈاکٹر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ حالانکہ وہ اس کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔

''میری بیوی۔ اور میرے بچے کیسے ہیں۔''______ کرنل نعمان نے دکھ بھرے لہجے میں پوچھا۔

''سب خیریت سے ہیں کرنل۔ تم پرسکون رہو۔''______ ڈاکٹر نے جواب دیا۔ وہ اپنے مریض کو مزید ہراساں نہیں کرنا چاہتے تھے۔ وہ سن چکے تھے کہ کرنل نعمان کی پوری فیملی کو دہشت انگیز انداز میں قتل کر دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر کی بات سن کر کرنل نعمان مطمئن نہیں ہوا اور اپنی بات پر ڈٹا رہا کہ وہ اپنی فیملی کو دیکھنا چاہتا ہے۔ حالانکہ وہ اس قابل نہیں تھا۔

ڈیوٹی پر ایک اور ڈاکٹر نے بھی اس کے زخموں کا معائنہ کیا۔ خاص طور پر دل کے بالکل قریب ایک کاری زخم اس کے لئے جان لیوا ثابت ہو سکتا تھا۔ اس نے اندازہ لگایا کہ وہ زخم لمبے پھل والے چاقو سے لگایا گیا تھا اور دل سے محض ایک سینٹی میٹر کے فاصلے پر جسم میں اتر گیا تھا۔ اس کے چہرے پر ناخنوں کی خراشوں کی بے شمار نشانات بھی تھے جیسے کسی نے بری طرح سے اسے نوچا کھسوٹا ہو۔ تفصیلی معائنے سے معلوم ہوا کہ وہ مصنوعی ناخنوں کے نشان تھے۔ کرنل کا نظام تنفس قائم رکھنے کے لئے اسے آکسیجن ماسک لگا دیا۔

ملٹری پولیس کے لیفٹیننٹ نے اپنے ڈائریکٹر جنرل کو تفصیلاً اس اندوہناک واقعہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ ڈی جی میجر جنرل آغا نے فوری طور پر بذاتِ خود جائے واردات کا معائنہ کیا۔ وہ جب ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تو وہاں موجود ایم پی لیفٹیننٹ نے انہیں اس المناک سانحہ کی مزید باریکیوں سے آگاہ کیا۔ جنرل آغا نے ٹی وی لاؤنج سے متصل خواب گاہ کا گہری نظروں سے جائزہ لیا۔ کرنل نعمان کی بیوی شہلا کی لاش فرش پر پڑی تھی۔ خون آلود پھٹی ہوئی قمیض اور مسہری کے سرہانے چادر پر خون سے لکھی ہوئی تحریر ''گپ'' واضح طور پر نظر آ رہی تھی۔ پھر جنرل آغا کی نظر لاش کے قریب ہی پڑے چاقو پر پڑی جس کا لمبا پھل ذرا سا مڑا ہوا تھا۔ چاقو پر ''جیکسن اسٹیل'' کی مہر تھی۔ یعنی یہ اس کمپنی کا تیار کردہ تھا۔ جنرل آغا نے یہ بھی غور کیا کہ ہلکے گلابی رنگ کی خون آلود قمیض کی پھٹی ہوئی جیب لاش کے پیروں کے پاس پڑی ہوئی تھی۔ اس پر خون کے کافی دھبے تھے۔ ڈبل بیڈ کی چادر پر بھی خون کے جا بجا دھبے لگے ہوئے تھے۔

''بچوں کے کمروں کا معائنہ کرواؤ۔''______ جنرل آغا نے لیفٹیننٹ سے کہا اور وہ دونوں بچیوں کی خواب گاہ کی طرف بڑھ گئے۔ خواب گاہوں کا منظر خون آشام مقتل گاہوں جیسا تھا۔ جنرل آغا پہلی ہی نظر میں لرز اٹھا۔ پھر وہ لیفٹیننٹ کی طرف مڑا۔

''ہمیں اس دلدوز کیس کے سلسلے میں انٹیلی جنس ایجنسی کی معاونت حاصل کرنی چاہیے۔''______ جنرل آغا نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

''میں آپ سے متفق ہوں سر۔ یہ بہت ہی پیچیدہ اور گہرا معاملہ نظر آ رہا ہے۔'' ـــــ لیفٹیننٹ نے بھی ان کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ صبح کے تقریباً پانچ بج رہے تھے جب جنرل آغا نے اپنے سیلولر فون سے انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر سر رحمان سے رابطہ کیا۔ چند لمحوں بعد سر رحمان کی نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

''جناب۔ میں ڈائریکٹر ملٹری پولیس جنرل آغا بول رہا ہوں۔ یہاں کینٹ ایریا کے رہائشی علاقے میں کرنل نعمان کے سرکاری بنگلے میں ایک خونی واردات ہوئی ہے۔ معاملہ اس قدر پیچیدہ اور پراسرار ہے کہ آپ کی معاونت کے بغیر حل کرنا مشکل نظر آتا ہے۔'' ـــــ جنرل آغا نے سر رحمان سے کہا اور پھر تفصیلاً انہیں اس واردات کے بارے میں آگاہ کر دیا۔

''اوہ۔ واقعہ غیر معمولی ہے۔ میں فوری طور پر اپنے ایک ماتحت کو بھیج رہا ہوں۔ پھر کچھ دیر میں خود بھی آ جاؤں گا۔'' ـــــ سر رحمان نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ پھر ٹیلی فون کا رابطہ منقطع کر دیا گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد سوپر فیاض اپنی سرکاری جیپ میں وہاں پہنچ گیا۔ اس وقت تک وہاں اتنے لوگ جمع ہو چکے تھے کہ اسے اپنی جیپ پارک کرنے میں سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ بنگلے کے اندر داخل ہوا تو جنرل آغا اور ایم پی لیفٹیننٹ نے مختصر الفاظ میں اس سانحہ سے آگاہ کیا۔ وہ دونوں اتنا ہی جانتے تھے جتنا دیکھا تھا اور جو کچھ ملٹری پولیس کو کرنل نعمان سے معلوم ہوا تھا۔

فیاض نے ڈرائینگ روم کا بنظر غائر جائزہ لیا۔ چونکہ وہ انٹیلی جنس میں سالوں گزار چکا تھا اور جرائم کے بے شمار مناظر اس کی آنکھوں سے گزر چکے تھے۔ لیکن یہ منظر سب سے انوکھا نظر آتا تھا۔ یہ وہ بنگلہ تھا جہاں زندگی اور موت کی ایک پراسرار جنگ لڑی گئی تھی۔ جہاں ایک فوجی افسر اور چار قاتلوں کے درمیان زبردست ہاتھا پائی ہوئی تھی۔ ایسے قاتلوں کے درمیان جو قتل کرنے کے جنون میں مبتلا تھے اور جنہوں نے آتشیں ہتھیار بھی استعمال نہیں کئے تھے۔ بلکہ نہایت دہشت انگیز طریقے سے چاقو زنی کر کے ہولناک خونریزی کی تھی۔ سوپر فیاض نے دیکھا کہ کاؤچ کے پہلو میں ایک تپائی الٹی پڑی تھی۔ اس کا نچلا حصہ میگزینز کے ڈھیر پر ٹکا ہوا تھا۔ فرش پر خالی گلدان نظر آ رہا تھا۔ لیکن اس کے پھول اردگرد بکھرے ہوئے تھے۔ کمرے کے ایک کونے میں ایک عینک پڑی ہوئی تھی جس کے ایک شیشے پر بیرونی سمت میں خون جما ہوا تھا۔ یقینی طور پر وہ خون آلود عینک کرنل نعمان کی ہو سکتی تھی۔

''واردات حد سے زیادہ سنگین ہے سر۔ بہت باریک بینی سے تفتیش کرنا پڑے گی۔'' ـــــ فیاض نے تذبذب لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے فیاض صاحب۔ ایم پی لیفٹیننٹ علی آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ کو جب مدد کی ضرورت ہو مجھے بتا دیجئے۔ اگر آپ چاہیں تو میں یہ کیس باضابطہ طور پر انٹیلی جنس کو ٹرانسفر کر دوں گا۔'' ـــــ جنرل آغا نے جواب دیا۔

''فی الحال اس کی ضرورت نہیں۔ لیکن ہم اپنی کارروائی شروع کر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

رہے ہیں۔"۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے گہری سوچ میں مستغرق لہجے میں کہا۔ چنانچہ جنرل آغا اس سے مصافحہ کر کے وہاں سے رخصت ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد فیاض نے سی آئی ڈی لیبارٹری کو فون کیا اور ہدایت کی کہ وہ اپنے عملے کو جائے واردات پر بھیج دیں۔ اس کے بعد فیاض نے لیفٹیننٹ علی کے ساتھ مل کر تفتیشی کارروائی کا آغاز کیا۔ صبح کے چھ بجے تک وہ اس بنگلے سے تین ہتھیار برآمد کر چکے تھے۔ گالف کھیلنے کی ایک خون آلود اسٹک جو اکیس انچ لمبی اور سوا انچ موٹی تھی۔ وہ گالف اسٹک عقبی دروازے کے باہر پڑی تھی۔ اس پر دو عدد خون آلود نیلے دھاگے چپکے ہوئے تھے۔ اس سے بیس فٹ کے فاصلے پر ایک جھاڑی میں سے برف توڑنے کا ایک سُوا اور ایک لمبے پھل کا چاقو برآمد ہوا۔ اس کا پھل پہلے والے چاقو کی طرح ٹیڑھا نہیں بلکہ سیدھا تھا۔ اس کے دستے پر اس کی مینوفیکچرڈ کمپنی "ہاٹن اسٹیل" کا مونوگرام کندہ تھا۔ پہلے والے چاقو کے دستے کی طرح اس پر سے بھی خون صاف کر دیا گیا تھا۔ برف توڑنے والے سوئے پر بھی خون کا کوئی نشان نہیں تھا۔ سفاک قاتلوں نے ان پر سے خون صاف کر دیا تھا۔

سی آئی ڈی لیبارٹری کے کارکن وہاں پہنچ چکے تھے۔ ایک میڈیکل آفیسر نے ایک چمٹے کی مدد سے مقتولہ شہلا کے سینے پر پڑی ہوئی خون آلود قمیض اٹھا لی۔ انہوں نے دیکھا کہ قمیض سامنے کی طرف سے نہ صرف پھٹی ہوئی تھی بلکہ اس کی پشت پر درجنوں سوراخ تھے جو برف کے سوئے کے گھونپنے کی وجہ سے بنے لگتے تھے۔ فیاض نے ان

سوراخوں کا جائزہ لیا جو دو درجن سے زائد تھے۔ تین گھنٹے قبل لیفٹیننٹ علی نے کرنل نعمان کو دیکھا تھا جب اسے اسٹریچر پر ڈال کر ہسپتال لے جایا جا رہا تھا۔ اس نے کرنل نعمان کی پشت پر بھی ایسے بے شمار سوراخ دیکھے تھے۔ چنانچہ اس نے فیاض کو اس سے بھی آگاہ کر دیا۔ فیاض نے خیال ظاہر کیا کہ جس شخص کے جسم میں اتنے سوراخ ہو چکے ہوں۔ اس کے زندہ بچنے کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہی ہو سکتے ہیں۔ کوئی معجزہ ہی اسے بچا سکتا ہے۔

شہلا کی لاش اٹھائی جانے لگی تو فیاض نے دیکھا کہ لاش کی گردن اور بالائی جسم اکڑ چکے تھے۔ اسے ٹانگوں اور شانوں سے پکڑ کر اٹھایا گیا تو اس کا سر پیچھے کی طرف نہیں ڈھلکا۔ فیاض نے غور کیا کہ لاش کے سر کے عین پچھلے حصے میں اس کی مٹھی برابر خون کا سیاہ منجمد لوتھڑا تھا اور اس پر دُم کی طرح کی کوئی چیز لٹک رہی تھی۔ اس نے جھک کر دیکھا تو وہ ایک نیلا دھاگا تھا۔ فیاض نے اس دھاگے کو اپنی تفتیشی فائل میں نوٹ کر لیا۔ جلد ہی اسے اور بھی نیلے دھاگے ملے جو سی آئی ڈی کے لیبارٹری اہلکاروں نے تلاش کیے تھے۔ یہ پورے کمرے میں بکھرے ہوئے تھے اور ان گنت تعداد میں تھے۔ دو دھاگے مسہری کے سرہانے کے عقبی حصے میں تھے اور وہاں بھی خون سے لفظ "پگ" لکھا ہوا تھا۔ قالین پر سے ربڑ کے دو ٹکڑے بھی ملے جو دیکھنے میں کسی دستانے کے ٹکڑے لگتے تھے۔ چند منٹ کے بعد جب وہ کونے میں پڑی ہوئی خون آلود چادریں اٹھانے لگے تو وہاں سے سرجیکل دستانے کی ایک

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

انگلی ملی جو کہ جڑ سے اکھڑی ہوئی تھی۔ گویا کسی نے بہت عجلت میں دستانے اتارنے کی کوشش کی تھی۔ یہ خون آلود تھی۔ یقیناً جس شخص نے یہ دستانہ پہن رکھا تھا اس نے انگلی سے مسہری کے سرہانے وہ لفظ ''یگ'' لکھا تھا۔

سوپر فیاض اپنی تفتیش کے سلسلے میں ملٹری ہسپتال کی طرف روانہ ہو گیا جہاں کرنل نعمان علاج کے مختلف سخت ترین مراحل سے گزر چکا تھا لیکن اس کی حالت بدستور تشویش ناک تھی۔ لیکن وہ ہوش میں تھا اور اس کے حواس خمسہ بھی کام کر رہے تھے۔ فیاض آئی سی یونٹ میں جب اس سے ملا تو اس نے عمران سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

''وہ میرا دوست ہے۔ اور میں جلد از جلد اس سے ملنا چاہتا ہوں۔''۔۔۔۔۔ کرنل نعمان نے بمشکل تمام رندھی ہوئی آواز میں فیاض سے کہا۔

''عمران۔ وہ سر رحمان کا بیٹا۔ لیکن آپ اس سے کیوں ملنا چاہتے ہیں کرنل صاحب۔''۔۔۔۔۔ فیاض نے روکھے سے لہجے میں کہا۔

''میں بحث نہیں کر سکتا آفیسر۔ مجھے عمران سے ملنا ہے۔ بس۔'' کرنل حلق کے بل چیخا۔

''اوکے۔ کرنل صاحب۔ اوکے۔ میں اسے بلواتا ہوں۔'' فیاض نے اس بار کھسیائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر آئی سی یونٹ سے باہر آ کر سیلولر فون پر عمران سے رابطہ کرنے لگا۔ رابطہ فوراً ہی قائم ہو گیا۔

''عمران بول رہا ہوں۔''۔۔۔۔۔ دوسری طرف عمران کی منمناتی

ہوئی آواز سنائی دی۔

''فیاض بات کر رہا ہوں۔ شاید تمہیں علم نہیں کہ آرمی آفیسر کرنل نعمان کی فیملی کو دہشت انگیز انداز میں قتل کر دیا گیا ہے۔ اور وہ خود شدید زخمی حالت میں ملٹری ہسپتال میں ہیں۔ وہ تم سے ملنا چاہتا ہیں۔'' فیاض نے قدرے بیزاری کے انداز میں عمران کو صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ دراصل وہ نہیں چاہتا تھا کہ عمران اس معاملے میں انوالو ہو۔

''اوہ۔ اتنا بڑا انسیڈنٹ۔ میں ابھی آ رہا ہوں سوپر۔''۔۔۔۔۔ عمران نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا اور پھر رابطہ منقطع ہو گیا۔ تقریباً بیس منٹ بعد عمران ملٹری ہسپتال پہنچ چکا تھا۔ فیاض نے بے دلی سے مصافحہ کیا۔ لیکن عمران اسے نظر انداز کرتا ہوا سیدھا آئی سی یو میں چلا گیا۔ وہ بے حد سنجیدہ تھا۔ آئی سی یو میں کرنل نعمان نیم غشی کی حالت میں بیڈ پر پڑا تھا۔ آکسیجن ماسک ڈاکٹروں نے عارضی طور پر اتار دیا تھا۔ عمران چند دن قبل ہی اس سے ملا تھا اور اس کی بیوی شہلا نے عمران کی بے حد خاطر مدارت کی تھی۔ اس کے لیئے کئی ڈشیں تیار کی گئی تھیں۔ اور اب وہی کرنل نعمان موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا آئی سی یو میں پڑا تھا جبکہ اس کی آئیڈیل فیملی عالم بالا کو سدھار چکی تھی۔ کرنل نعمان پاکیشیا کے ''اٹامک انرجی کمیشن'' میں ایک ایٹمی ٹیکنالوجسٹ کی حیثیت سے ایک نہایت ہی اہم ترین ایٹمی پلانٹ کی تنصیب کروا رہا تھا۔ لیکن یہ ایک ایسا سیکرٹ پلان تھا جس کے بارے میں صرف عمران کو ہی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

معلوم تھا۔

چند روز پہلے جب عمران اس کے سرکاری بنگلے پر گیا تو پرتکلف ڈنر کے بعد وہ لیونگ روم میں بیٹھے رات دیر تک گپ شپ کرتے رہے تھے۔ اس کی بیوی شہلا اور بیٹیاں انیلا اور ماہ نور ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی رہیں۔ عمران اور کرنل نعمان کے درمیان پاکیشیا اٹامک انرجی کے نئے ایٹمی پلانٹ کی تنصیب کے موضوع پر بات ہوتی رہی۔ کرنل نعمان نے ایٹمی ٹیکنالوجی کا ایک خصوصی کورس مکمل کیا تھا اور حکومت پاکیشیا نے اسے انتہائی خفیہ طور پر اس ایٹمی پلانٹ کو مکمل کرنے کے ٹاپ سیکرٹ پلان پر مامور کیا تھا۔ ان دنوں کرنل نعمان اپنی اسی خفیہ ذمہ داری کی انجام دہی میں مصروف تھا کہ یہ اندوہناک سانحہ پیش آ گیا۔

''نومی۔ ذرا آنکھیں کھولو۔ مجھے بتاؤ کہ یہ سب کیسے ہوا ہے۔'' عمران نے گلوگیر آواز میں اس سے کہا۔ وہ حقیقتاً اس قدر شدید پریشانی کا شکار ہو گیا تھا کہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ کرنل نعمان نے آنکھیں کھولیں اور عمران کو سامنے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر تبسم نمودار ہو گیا۔

''وہ چار تھے۔ عمران۔ رات۔ گھر میں گھس آئے۔ اور چاقو زنی کی۔'' ——— کرنل کی آواز بے تحاشا لڑکھڑا رہی تھی۔

''ہاں۔ ہاں۔ نومی آگے بتاؤ کیا ہوا تھا۔ میں انہیں چھوڑوں گا نہیں۔'' ——— عمران نے اسے دلاسا دیتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ میری بات سنو۔ دو دن پہلے فون آیا تھا۔ سیلولر فون پر۔ کوئی مجھے دھمکیاں دے رہا تھا کہ ایٹمی پلانٹ کی تنصیب کا سیکرٹ

پلان چھوڑ دو۔ ورنہ فیملی سمیت ختم کر دیئے جاؤ گے۔ میں نے اس گیدڑ بھبکی کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اور کل رات وہ چاروں وحشی درندے۔ اُف میں سوچ بھی نہیں سکتا انہوں نے کیسی ہولناک درندگی دکھائی۔ میری فیملی کس حال میں ہے عمران۔'' ——— کرنل نعمان نے صدمے سے پھٹی ہوئی آواز میں کہا۔

''سب ٹھیک ہے ڈیئر نومی۔ تم مجھے ذرا تفصیل سے اس واقعہ کے بارے میں بتاؤ۔ تاکہ میں ان کا سراغ لگا کر انہیں ان کے انجام تک پہنچا سکوں۔'' ——— عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس نازک حالت میں وہ کرنل کو اس کی فیملی کے بارے میں سچ بتا کر مزید صدمے میں مبتلا کرے۔ ڈاکٹروں نے بھی اسے ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا۔

''گزشتہ رات دس بجے میں اپنے اسٹڈی روم میں ایٹمی پلانٹ کے بارے میں ایک سیکرٹ فائل دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ ایک گھنٹے بعد مجھے اٹامک انرجی کی لیبارٹری میں جا کر ایک انتہائی اہم تجربہ کرنا تھا۔ کچھ دیر بعد میں نہا دھو کر اپنی یونیفام پہننے وارڈ روب میں چلا گیا۔ دونوں بچیاں ماہ نور اور انیلا اپنی خواب گاہ میں سو چکی تھیں۔ جبکہ میری بیوی شہلا اپنے بیڈ روم میں خواتین کا کوئی میگزین پڑھ رہی تھی۔ ٹی وی لاؤنج کی روشنیاں بند کی جا چکی تھیں۔ شہلا کا پروگرام تھا کہ میرے لیبارٹری روانہ ہو جانے کے بعد وہ دروازے مقفل کر کے سو جائے گی۔ ہمارا چوکیدار پچھلے کئی دنوں سے بیمار تھا اور آرام کی غرض سے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اپنے گاؤں گیا ہوا تھا۔ باقی ملازمین شام کے اوقات میں کام سے فارغ ہو کر کینٹ کے کامن سرونٹ کوارٹرز میں چلے جاتے تھے۔ ابھی میں نے اپنی یونیفام کیٹ سے نکالی تھی کہ باہر کھٹکے کی آواز سنائی دی۔ میں چونک کر باہر نکلا۔ ٹی وی لاؤنج میں اندھیرا تھا۔ ہمارے بیڈ روم کا دروازہ بند تھا۔ بچیوں کی خواب گاہوں کے دروازے بھی مقفل تھے۔ میں تیزی سے اپنے بیڈ روم کی طرف چلا گیا لیکن دروازہ اندر سے بند تھا جس پر مجھے تعجب ہوا۔ میری روانگی سے قبل شہلا کا دروازہ اندر سے بند رکھنا حیرت انگیز تھا۔

میں ابھی دروازے پر دستک دینے کا ارادہ کر رہا تھا کہ اندر سے شہلا کی چیخ سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ ”نومی۔ نومی۔ بچاؤ۔ یہ لوگ میرے ساتھ ایسا سلوک کیوں کر رہے ہیں۔ اسی وقت میں نے اپنی بڑی بیٹی پانچ سالہ ماہ نور کو چیختے سنا۔ ”ڈیڈی۔ ڈیڈی۔ ڈیڈی۔“ میں بچی کی خواب گاہ کی طرف جانا چاہتا تھا کہ اسی لمحے یکلخت بیڈ روم کا دروازہ کھلا اور دو مضبوط جسم کے سفید فاموں نے مجھے اندر کھینچ لیا۔ بیڈ روم کے اندر ایک اینگلو انڈین لڑکی پہلے سے موجود تھی۔ نہ جانے وہ کس راستے سے بنگلے کے اندر گھس آئے تھے۔ سفید فاموں میں سے ایک کی مونچھیں تھیں۔ اس کے جسم پر ایک سیاہ جیکٹ اور پتلون تھی۔ دوسرا سفید فام کلین شیو تھا لیکن دونوں لمبے تڑنگے، مضبوط اور گٹھے ہوئے جسموں کے مالک تھے۔ اینگلو انڈین لڑکی کی زلفیں سنہری تھیں۔ سر پر ہیٹ تھا اور ہاتھ میں ایک لیزر لائٹ تھی۔ اس کے جسم پر مختصر سا

اسکرٹ تھا اور پیروں میں لمبے بوٹ تھے جو سیاہ لگ رہے تھے۔ ان کا کوئی ساتھی بچیوں کی خواب گاہ میں موجود تھا۔ اسی لئے وہ خوف سے چیخ رہی تھی۔

وہ سب بھیگے ہوئے تھے۔ ان کے لباس اور بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ لگتا تھا کہ بارش میں بھیگتے ہوئے اندر گھس آئے ہوں۔ لڑکی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ پلان 99 کی کیا بات ہے۔ اسے فیملی سمیت ہلاک کر دو۔ ان سوروں کو۔“ ——— کرنل نعمان نے عمران کو دکھ زدہ لہجے میں بتایا۔

اس کی بات سن کر میں نے اسے ایک زوردار تھپڑ رسید کر دیا۔ لڑکی الٹ کر دور پڑی تپائی پر جا گری اور تپائی سمیت الٹ گئی۔ یہ دیکھ کر ایک سفید فام نے میری کنپٹی پر بیس بال کے بیٹ سے کاری ضرب لگائی۔ میرا سر پھٹ گیا۔ میں نے گرنے سے پہلے بلّے کو پکڑنے کی کوشش کی تو وہ میرے خون سے تر ہو چکا تھا۔ دوسری ضرب سے میں لہرا کر زمین پر آ رہا۔ میری بیوی شہلا بری طرح چیخ رہی تھی لیکن حملہ آوروں نے بیڈ روم کا دروازہ بند کر دیا تھا۔

میں نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی تو حملہ آوروں نے ٹھوکروں اور گھونسوں سے مجھ پر تابڑ توڑ حملہ کر دیا۔ اسی دوران مجھے سینے کے بائیں جانب درد کی ایک شدید ٹیس محسوس ہوئی۔ میں نے سوچا کہ یہ گھونسے کی ضرب ہو گی لیکن جب میری نظر درد کی جگہ پڑ گئی تو میں چیخ اٹھا۔ کیونکہ میرے سینے پر اس جگہ برف توڑنے کا سوا پیوست تھا۔ اور

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

یہ سوا اینگرو انڈین لڑکی نے گھونپا تھا۔ میں نے اسے اپنے پاؤں کے زور پر اچھال کر دور پھینک دیا اور حملہ آوروں سے شدید ہاتھ پائی کرتا ہوا بیڈ روم سے نکل کر ٹی وی لاؤنج میں آ گیا۔ اینگلو انڈین لڑکی چیختی ہوئی میری بیوی شہلا پر ٹوٹ پڑی تھی اور برف توڑنے والے سوئے کے ساتھ اسے بری طرح چھید رہی تھی۔ ٹی وی لاؤنج میں میں منہ کے بل گر پڑا اور حملہ آور سفید فام مجھے ٹانگوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے واپس بیڈ روم میں لے گئے۔ بچیوں کی خواب گاہوں سے مسلسل درد ناک آوازیں آ رہی تھیں لیکن چند ہی لمحوں بعد خاموشی اور سناٹا طاری ہو گیا۔ پھر چند لمحوں بعد ایک مکروہ شکل سیاہ فام وہاں آ گیا۔ جس کے ہاتھ میں لمبے پھل کا چاقو تھا جو خون آلود تھا۔ اور اس کے کپڑوں پر بھی جا بجا خون کے چھینٹے پڑے ہوئے تھے۔

''کرنل۔ جب تمہیں کہا گیا تھا کہ اٹامک انرجی والے ایٹمی پلانٹ کی تنصیب کے سیکرٹ پلان سے دست بردار ہو جاؤ تو پھر تم نے ہماری بات پر کان کیوں نہیں دھرے۔ اب اس کے نتائج بھگتو ۔خارش زدہ ڈوگی ڈاگ۔''۔۔۔۔ اینگلو انڈین لڑکی نے حلق کے بل چیختے ہوئے مجھ سے کہا۔ پھر سیاہ فام حملہ آور نے جھک کر اپنا لمبے پھل کا چاقو میرے سینے میں اتار دیا۔ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرے چھانے لگا۔ پھر اینگلو انڈین لڑکی نے برف کے سوئے سے میری پشت پر اتنے سوراخ کر دیئے کہ گنتی ناممکن ہو گئی۔ میں بری طرح چیختا، تڑپتا چند ہی لمحوں میں بے ہوش ہو گیا۔ بچیاں کس حالت میں تھیں اس کے بارے

میں، میں کچھ نہ جانتا تھا۔

میں نہ جانے کتنی دیر تک بے ہوش رہا۔ جب مجھے ہوش آیا تو پورا بنگلہ خاموشی اور تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا اور میں بری طرح کانپ رہا تھا۔ میرے دانت بج رہے تھے۔ میری قمیض نہ صرف خون آلود اور پھٹی ہوئی تھی بلکہ میری کلائیوں کے گرد لپٹی ہوئی تھی۔ میں اٹھ کر کسی نہ کسی طرح بچیوں کے کمرے میں گیا اور وہاں کا خون آشام منظر دیکھ کر مجھ پر سکتہ اور غشی طاری ہو گئی۔ پھر فوراً باہر نکل آیا۔ یہ دیکھے بغیر کہ میری بچیاں زندہ ہیں یا مرچکی ہیں۔ میں اپنی بیوی شہلا کے پاس واپس آیا لیکن وہ اس حالت میں نہیں تھی کہ اس کی زندگی یا موت کا اندازہ لگا سکتا۔ شہلا کے سینے میں ایک چاقو دستے تک پیوست تھا جسے میں نے کسی نہ کسی طرح کھینچ کر باہر نکالا اور اپنی قمیض سے اس کا سینہ ڈھک دیا۔ اور پھر حملہ آوروں کا سراغ لگانے کے خیال سے گھسٹتا ہوا عقبی دروازے تک گیا۔ لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ واپس بیڈ روم میں آ کر اٹیچ باتھ کے آئینے میں اپنے زخموں کا جائزہ لیا اور اس کے بعد میں نے ٹیلی فون کے ذریعے کینٹ ایریا کے مرکزی گیٹ کے سکیورٹی روم سے مدد طلب کی۔ سکیورٹی آفیسر نے فوری طور پر ملٹری پولیس سے رابطہ قائم کیا اور لیفٹیننٹ علی دس منٹ کے مختصر وقت میں اپنی فورس کے ہمراہ وہاں پہنچ گیا۔

کرنل نعمان تمام تفصیلات عمران کے گوش گزار کر کے اچانک کوما کی حالت میں چلا گیا۔ ملٹری پولیس اور انٹیلی جنس مل کر اپنی کارروائی کا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

آغاز کر چکی تھیں۔ انٹیلی جنس کی طرف سے اس کیس کو ہینڈل کرنے کے لئے سوپر فیاض کو تعینات کیا گیا تھا۔ اور وہ خواہ مخواہ عمران پر اپنی برتری ثابت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کی یہ حرکات بعض اوقات عمران کو زچ کر دیتی تھیں کہ انتہائی سنجیدہ معاملات میں بھی فیاض غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کرنے لگتا تھا۔ ڈاکٹروں نے کرنل نعمان کو مصنوعی نظام تنفس کے لئے آکسیجن ماسک لگا دیا تھا۔ چنانچہ عمران آئی سی یو سے باہر آ گیا اور ویٹنگ روم کے ٹیلی فون سے ملٹری پولیس کے ہیڈ کوارٹر جنرل آغا سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا لیکن دوسری طرف سے کال جنرل آغا کے ملٹری سیکرٹری نے موصول کی۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے علی عمران بول رہا ہوں۔ جنرل آغا سے میری بات کراؤ۔''۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جی۔ وہ ایک میٹنگ میں ہیں۔ آپ کچھ دیر انتظار کر لیں۔'' دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری نے مؤدب سے لہجے میں کہا۔

''انتظار ممکن نہیں ہے۔ یہ ایک ایمرجنسی معاملہ ہے۔ ان سے کہو کہ علی عمران ان سے بات کرنا چاہتا ہے۔''۔۔۔۔۔ عمران نے اس مرتبہ تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''جی بہتر۔ آپ ہولڈ رکھیں۔ میں انہیں آپ کا پیغام پہنچاتا ہوں۔''۔۔۔۔۔ ملٹری سیکرٹری نے مزید کوئی حجت کئے بغیر جواب دیا اور پھر دوسری طرف خاموشی طاری ہو گئی۔ چند لمحوں بعد جنرل آغا کی

بھاری آواز رسیور پر گونجی۔

''ہاں عمران۔ میں جنرل آغا بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے بیٹا۔'' دوسری طرف سے جنرل آغا نے پرشفقت انداز میں کہا۔

''سر۔ آپ جانتے ہیں کہ کرنل نعمان میرے گہرے دوستوں میں سے ہے۔ نامعلوم حملہ آوروں نے اس کی فیملی کو بے دردی سے قتل کر دیا ہے۔ یہ بہت ہی حساس نوعیت کا اور بے حد پیچیدہ کیس ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ کیس سیکرٹ سروس کو منتقل کر دیں۔ میں خود اس پر کام کرنا چاہتا ہوں۔''۔۔۔۔۔ عمران نے بے حد سنجیدگی سے کہا۔

''عمران بیٹے۔ تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ کیس واقعی انتہائی سنگین اور اہم ہے۔ اور مجھے تمہاری صلاحیتوں پر پورا بھروسہ ہے۔ لیکن میں یہ کیس پہلے ہی انٹیلی جنس کے حوالے کر چکا ہوں۔ تم اس سلسلے میں اپنے ڈیڈی سر رحمان سے بات کیوں نہیں کر لیتے۔ وہ ضرور تمہاری مدد کریں گے۔''۔۔۔۔۔ جنرل آغا نے نہایت پرخلوص انداز میں اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے سر۔ اگر آپ کو کوئی اعتراض نہیں تو میں ڈیڈی سے بات کر لیتا ہوں۔ خدا حافظ۔''۔۔۔۔۔ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر فون کا رابطہ ختم کر دیا۔ اسی لمحے ایک ڈاکٹر نے آ کر غم انگیز انداز میں بتایا کہ کرنل نعمان کے دل کی حرکت بند ہو چکی ہے۔ یعنی وہ موت کی آغوش میں جا چکا ہے۔ اس کی بات سن کر عمران سناٹے میں رہ گیا۔ زندگی میں پہلی مرتبہ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا جسم بے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

جان اور دماغ ماؤف ہو کر رہ گیا ہو۔ اس کی آنکھوں میں شاید ہی کبھی آنسو آئے تھے۔ اس نے بڑے سے بڑے صدمات کھلے دل و دماغ اور بے پایاں حوصلے سے برداشت کیے تھے۔ لیکن اس موقع پر اس کی آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے۔

ملٹری پولیس نے چاروں مقتولین کی نعشیں پوسٹ مارٹم کے لئے بھیج دی تھیں۔ فیاض ضابطے کی کارروائی مکمل کرنے میں مصروف تھا۔ عمران کے پاس صدمہ سہنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ وہ خاموشی سے ہسپتال سے نکل کر دانش منزل آ گیا۔ دانش منزل میں بلیک زیرو بھی اس کی کیفیت دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ کل رات ہی غیر ملکی ریسٹورنٹ میں جوزف، جوانا اور اس پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ جوزف اس حملے میں کافی زخمی ہوا تھا۔ اور وہ سپیشل ہسپتال میں ڈاکٹر صدیقی کی زیر نگرانی ٹریٹمنٹ کے مراحل سے گزر رہا تھا۔ ٹائیگر اس کی دیکھ بھال کے لئے وہاں موجود تھا۔ عمران کے ذہن میں وہ سیاہ فام نیگرو حسینہ کولیت اٹکی ہوئی تھی جس نے جوزف پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کی اور بعد میں وہی عمران وغیرہ پر حملہ کی ذمہ دار بھی تھی۔ ابھی اس واقعہ کو گزرے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ کرنل نعمان والا واقعہ پیش آ گیا۔

”میرے خیال میں عمران صاحب۔ کوئی دہشت گرد گروہ میدان میں اتر آیا ہے۔ ان کا اصل مقصد تو پتہ نہیں کیا ہو گا لیکن ان کی اولین ترجیح قتل و غارت گری ہے۔ اور وہ بھی خون آشام انداز میں۔“ بلیک زیرو نے متفکر انداز میں اپنا خیال پیش کرتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اور اس سلسلے میں ہمیں بھی فوراً الرٹ ہو جانا چاہیے۔“ ——— عمران نے گہری سوچ میں گم لہجے میں کہا۔ پھر کچھ دیر بعد وہ بلیک زیرو سے دوبارہ مخاطب ہوا۔

”تم ایسا کرو کہ ڈیڈی سے بات کر کے یہ کیس سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر کروا لو۔ کرنل نعمان میرا گہرا دوست تھا۔ میں اس کیس پر خود کام کرنا چاہتا ہوں۔“ ——— عمران نے گلوگرفتہ آواز میں کہا۔ چنانچہ اس کی ہدایت پر بلیک زیرو ہاٹ لائن پر سر رحمان کے نمبر ملانے لگا۔ رابطہ فوراً ہی قائم ہو گیا اور کال سر رحمان نے خود موصول کی تھی۔

”سر رحمان۔ ایکسٹو اسپیکنگ۔ آپ سے ایک ضروری بات کرنا تھی۔ کرنل نعمان والے کیس کے بارے میں۔“ ——— بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جی جناب۔ آپ بات کیجیے۔ میں حاضر ہوں۔“ ——— دوسری طرف سے سر رحمان نے جواب دیا۔

”بات یہ ہے کہ کرنل نعمان عمران کا گہرا دوست تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ کیس سیکرٹ سروس کو منتقل کر دیں۔ عمران سے بہتر اور کوئی اس پر کام نہیں کر سکتا۔ اس سلسلے میں عمران کی جنرل آغا سے بھی بات ہو گئی ہے۔ اور وہ عمران سے متفق ہیں۔ صرف آپ کی منظوری کی ضرورت ہے۔“ ——— ایکسٹو نے یقین اور تمکنت سے بھرپور لہجے میں سر رحمان سے کہا۔

”مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے جناب۔ عمران کی صلاحیتوں پر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

مجھے کوئی شک نہیں۔ لیکن بعض اوقات اس کا لاأبالی پن اور کھلنڈری طبیعت تمام کئے کرائے پر پانی پھیر دیتی ہے۔"۔۔۔۔۔ سر رحمان نے قدرے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"ایسا نہیں ہوگا۔ آپ بے فکر رہیں۔"۔۔۔۔ ایکسٹو نے پر اعتماد انداز میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کیس کی فائل اور تمام ضروری دستاویزات آپ کے پاس بھجوا دیتا ہوں۔ آپ اس پر فوراً تفتیش کا آغاز کر دیں۔ میرے ذاتی خیال میں اس خون آشام واقعہ کے پس پردہ کوئی گہری سازش کارفرما ہے۔"۔۔۔۔ سر رحمان نے خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا اور پھر ٹیلی فون کا رابطہ منقطع ہو گیا۔ اس کے بعد عمران ٹرانسمیٹر پر جولیا سے رابطہ قائم کرنے لگا۔

"جولیا اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو کالنگ یو۔ تم ایسا کرو کہ فوراً پاکیشیا یونیورسٹی چلی جاؤ اور وہاں ایک نیگرو سیاہ فام لڑکی جس کا نام کولیٹ ہے وہ میڈیسن کا کوئی کورس وہاں کر رہی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ افریقی ملک ساویڈان سے تعلق رکھتی ہے اور یونیورسٹی ہاسٹل میں رہتی ہے۔ اس کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر کے جلد از جلد مجھے رپورٹ کرو۔ اوور۔" عمران نے ایکسٹو کی آواز میں اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر چیف۔ میں ابھی روانہ ہو جاتی ہوں۔ اوور۔"۔۔۔۔ جولیا

نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ چنانچہ عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر کا رابطہ منقطع کر دیا۔ اس کے بعد عمران ایک کپ چائے پی کر واپس ملٹری ہسپتال کی طرف روانہ ہو گیا جہاں مقتولین کی پوسٹ مارٹم رپورٹ تیار کی جا چکی تھی۔ سوپر فیاض کے تیور کافی بگڑے ہوئے تھے۔ عمران کو دیکھتے ہی وہ اس کی طرف لپکا۔

"عمران۔ یہ تم کن چکروں میں ہو۔ تمہارے ڈیڈی کا فون آیا ہے کہ یہ کیس انہوں نے تمہارے سپرد کر دیا ہے۔ دیکھو میں اس پر کافی کام کر چکا ہوں۔ اب خواہ مخواہ اپنی ٹانگ مت اڑاؤ۔ یہ مت بھولو کہ تم میرے ساتھ دوستی کا دعویٰ رکھتے ہو۔"۔۔۔۔ فیاض نے ناگواری سے کہا۔

"دوستی اپنی جگہ اور کام اپنی جگہ۔ کیس بہت سنگین نوعیت کا ہے۔ لہٰذا میں کسی فضول بحث کے موڈ میں نہیں ہوں۔ یہ بتاؤ کہ پوسٹ مارٹم رپورٹ کہاں ہے۔"۔۔۔۔ عمران نے غیر معمولی سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اور فیاض نے فوراً ہی اندازہ لگا لیا کہ اس وقت اس کے سامنے وہ والا عمران نہیں جسے دیکھنے کا وہ عموماً عادی تھا۔ چنانچہ اس نے خاموشی سے پوسٹ مارٹم رپورٹ عمران کے حوالے کر دی اور وہاں سے چلا گیا۔

پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق شہلا کو گردن میں چھ مرتبہ اور سینے میں گیارہ مرتبہ چاقو گھونپا گیا تھا جس کی وجہ سے اس کے پھیپھڑوں کو خون پہنچانے والی نالیاں کٹ گئی تھیں اور موقع پر ہی اس کی موت

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

واقع ہوگئی۔ اسے سینے میں سات مرتبہ برف کا سُوا بھی گھونپا گیا تھا۔ تمام وار اس قدر شدید تھے کہ برف کا سوا سینے میں پورے کا پورا اتر گیا تھا۔ علاوہ ازیں اس کے سر پر بیس بال کے بلے سے چار مرتبہ وار کیا گیا تھا۔ مزید یہ کہ اس کے دونوں بازو ٹوٹ گئے تھے۔ ڈاکٹر کے مطابق یہ مزاحمت کے دوران ٹوٹے تھے۔ مقتولہ کی خون سے لتھڑی ہوئی ایک ہتھیلی سے تقریباً چھ انچ لمبا ایک سنہرا بال بھی چپکا ہوا ملا۔ ساتھ ہی ناخن کی تہہ میں سے انسانی کھال کے کچھ ریشے بھی برآمد ہوئے۔

کرنل کی پانچ سالہ بیٹی ماہ نور کی موت سر پر ڈنڈے کی شدید ضرب سے واقع ہوئی تھی۔ اس کی کنپٹی پر ڈنڈے سے دو ضربات لگائی گئی تھیں۔ جو اتنی شدید تھیں کہ چند لمحوں میں بچی کی موت واقع ہوگئی۔ اس کی گردن میں بائیں جانب دو جگہ چاقو بھی گھونپا گیا تھا۔ اور اس کی سانس کی نالی کٹ گئی تھی۔ نہ صرف یہ بلکہ چاقو کئی بار نرخرے کے آر پار ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے چہرے پر بھی ڈنڈے برسائے گئے تھے۔ یہ ضربیں اس قدر شدید تھیں کہ اس کے رخسار کی ہڈی باہر جھانکنے لگی تھی۔ زخموں کی تعداد کا شمار ممکن ہی نہیں تھا۔ دوسری بیٹی انیلا کے جسم پر اکیس زخم تھے۔ اس کی کمر میں دس مرتبہ، سینے میں دو مرتبہ اور گردن میں دو مرتبہ چاقو گھونپا گیا تھا۔ پانچ شدید زخم پیٹ میں تھے۔ اس کے علاوہ اس کے سینے میں پندرہ سوراخ تھے جو برف کے سوئے کا نتیجہ تھے۔ ہاتھ پر ایک زخم اس کی ایک انگلی کی ہڈی تک گہرا

تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اس نے بھی اپنی ماں کی طرح وار سے بچنے کے لئے اپنے ہاتھ چہرے کے سامنے کر لئے تھے۔ اس کی ایک انگلی کے ناخن کی تہہ میں سے ایک نیلا دھاگہ برآمد ہوا تھا۔

کرنل نعمان کی حالت اس سے بھی زیادہ ابتر تھی۔ اس نے حملہ آوروں کے ساتھ مزاحمت کی بھرپور کوشش کی تھی۔ یہ لرزہ دینے والی انتہائی بھیانک واردات تھی۔ خصوصاً معصوم بچیوں کا وحشیانہ قتل ہوش اڑا دینے والا تھا۔ کینٹ کے محفوظ ترین علاقے میں ایک اہم فوجی افسر کے فیملی سمیت قتل کی خبریں اخبارات میں شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئیں اور الیکٹرانک میڈیا بھی اس اندھی قتل کی واردات پر چیخ رہا تھا۔ حکومتی ایوانوں سمیت قانون نافذ کرنے والے تمام حساس اداروں میں ہلچل مچ گئی تھی۔ اور قاتلوں کا کوئی نام ونشان بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

عمران وہاں سے دانش منزل واپس آیا تو بلیک زیرو نے اسے بتایا کہ جولیا کی طرف سے رپورٹ موصول ہوئی ہے جس کے مطابق گولیٹ نامی کوئی سیاہ فام نیگرو لڑکی پاکیشیا یونیورسٹی میں زیر تعلیم نہیں ہے۔ بلکہ کوئی غیر ملکی لڑکی سرے سے ہی یونیورسٹی میں نہیں کیونکہ پاکیشیا یونیورسٹی میں غیر ملکیوں کو داخلہ دیا ہی نہیں جاتا۔ عمران کے لئے یہ رپورٹ تشویش ناک تھی۔ وہ کافی دیر سوچتا رہا۔ پھر سر جھٹک کر وہ اٹھا اور گیراج سے کار نکال کر اسی غیر ملکی ریسٹورنٹ کی طرف روانہ ہو گیا جہاں کل رات ان پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ راستے میں اس نے رانا ہاؤس سے جوانا کو بھی ہمراہ لے لیا تھا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

وسیع و عریض کمرے کے دو اطراف آمنے سامنے گداز صوفے لگے ہوئے تھے جن پر چار افراد سیاہ جیکٹوں اور پتلونوں میں ملبوس بیٹھے تھے۔ ان کے درمیان ایک طویل شیشے کی میز رکھی ہوئی تھی۔ چاروں افراد کی آنکھوں پر سیاہ رنگ کے چشمے تھے۔ ان چاروں میں ایک سیاہ فام تھا۔ اچانک کمرے کا ایک بغلی دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک طویل قامت شخص نمودار ہوا جس کے جسم پر سفید سوٹ تھا۔ اس کے شانے کافی چوڑے اور چہرہ لمبوترا تھا۔ اس کی آنکھوں پر بھی سیاہ رنگ کا چشمہ آویزاں تھا۔ اس کے سپاٹ اور تاثرات سے عاری چہرے سے لگتا تھا کہ وہ اپنی اصلی شکل کے بجائے میک اپ میں ہے۔ جونہی وہ اندر داخل ہوا تو چاروں سیاہ پوش اس کے احترام میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ لمبے شخص نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کا حکم دیا اور خود بھی شیشے کی میز کے دوسرے سرے پر رکھی ایک بڑی

ٹ چیئر میں دھنس کر بیٹھ گیا۔ اس نے جیب سے ایک سگار نکال سلگا لیا اور عقابی نظروں سے سیاہ پوشوں کی طرف متوجہ ہوا۔

"دو پلان 99 کامیاب نہیں جا رہا۔ ساگا کامیاب رہا جس نے کرنل نعمان کی فیملی کا نام و نشان مٹا دیا۔ لیکن مرچنٹ تمہارا گروپ شدید ناکامی سے دوچار ہوا۔ تم عمران، جوزف اور جوانا کا بال بھی بیکا نہ کر سکے۔ "شالی" اور "مالکو" کے مشن باقی ہیں۔ لیکن میں حیران ہوں کہ آخر ہارڈ کلر کو ہو کیا گیا ہے۔ قتل و غارت گری کی دنیا میں ہمارے نام کا ڈنکا بجتا ہے۔ ہارڈ کلرز کی بہیمانہ قتل کی وارداتوں پر شیطان بھی لرز جاتا ہے۔ لیکن مرچنٹ کی ناکامی سے مجھے دکھ ہوا ہے۔ ایکریمیائی سی آئی نے اس قاتلانہ مشن کے لئے ہارڈ کلرز کو ریکارڈ ادائیگی کی ہے۔ اتنی بھاری رقم آج تک کسی قاتل گروپ کو ادا نہیں کی گئی۔ اسرائیلی حکومت نے ہر قتل کے بدلے ایک ملین ڈالر کا الگ انعام ہارڈ کلرز کو دینے کا وعدہ کر رکھا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں پاکیشیائی اٹامک انرجی ایجنسی کے نئے سیکرٹ پلان کو بھی ناکام بنانا ہے۔ اس سلسلے میں پاکیشیا کے جو لوگ کام کر رہے ہیں ان کا وحشیانہ قتل ہمارا اصل ٹارگٹ ہے اور ابھی تک صرف کرنل نعمان کے فیملی سمیت قتل کی کامیابی ہی حاصل ہوئی ہے۔ لیکن مرچنٹ کی ناکامی سے مجھے شدید مایوسی ہوئی ہے۔ اگر عمران اور سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کو قتل نہ کیا گیا تو پھر ہمارا مشن کسی صورت کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔" ـــــــ سفید سوٹ والے طویل قامت شخص نے سگار کے گہرے کش کھینچتے ہوئے اپنے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

چاروں ساتھیوں کو سرد لہجے میں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ وہ ان کا بگ باس تھا۔ اور وہ سب غیر ملکی سفید فام تھے۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں باس۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت انتہائی ضروری ہے۔ پہلی مرتبہ میرا گروپ ناکام ضرور ہوا ہے۔ لیکن آپ یقین رکھیں کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔''۔۔۔۔ مرچنٹ نامی ہارڈ کلر نے عتاب آلود لہجے میں جواب دیا۔ سفید سوٹ والے بگ باس کا نام کارٹل تھا۔

''اور جہاں تک میرے مشن کا تعلق ہے باس۔ میں نے اٹامک انرجی ایجنسی کے چیئرمین ڈاکٹر گل جان کے قتل کی منصوبہ بندی کر لی ہے۔ لیکن اس سے پہلے آپ کی ہدایت کے مطابق نئے ایٹمی پلانٹ کی تنصیب کے سیکرٹ پلان کی کچھ اہم دستاویزات بھی حاصل کرنا ضروری ہیں جو کہ ایکریمیا کو مطلوب ہیں۔ میں نے پتہ چلایا ہے کہ ڈاکٹر گل جان کے مشہور ماڈل گرل شالیہ سے خفیہ تعلقات ہیں۔ اگر میں شالیہ کو اغواء کر لوں تو اس کے ذریعے اٹامک انرجی ایجنسی سے مطلوبہ دستاویزات باآسانی حاصل کی جا سکتی ہیں۔ بعد میں شالیہ اور ڈاکٹر گل جان کو موت کے گہرے اندھیروں میں دھکیل دیا جائے گا۔'' ان چاروں سے مالکو نامی ہارڈ کلر نے نہایت سفاکانہ لہجے میں کارٹل کو آگاہ کیا۔

''تو پھر یہ کام جلدی کرو۔ شالیہ کو اغوا کر کے یہ مشن جلد از جلد پایہء تکمیل تک پہنچاؤ۔ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ ہر کام تیزی

سے مکمل ہونا چاہیے۔''۔۔۔۔ کارٹل نے بے لچک انداز میں کہا۔ پھر وہ اپنے چوتھے ساتھی شالی کی طرف متوجہ ہوا۔

''اور تمہارے ذمے یہ مشن لگایا گیا تھا شالی کہ تم نے ایٹمی خفیہ لیبارٹری سے نئے ایٹمی پلانٹ کے ''سینٹری فیوز'' حاصل کرنے ہیں۔ ان کی قیمت کروڑوں ڈالر ہے۔ ایکریمیا کے علاوہ اسرائیل اور کافرستان بھی یہ سینٹری فیوز ہم سے خریدنے کے خواہش مند ہیں۔ بلکہ دنیا کے کئی اور ممالک بھی جو ایٹمی قوت بننے کی دوڑ میں شامل ہیں وہ اس سے بھی زائد قیمت ادا کرنے پر تیار ہو جائیں گے۔ لہٰذا اس سے پہلے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور دیگر خفیہ ادارے الرٹ ہو جائیں۔ اس مشن کو مکمل ہو جانا چاہیے۔''۔۔۔۔ کارٹل نے تیکھے لہجے میں اس سے کہا۔

''میں منصوبہ بندی کر چکا ہوں باس۔ پاکیشیا کے نئے سینٹری فیوز حیرت انگیز ہیں۔ اسے الیکٹران اور پروٹان کے باہمی امتزاج سے تیار کیا گیا ہے اور ایٹم بم میں فٹ کرنے کے بعد شدید ترین تابکاری کے اخراج کے لئے ''گاما ریز شعاعیں'' استعمال کی گئی ہیں۔ یہ تابکاری اتنی شدید ہوگی کہ ہزاروں مربع کلومیٹر کے علاقے میں ہر جاندار کا محض ایک سیکنڈ میں نام و نشان مٹ جائے گا لیکن عمارتوں اور دیگر املاک کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ کرنل نعمان کی موت سے اس جدید ترین ایٹمی ہائیڈروجن بم کی تیاری کا معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا ہے اور اب اس کے سینٹری فیوز بم لے اڑیں گے۔''۔۔۔۔ شالی نامی ہارڈ کلر نے پر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

جوش انداز میں کارٹل کو بتایا۔

''تمہاری معلومات واقعی قابل تعریف ہیں۔ لیکن یہ کام ایک دو دن میں مکمل ہو جانا چاہیے۔ اب تم سب جا سکتے ہو۔ اور ہاں سا گا۔ تمہیں ایک نئے مشن پر کام شروع کرنا ہوگا۔ اس کی تفصیل بلیک فائل میں موجود ہے۔ اور یہ فائل تمہیں تمہارے بیڈ روم کی سائیڈ ٹیبل پر مل جائے گی۔'' ——— باس کارٹل نے سگار کا آخری کش کھینچتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر بغلی دروازے سے اندر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد وہ چاروں بھی اٹھ کر اس کمرے سے باہر آ گئے۔ وہ چاروں دنیا کے سفاک ترین قاتل تھے اور اپنے شکار کو اذیت دے دے کر ہلاک کرنا ان کی سرشت تھی۔ اپنے مشن کی انجام دہی کے لئے وہ انسانی خون کو پانی کی طرح بہا دیتے تھے۔

سب سے پہلے مالکو عمارت سے باہر آیا۔ یہ ایک زرعی فارم ہاؤس کی سفید عمارت تھی جو طویل رقبے پر پھیلی ہوئی تھی۔ اس زرعی فام ہاؤس میں انواع و اقسام کے پھولوں کی کاشت کے علاوہ مختلف مویشیوں کی افزائش نسل بھی کی جاتی تھی۔ یہ فارم ہاؤس شہر سے چند کلومیٹر دور مضافات میں واقع تھا۔ اس کے اردگرد کئی اور فارم ہاؤس بھی تھے۔ ایک طویل پختہ سڑک ان کے سامنے سے گزرتی تھی جو دارالحکومت سے دیگر شہروں کی طرف جاتی تھی۔ یہ ایک نہایت سرسبز و شاداب اور صحت بخش علاقہ تھا۔ فارم ہاؤس کے چاروں طرف پانچ فٹ بلند آہنی جنگلہ آویزاں تھا اور بیرونی مرکزی گیٹ سے ایک پختہ

سڑک فارم ہاؤس کی وسیع سفید عمارت تک چلی آئی تھی۔

بیرونی مرکزی گیٹ کے قریب ایک فوجی قسم کی ہیوی ویکل پوٹھوہار جیپ کھڑی تھی۔ مالکو اس جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اسے اسٹارٹ کر کے جیپ کا رخ شہر کی طرف موڑ دیا۔ دس منٹ بعد وہ شہر کی حدود میں پہنچ چکا تھا۔ ایک ٹاؤن طرز کے قدیم علاقے میں ایک پرانی عمارت کے سامنے اس نے جیپ روکی۔ عمارت کا قلعہ نما لکڑی کا طویل و عریض پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ مالکو جیپ سے اتر کر عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ سامنے ایک وسیع و عریض احاطہ تھا جو کاٹھ کباڑ سے بھرا ہوا تھا۔ یہ ایک پرانا ردی اشیاء کا گودام تھا۔ ایک منشی نما شخص احاطے کے ایک کونے میں بوسیدہ میز کے دوسری طرف ایک ٹوٹی پھوٹی کرسی میں دھنسا بیٹھا ایک رجسٹر میں کچھ اندراج کر رہا تھا۔ مالکو کو دیکھ کر اس نے ادب سے اسے سلام کیا۔ مالکو نے سر کی خفیف جنبش سے جواب دیا اور ایک کوریڈور سے گزر کر ایک کمرے میں داخل ہوا جو بوسیدہ کمرہ تھا۔ پوری عمارت میں عجیب سی بو پھیلی ہوئی تھی۔ پرانی اور ردی اشیاء کے گودام کی آڑ میں یہ دراصل مالکو کے ہارڈ کلرز گروپ کا خفیہ اڈہ تھا۔

مالکو جس کمرے میں داخل ہوا تھا وہاں نیم تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ دیواروں کا پلاسٹر اکھڑا ہوا تھا۔ فرش بھی ٹوٹا پھوٹا تھا۔ آٹھ دس آدمی کمرے کے اندر چارپائیوں پر پڑے سو رہے تھے۔ وہ سب مقامی قاتل تھے۔ مالکو نے انہیں اٹھایا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"ایک اہم مشن پر جانا ہے لیکن مجھے صرف دو آدمیوں کی ضرورت ہے۔" ——— مالکو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"آپ حکم کریں جناب۔ کس کو آپ کے ساتھ جانا ہوگا۔" ایک گھنی مونچھوں والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ وہ سب شکل وصورت اور اپنے حلیے سے ہی سفاک ترین قاتل نظر آرہے تھے۔

"پیرو اور جامو میرے ساتھ جائیں گے۔ باقی لوگ فی الحال آرام کریں۔" ——— مالکو نے ان سے کہا اور پھر ان میں سے دو آدمیوں کو لے کر وہاں سے واپس باہر آ گیا۔ جیپ میں سوار ہو کر وہ وہاں سے روانہ ہوئے۔ جیپ کا رخ شہر کے ایک پوش علاقے کی طرف تھا۔ کچھ دیر بعد ان کی جیپ ایک دس منزلہ رہائشی کمپلیکس کے پارکنگ ایریا میں جا کھڑی ہوئی۔ یہ ایک نیا تعمیر شدہ جدید کمپلیکس تھا اور اس کمپلیکس کی چوتھی منزل پر ایک سپر لگژری اپارٹمنٹ میں سپر ماڈل گرل شالیہ اپنے پانچ سالہ بیٹے کے ہمراہ رہائش پذیر تھی۔ شالیہ کا شمار اس وقت پاکیشیا کی ٹاپ ماڈل گرلز میں ہوتا تھا۔ اس کا شوہر جو ایک ٹی وی پروڈیوسر تھا دو سال قبل ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں مارا گیا تھا۔ مالکو نے خفیہ ذرائع سے معلوم کر لیا تھا کہ شالیہ کے خفیہ تعلقات اٹامک انرجی ایجنسی کے چیئرمین ڈاکٹر گل جان کے ساتھ ہیں۔ حالانکہ ڈاکٹر گل جان ایک پختہ عمر کا شخص تھا۔ جبکہ شالیہ کی عمر اٹھائیس سال سے زیادہ نہیں تھی۔

ڈاکٹر گل جان نہ صرف پاکیشیا بلکہ دنیا کے عظیم ترین ایٹمی سائنس

دانوں میں سے ایک تھا۔ شاید یہی وجہ ہو کہ شالیہ ان کی طرف کھنچی چلی گئی۔ مالکو نے جامو کو وہیں جیپ میں رک کر اردگرد کی نگرانی کی ہدایت کی جبکہ وہ خود پیرو کے ساتھ کمپلیکس میں داخل ہو کر لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر آ گیا۔ ان کی جیکٹوں کے اندر مشین گنیں پوشیدہ تھیں۔ شالیہ کے اپارٹمنٹ کا داخلی دروازہ اندر سے بند تھا۔ راہداری میں اس وقت سناٹا چھایا ہوا تھا۔ مالکو نے ایک ماسٹر کی سے دروازے کا لاک کھولا اور وہ دونوں تیزی سے اندر داخل ہو گئے۔ یہ نشست گاہ تھی جبکہ اس سے آگے شیشے کے دروازے کے دوسری سمت بیڈ روم تھا جہاں شالیہ اپنے بیٹے کے ساتھ سو رہی تھی۔ مالکو اور پیرو بیڈ روم میں داخل ہوئے تو آہٹ کی آواز سن کر شالیہ کی آنکھ کھل گئی۔ اور پھر ان دونوں کو دیکھ کر اس کی آنکھیں خوف سے پھیلتی چلی گئیں اور اس کا گلابی چہرہ زرد نظر آنے لگا۔ مالکو اور پیرو نے اپنی مشین گنیں نکال لی تھیں۔

"شور مچانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے نوجوان حسینہ۔ ہم تمہیں کوئی نقصان پہنچانے نہیں آئے۔ ہماری بات مان لوگی تو کچھ بھی نہیں ہو گا۔ البتہ کسی بے وقوفی کی صورت میں نہ صرف تم اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گی بلکہ تمہارا معصوم بیٹا بھی جان سے مارا جائے گا۔" ——— مالکو نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو۔ اگر تمہیں رقم اور جیولری کی ضرورت ہے تو وہ لاک اپ میں موجود ہے۔" ——— شالیہ نے خوف کی شدت سے بری

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

طرح کانپتے ہوئے کہا۔

''یہ چیزیں ہمارے لئے بے معنی ہیں۔ میری بات غور سے سنو۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ ڈاکٹر گل جان سے تمہارے خفیہ تعلقات ہیں۔ اگر ڈاکٹر گل جان کی بیوی کو تمہارے ان خفیہ تعلقات کا علم ہو گیا تو وہ تمہیں تمہارے معصوم بیٹے سمیت قتل کروا دے گی۔ لیکن ہم ایسا نہیں چاہتے۔ اگر تم ہمارا ایک کام کر دو تو تمہارا راز ہمیشہ راز ہی رہے گا۔''——مالکو نے کرخت آواز میں کہا۔

''ڈاکٹر گل جان سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں انہیں نہیں جانتی۔''——شالیہ نے لڑکھڑاتی آواز میں کہا۔

''بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا ہم تمہیں وہ سی ڈی ڈسک چلا کر دکھائیں جس میں تم ڈاکٹر گل جان کے ساتھ سوئٹزر لینڈ کے ایک خفیہ سپاٹ پر رنگ رلیاں منا رہی تھی۔ تمہارا بیٹا بورڈنگ ہاؤس میں ہوتا تھا جبکہ تم ڈاکٹر گل جان کے ساتھ ہوتی تھی۔''——مالکو نے چبھتی ہوئی نظروں سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''آخر تم چاہتے کیا ہو۔ اور ذرا آہستہ آواز میں بات کرو۔ ورنہ میرا بیٹا جاگ جائے گا۔''——شالیہ نے بے بسی کے انداز میں کہا۔

''اب تم نے مطلب کی بات کی ہے۔ باہر نشست گاہ میں آ جاؤ۔ وہاں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔''——مالکو نے ایک مکروہ سی مسکراہٹ چہرے پر طاری کرتے ہوئے کہا اور پھر شالیہ کے ساتھ وہ بیرونی نشست گاہ میں آ کر صوفوں پر بیٹھ گئے۔

''تمہیں ڈاکٹر گل جان کے ذریعے اٹامک انرجی ایجنسی کے نئے ایٹمی پلانٹ کی تنصیب والے فارمولے کی نقل ہمیں لا کر دینا ہو گی۔ ہم جانتے ہیں کہ تمہارے لئے یہ کام مشکل نہیں ہے۔ اور جب تک تم ہمارا یہ کام نہیں کرو گی اس وقت تک تمہارا بیٹا ہمارے پاس یرغمال رہے گا اور یہ بات یاد رکھنا کہ اگر تم نے دھوکہ دینے یا کوئی چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو تمہارے بیٹے کا حشر نہایت ہی بھیانک ہو گا۔''——مالکو نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارا کام کر دوں گی۔ لیکن میرے بیٹے کو یرغمال مت بناؤ۔ پلیز۔ میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی۔''——شالیہ نے رندھیائی ہوئی آواز میں کہا۔

''جب تک ہمارا کام نہیں ہو جاتا تب تک تمہیں اس کے بغیر ہی رہنا ہو گا۔ بے فکر رہو۔ اگر تم خلوص دل سے اور نیک نیتی سے ہمارا ساتھ دو گی تو اسے کچھ نہیں ہو گا۔''——مالکو نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

''نہیں۔ ہرگز نہیں۔ میں اپنے بیٹے کو تم لوگوں کے پاس یرغمال بننے نہیں دوں گی۔''——شالیہ بری طرح سے گھگھیائی۔

''بکواس بند کرو۔ ہم اپنے طریقے سے کام کرتے ہیں۔''——مالکو نے غراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر شالیہ کے بیڈ روم کی طرف بڑھا۔ پیرو مشین گن تھامے اس کے پیچھے تھا جبکہ شالیہ وہیں صوفے پر مرجھائی ہوئی بیٹھی تھی۔ اسی لمحے اپارٹمنٹ کا دروازہ ایک زور دار

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

دھماکے کے ساتھ کھلا اور کئی آرمی کمانڈوز رائفلیں اور اسٹین گنیں تھامے اندر داخل ہو گئے۔ انہوں نے اندر گھستے ہی پیرو اور مالکو پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ ان دونوں کو سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا۔ پیرو چونکہ پیچھے تھا اس لئے پہلے وہ گولیوں کی زد میں آیا۔ اس کی خوفناک چیخوں سے اپارٹمنٹ یکبارگی گونجنے لگا۔ وہ گولیوں سے چھلنی ہو کر چند لمحوں میں فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

مالکو کو اس اثناء میں سنبھلنے کا موقع مل گیا۔ اس نے چشم زدن میں ماسٹر بیڈ روم کی بیرونی کھڑکی کی طرف چھلانگ لگا دی۔ اپنی مشین گن سے بے تحاشا فائرنگ کرتے ہوئے اس نے کھڑکی کا شیشہ توڑ دیا اور ہوا میں اڑتا ہوا کھڑکی سے گزر کر باہر جا پڑا۔ کھڑکی سے باہر دو فٹ چوڑی بالکونی تھی۔ ایسی ہی بالکونیاں نچلی منزلوں کی بیرونی سمت میں بھی تھیں۔ مالکو اٹھ کر بجلی کی سی تیزی سے نچلی منزل کی بالکونی پر کود گیا۔ آرمی کمانڈوز جب کھڑکی کے پاس پہنچے تو مالکو چھلانگیں لگاتا ہوا آخری منزل کی بالکونی پر کود چکا تھا۔ کمانڈوز نے اس پر فائرنگ کی لیکن وہ بیکار گئی کیونکہ مالکو زمین پر کود کر ہوا کے بگولے کی طرح اڑتا ہوا پارکنگ میں جا چکا تھا۔ وہاں جامو پہلے ہی سے جیپ میں موجود تھا۔ جیپ اسٹارٹ ہو کر ریورس گیئر میں گھومی اور ٹائروں کی زوردار چڑچڑاہٹ کے ساتھ سڑک پر دوڑتی چلی گئی۔ آرمی کمانڈوز کھڑکی چھوڑ کر واپس مڑ گئے۔ شالیہ دہشت زدہ انداز میں بری طرح لرز رہی تھی۔

''آپ کی بر وقت ذہانت نے آپ کو بچا لیا مادام۔ آپ نے

نہایت عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے سیلولر فون کو آن کر کے ریسکیو کا بٹن پش کر دیا تھا جس کی وجہ سے آپ کی تمام گفتگو ریسکیو ہیڈ کوارٹر میں سن لی گئی۔ ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ مجرم جیپ میں آئے ہوئے ہیں ورنہ کچھ کمانڈوز نیچے پارکنگ میں بھی متعین کر دیئے جاتے۔ بہرحال وہ بچ نہیں سکیں گے۔ ایک تو یہیں مارا گیا ہے۔'' کمانڈو چیف نے شالیہ سے کہا۔

''آپ کا شکریہ آفیسر۔ آپ نے بر وقت ایکشن لے کر میری اور میرے بیٹے کی جان بچا لی۔'' ——— شالیہ نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

''یہ تو ہمارا فرض تھا مادام۔ بہرحال میرا مشورہ ہے کہ فی الحال آپ یہ اپارٹمنٹ چھوڑ دیں اور ڈاکٹر گل جان کے ساتھ آپ کے خفیہ تعلق کا بھی سرکاری اداروں کو علم ہو گیا ہے۔ اس لئے اب آپ ڈاکٹر گل جان کے ساتھ تعلق ختم کر دیں تو یہ آپ کے حق میں بہتر ہو گا۔ ڈاکٹر گل جان اس ملک کی ایک حساس شخصیت ہیں اور کسی قسم کا اسکینڈل نہ صرف انہیں بلکہ ملک و قوم کے وقار کو بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔'' کمانڈو چیف نے ہمدردانہ انداز میں شالیہ کو سمجھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے ماتحتوں کو پیرو کی چھلنی شدہ لاش اٹھا کر وہاں سے چلنے کا حکم دیا۔

مالکو آندھی اور طوفان کی رفتار سے جیپ اڑاتا ہوا اپنے کچرے کے گودام والے اڈے پر پہنچ چکا تھا۔ غم و غصے اور شکست سے اس کا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

چہرہ تپ رہا تھا۔ اسے پورا یقین تھا کہ کمانڈوز کو بلانے کے لئے یقیناً شالیہ نے ہی کوئی کلیو فراہم کیا ہوگا۔ اپنے گودام والے خفیہ اڈے پر پہنچ کر اس نے ٹرانسمیٹر پر باس کارٹل سے رابطہ قائم کیا۔

"لیس۔ کارٹل اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور۔" ____ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے کارٹل کی کرخت آواز سنائی دی۔

"مالکو کالنگ یو۔ آئی ایم ویری سوری باس۔ میرا مشن ناکام ہو گیا ہے۔ آرمی کمانڈوز عین موقع پر شالیہ کے اپارٹمنٹ میں داخل ہو گئے تھے۔ ہمارا ایک ساتھی پیرو بھی ان کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ اوور۔" مالکو نے ندامت بھرے لہجے میں کارٹل کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہاری کال سے پہلے ہی سب کچھ معلوم ہو چکا ہے مالکو۔ افسوس صد افسوس کہ جن ہارڈ کلرز سے دنیا لرزتی ہے آج انہی کا ایک ہارڈ کلر معمولی کمانڈوز کے ہاتھوں مارا گیا۔ میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں چلو بھر پانی میں ڈوب مروں۔ لیکن کارٹل مرے گا نہیں کیونکہ کارٹل دنیا کو مارنے کے لئے اس دنیا میں آیا ہے۔ اب میں پلان 99 کو خود ہینڈل کروں گا۔ تم میری طرف سے فارغ ہو۔ اوور۔" ____ دوسری طرف سے کارٹل نے ترش اور تلخ لہجے میں کہا۔

"نو باس۔ ہمارے ہوتے ہوئے آپ کو فیلڈ میں آنے کی ضرورت نہیں۔ یقینی طور پر شالیہ نے کمانڈوز کو کوئی کلیو فراہم کر دیا ہوگا۔ اس لئے ہمارا پلان وقتی طور پر ناکام ہو گیا ہے۔ لیکن آپ ایک موقع مجھے اور دیں۔ اگر میں اس مرتبہ بھی ناکام ہو گیا تو اپنا سر آپ کے قدموں

رکھ کر اپنی شہ رگ اپنے ہاتھوں سے کاٹ ڈالوں گا۔ اوور۔" مالکو نے سنسناتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"تم جانتے ہو مالکو۔ میں اپنے آپ کو بھی دوسرا موقع دینے کا عادی نہیں ہوں کیونکہ میں نے کبھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھا۔ لیکن یہ پلان 99 اس قدر حساس ہے کہ میں تمہاری بات ماننے کے لئے تیار ہو سکتا ہوں۔ تم جانتے ہو کہ ہمیں پاکیشیا کے نئے ایٹمی پلانٹ کی تنصیب کے خفیہ راز چرانے کے ساتھ ساتھ 99 لوگوں کو خون آشام انداز میں موت کے گھاٹ اتارنا ہے۔ یہ ہمارا اب تک کا سب سے زیادہ ہولناک مشن ہے۔ اس لئے میں ناکامی کا لفظ بھی اپنے قریب نہیں پھٹکنے دینا چاہتا۔ اب تم پاکیشیا کے نئے ایٹمی پلانٹ کے خفیہ فارمولے کو بھول جاؤ۔ کیونکہ پاکیشیا کے تمام خفیہ اور حساس ادارے الرٹ ہو چکے ہیں۔ البتہ ایک کام تمہیں کرنا ہوگا۔ اور وہ ہے شالیہ کی عبرت ناک موت۔ اوور۔" ____ دوسری طرف سے کارٹل نے پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا۔

"یہ کام جلد ہو جائے گا باس۔ اور رپورٹ آپ کو مل جائے گی۔ اوور۔" ____ مالکو نے جوش بھرے انداز میں جواب دیا۔

"تمہارے لئے یہ آخری موقع ہے۔ لہٰذا کامیابی سے کم کسی چیز پر اکتفا کرنا تمہاری بے وقوفی ہوگی۔ اوور اینڈ آل۔" ____ کارٹل نے سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا رابطہ منقطع کر دیا گیا۔ مالکو اب شالیہ پر حملے کی منصوبہ بندی کرنے لگا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

غیر ملکی ریسٹورنٹ میں داخل ہو کر عمران اور جوانا سیدھے استقبالیہ کاؤنٹر پر گئے۔ گزشتہ رات کی ہولناک فائرنگ اور اندھی توڑ پھوڑ کے بعد ریسٹورنٹ کو تیزی سے دوبارہ سیٹ کر دیا گیا تھا۔ استقبالیہ کلرک نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ اس کے تاثرات سے لگ رہا تھا کہ شاید گزشتہ رات والا خون آشام واقعہ دوبارہ دہرایا جانے والا ہے۔

”یہ تم دیدے پٹپٹا کر اس طرح کیوں گھور رہے ہو۔ کیا نقلی سرمہ آنکھوں میں ڈال کر گھر سے آئے ہو۔“ ——— عمران نے پٹاخ سے کہا۔

”اوہ۔ جی نہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ دراصل وہ۔“ ——— استقبالیہ کلرک بری طرح گڑبڑا گیا۔

”ایسی بات نہیں۔ تو پھر ویسی بات ہوگی۔ اور تم جانتے ہو کہ ویسی

بہت بری بات ہوتی ہے۔ بری باتوں سے انسان کا اخلاق خراب ہوتا ہے۔ اور اگر انسان کا اخلاق خراب ہو جائے تو اس کی عاقبت بھی خراب ہو جاتی ہے۔ اور اگر عاقبت خراب ہو تو انسان پر جہنم کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ کیا تمہیں جہنم پسند ہے۔“ ——— عمران نے میرٹھ کی قینچی کی طرح زبان چلاتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ خدارا۔ مجھ پر ترس کھائیے۔ اگر یہاں دوبارہ کوئی ہنگامہ ہو گیا تو میری نوکری جاتی رہے گی۔ آپ یقین کیجئے میں دو کنبوں کا واحد کفیل ہوں۔“ ——— استقبالیہ کلرک نے بری طرح گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

”شادی کے بعد سب ہی دو کنبوں کے کفیل ہوتے ہیں۔ ایک اس کے بیوی بچے اور دوسرے اس کے والدین۔ اس میں انوکھی بات کیا ہے۔ تم پر کون سا انوکھا بوجھ پڑ گیا ہے۔“ ——— عمران نے دیدے نچاتے ہوئے کہا۔

”شاید آپ نہیں سمجھے عمران صاحب۔ دراصل میں دو بیویوں اور ایک بچے کا واحد کفیل ہوں۔“ ——— استقبالیہ کلرک نے معصومیت سے کہا۔

”ارے واہ۔ یہاں لوگوں کو ایک بیوی نہیں ملتی اور تم دو دو لے کر بیٹھے ہوئے ہو۔ اور بچہ صرف ایک۔ میرے خیال میں تم سے بڑا لدھڑ اس دنیا میں اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ ارے گھامڑ۔ اگر شادیاں دو کی تھیں تو کم از کم بچوں کی ایک کرکٹ ٹیم تو تیار کر لیتے۔ ویسے بھی آج کل

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

پاکیشیا کی کرکٹ ٹیم کا حال سب جانتے ہیں۔ ہوسکتا ہے تمہارے بچوں کی ٹیم ورلڈ کپ جیت لیتی۔ اس طرح تم کروڑوں میں کھیلتے۔ یوں مرجھایا ہوا چہرہ لے کر کاؤنٹر پر نہ بیٹھے ہوتے۔'' ——— عمران کا کھلنڈرا پن عود کر آیا تھا۔

''عمران صاحب۔ آپ کو اللہ کا واسطہ۔ مذاق مت کیجئے۔ ہم لوگ کل رات سے بے حد پریشان ہیں۔ پولیس والے پوچھ گچھ کر کے ہمیں ڈپریشن میں مبتلا کر چکے ہیں۔ مینجر صاحب بیچارے تو بالکل سکتے کی حالت میں ہیں۔'' ——— استقبالیہ کلرک نے رو دینے والے انداز میں عمران سے کہا۔

''مینجر۔ آہا۔ ہم دراصل تمہارے مینجر سے ہی تو ملنے آئے ہیں۔ کہاں ہے وہ جینٹل مین۔'' ——— عمران نے شرارت آمیز لہجے میں پوچھا۔

''وہ اپنے آفس میں ہیں۔ لیکن ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔'' استقبالیہ کلرک نے غمزدہ آواز میں جواب دیا۔

''طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو کیا ہوا۔ اس دنیا میں ہزاروں لاکھوں لوگوں کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی۔ طبیعت کی درستی کے لئے کوئی نہ کوئی ٹوٹکا تو آزمانا پڑتا ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ میرا یہ دوست بہترین طبیب ہے۔ یہ گھونسو الائچی میں تھپڑ و چٹکی کی آمیزش کر کے جوانا سیرپ کے ساتھ تمہارے مینجر کو ایک خوراک دے گا تو اس کی طبیعت بحال ہی نہیں۔ بے حد حال ہو جائے گی۔ لہٰذا تم ایسا کرو کہ ہمیں اپنے مینجر

صاحب کے آفس تک پہنچا دو۔'' ——— عمران نے جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے مسخرے پن سے کہا تو جوانا کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''عمران صاحب۔ فی الحال آپ ان سے نہ ملیں تو اچھا ہے۔ رات کو آ کر مل لیجئے گا۔'' ——— استقبالیہ کلرک نے ملتجی انداز میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تو پھر میرا یہ طبیب دوست خوراک کی ایک پڑیا تیار کر کے تمہارے حوالے کر دیتا ہے۔ تم آگے مینجر کو پہنچا دینا تاکہ رات تک اس کی طبیعت ہشاش بشاش ہو جائے۔ چلو بھئی جوانا۔ اس دو بیویوں والے اکلوتے خاوند کو ریسٹ روم میں لے جا کر اپنی معجون کی ایک تیز خوراک دے دو۔ امید ہے پہلی ہی خوراک میں اس کا اندر پیٹا ٹھیک ٹھاک ہو جائے گا۔'' ——— عمران نے چہکتی ہوئی آواز میں جوانا سے کہا اور جوانا جارحانہ انداز میں منحنی قد کے استقبالیہ کلرک کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے پیش آمدہ خطرے کی بو فوراً ہی سونگھ لی اور سرنڈر کر گیا۔

''رکو۔ میں آپ کو مینجر صاحب کے آفس لے جاتا ہوں۔'' استقبالیہ کلرک نے قدرے خوفزدہ انداز میں کہا اور پھر کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل کر ان دونوں کے ساتھ ڈائننگ ہال کے ایک عقبی دروازے کی طرف جانے لگا۔ دروازے سے گزر کر وہ ایک طویل راہداری میں داخل ہوئے اور پھر استقبالیہ کلرک ایک کمرے کے دروازے پر جا کر رک گیا۔ دروازے پر مینجر کے نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔ اس نے ہینڈل گھما

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوگیا۔ اس کے پیچھے پیچھے عمران اور ج بھی تیزی سے اندر چلے گئے۔ یہ ایک خوبصورت آفس روم تھا جو ا ترین فرنیچر سے مزین تھا۔ لیکن کمرے میں کوئی موجود نہیں تھا۔ شیشے ایک بڑی میز کے دوسری طرف ریوالورنگ چیئر خالی پڑی تھی۔ عمرا نے غور کیا کہ آفس روم کا ایک بغلی دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ آف روم کا ائیر کنڈیشنر چل رہا تھا اور تمام روشنیاں بھی آن تھیں۔ سامنے رکھا ٹیلی ویژن بھی چل رہا تھا۔ اور یہ اس بات کی علامت کہ کچھ دیر پہلے کوئی وہاں موجود تھا۔

"تمہارا مینجر کہاں چلا گیا۔" ——— عمران نے استقبالیہ کلرک کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے قدرے حیرت سے پوچھا۔

"ابھی چند منٹ پہلے تو یہیں آفس میں بیٹھے تھے۔ میری خود ا سے انٹر کام پر بات ہوئی تھی۔ شاید باتھ روم میں گئے ہیں۔" استقبال کلرک نے کچھ پریشان کن انداز میں جواب دیا۔

"باتھ روم کو دیکھو۔ اگر دروازہ اندر سے لاک ہے تو وہ اندر ہی گا۔" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چنانچہ استقبالیہ کلرک نے اٹیچڈ باتھ روم کا دروازہ کھولا تو وہ اندر کی طرف کھل گیا۔ باتھ روم میں بھی کوئی نہیں تھا۔

"جناب۔ وہ تو یہاں بھی نہیں ہیں۔" ——— استقبالیہ کلرک نے پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کہاں گیا ہے وہ مینجر کا بچہ۔ میں اسے پاتال سے

ڈھونڈ نکالوں گا۔" ——— عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ مینجر کو ان کی آمد کا علم ہوگیا تھا اور وہ دانستہ وہاں سے غائب ہوگیا تھا۔

"ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی عمران صاحب۔ شاید ڈاکٹر کی طرف چلے گئے ہوں۔" ——— استقبالیہ کلرک نے مردہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"بکواس بند کرو۔ مجھے تو لگتا ہے کہ تمہاری طبیعت بھی ٹھیک نہیں۔ لیکن میرے پاس تم جیسے لوگوں کی طبیعت ٹھیک کرنے کے لئے کافی سریع الاثر ٹانک موجود ہیں۔ اپنے اس مینجر سے ابھی سیلولر فون پر رابطہ کرو اور اس سے کہو کہ میں ابھی اور اسی وقت اس سے ملنا چاہتا ہوں۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ چنانچہ استقبالیہ کلرک خوف کی کیفیت میں آفس روم کے ٹیلی فون سے مینجر کے سیلولر فون کے نمبر ملانے لگا۔ رابطہ جلد ہی قائم ہوگیا۔

"سر۔ میں استقبالیہ کلرک غوری بول رہا ہوں۔ عمران صاحب اس وقت ہوٹل میں آئے ہوئے ہیں۔ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ آپ کہاں ہیں اس وقت۔" ——— استقبالیہ کلرک نے ہراساں لہجے میں مینجر کو مطلع کرتے ہوئے کہا۔

"غوری۔ تم عمران سے کہو کہ رات کو مجھ سے مل لے۔ اس وقت میں بہت ضروری کام میں مصروف ہوں۔" ——— دوسری طرف سے مینجر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ چنانچہ استقبالیہ کلرک ماؤتھ پیس پر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ہاتھ رکھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہوا۔

''عمران صاحب۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ رات کو آپ ان سے لیں۔''۔۔۔۔۔ استقبالیہ کلرک غوری نے کھسیائی ہوئی آواز میں کہا۔

''شٹ اپ۔ ڈیم فول۔ مجھے اس سے ابھی اور اسی وقت ملنا ہے۔ لاؤ میری بات کراؤ۔''۔۔۔۔۔ عمران نے غصے سے ڈانٹتے ہوئے کہا اور جھپٹ کر رسیور غوری کے ہاتھ سے چھین لیا۔

''میری بات غور سے سنو مسٹر منیجر۔ تم جہاں بھی ہو ابھی اور اسی وقت آ کر مجھ سے اپنے آفس میں ملو۔ ورنہ بہت مشکل میں پڑ جاؤ گے۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میرا نام علی عمران ہے۔ سمجھے یا نہیں۔'' عمران غرایا۔

''جی بہتر عمران صاحب۔ آپ غصہ مت کھائیں۔ میں دس منٹ میں پہنچ جاؤں گا۔''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے منیجر نے خوفزدہ انداز میں کہا۔

''اگر دس کے بعد گیارھواں منٹ ہوا تو تمہاری مونچھوں کے گیارہ سو گیارہ بال اکھاڑ کر ہتھیلی پر رکھ دوں گا۔ پھر چاٹتے رہنا انہیں۔'' عمران نے نہایت غصیلے لہجے میں وارننگ دیتے ہوئے کہا اور فون بند کر دیا۔ پھر وہ اور جوانا صوفوں پر بیٹھ گئے۔

''عمران صاحب۔ اگر اجازت ہو تو میں اپنی ڈیوٹی پر واپس چلا جاؤں۔ آپ چاہیں تو آپ کے لئے کولڈ ڈرنک یا ہاٹ ڈرنک یہاں بجھوا دیتا ہوں۔ جو آپ پسند کریں۔''۔۔۔۔۔ اس نے خندہ پیشانی کا

مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''مجھے جو پسند ہے وہ صرف سلیمان پاشا ہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ ویسے میرے اس دوست کے لئے تم افریقی بٹیروں کے دو روسٹ شدہ جوڑے بھیج دو۔ لیکن پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تمہارے ریسٹورنٹ میں ادھار چلتا ہے۔''۔۔۔۔۔ عمران پھر حماقتوں پر آ گیا تھا۔ لیکن کلرک عمران کی بات کو سنجیدہ سمجھا اور مسکرانے کی کوشش کرنے لگا۔

''ادھار تو نہیں چلتا البتہ کریڈٹ کارڈ ضرور چلتا ہے۔ لیکن آپ چونکہ ہمارے خاص مہمان ہیں۔ اس لئے آپ سے ادھار بھی چل جائے گا۔''۔۔۔۔۔ کلرک غوری نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگلے مہینے کی یکم تاریخ کو میری کمیٹی نکلنے والی ہے۔ دو ہزار چار سو بیس روپے کی۔ تب تمہارے بل کی رقم چکتا کر دی جائے گی۔ اب تم جا کر مطلوبہ ڈش بجھواؤ۔''۔۔۔۔۔ عمران نے بے نیازی سے کہا۔

''جناب۔ ڈش کی تیاری میں چالیس منٹ لگیں گے۔ تب تک آپ کو انتظار کرنا ہو گا۔''۔۔۔۔۔ غوری نے جواب دیا۔

''کوئی بات نہیں۔ اتنی دیر میں ہم تمہارے نیر جیسے منیجر سے بات چیت بھی کر لیں گے۔''۔۔۔۔۔ عمران نے پھر بے نیازی سے کہا۔ چنانچہ غوری وہاں سے جانے کے لئے مڑا۔ عمران نے ایک میگزین اٹھا کر یونہی ورق الٹنا شروع کر دیئے۔ دروازے کے قریب جا کر غوری

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اچانک رک گیا۔ عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کیا بات ہے۔ تم جاتے جاتے رک کیوں گئے۔ کیا افریقی بیٹروں کے جوڑے ریسٹورنٹ سے بھاگ گئے ہیں۔''ـــــ عمران نے دیدے پھاڑتے ہوئے کہا۔

''وہ۔ دراصل۔ عمران صاحب۔ بات یہ ہے کہ۔ عمران صاحب۔ آپ۔''ـــــ غوری کی زبان نہ جانے کیوں لڑکھڑا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔

''کچھ بولو گے بھی یا یونہی۔ عمران صاحب۔ عمران صاحب کا پہاڑا پڑھتے رہو گے۔ کیا بات ہے۔''ـــــ عمران نے دھمکتی آواز میں کہا۔ ویسے غوری کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ کر وہ خود بھی مخمصے میں پڑ گیا تھا۔

''بات یہ ہے۔ عمران صاحب۔ میں چاہتا ہوں فی الحال آپ یہاں سے چلے جائیں۔ پھر کسی وقت آ جائیں۔ مجھے ڈر ہے کہ دوبارہ کوئی ہنگامہ کھڑا نہ ہو جائے۔''ـــــ غوری نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''کیا بکواس کر رہے ہو۔ کوئی ہنگامہ نہیں ہوگا۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔''ـــــ عمران نے تقریباً چنگھاڑتی ہوئی آواز میں کہا اور غوری سر پر پاؤں رکھ کر وہاں سے چلا گیا لیکن اس کی بات سن کر عمران کی چھٹی حس کسی ان جانے خطرے سے پھڑکنے لگی تھی۔

''کیا بات ہے ماسٹر۔ وہ کلرک آخر کیا بک رہا تھا۔ کیوں تمہیں

یہاں سے چلے جانے کا کہہ رہا تھا۔''ـــــ جوانا نے گرجتی ہوئی آواز میں کہا۔

''وہ ہمیں کلیو دے گیا ہے۔ تم ہوشیار رہو۔''ـــــ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ اسی لمحے کمرے کے دروازے کا ہینڈل گھوما۔ عمران کا ہاتھ بے ساختہ اور غیر ارادی طور پر کوٹ کی اندرونی جیب میں موجود اپنے ریوالور پر جا ٹکا۔ دروازہ بہت ہی آہستگی سے کھلا اور دو نقاب پوش آگے پیچھے اندر داخل ہو گئے۔ ان کے ہاتھوں میں جدید ساخت کی بھاری اسٹین گنیں چمک رہی تھیں۔ انہوں نے سیاہ چمڑے کی پتلونیں اور سرخ جیکٹیں پہن رکھی تھیں جبکہ چہروں پر سیاہ ماسک چڑھے ہوئے تھے۔

''جوانا۔ کم آن ڈاؤن۔ ہری اپ۔''ـــــ عمران نے جوانا کو صوفے کے دوسری طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔ عین اسی لمحے سیاہ پوشوں کی اسٹین گنیں پوری شدت سے تڑتڑانے لگیں۔ نصف سیکنڈ پہلے صوفے پر جس جگہ عمران اور جوانا موجود تھے وہ ان گنت گولیوں سے چھلنی ہو گیا تھا اور فوم اور پوشش کے ذرات اڑتے ہوئے پورے آفس روم میں پھیلتے چلے گئے۔ عمران نے فرش پر گرتے ہی دائیں سمت پڑے ایک چھوٹے صوفے کے پیچھے چھلانگ لگا دی۔ یہی حرکت جوانا نے بھی کی۔ اس کے بائیں سمت ایک ٹو سیٹر صوفہ لگا ہوا تھا۔ جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے متحرک ہوتے ہوئے اس صوفے کے عقب میں پناہ حاصل کی۔ حملہ آور دوسرا راؤنڈ فائر کرنے کی تیاری کر رہے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

تھے۔ لیکن عمران اپنا ریوالور کوٹ کی اندرونی جیب سے نکال چکا تھا۔ اس نے سامنے والے سیاہ پوش پر فائر داغ دیا۔ گولی اس کے سینے سے ٹکرائی لیکن بیکار ہو کر فرش پر لڑھک گئی۔ عمران آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔ انہوں نے بلٹ پروف جیکٹیں پہن رکھی تھیں۔

"ہارڈ کلرز کی ہٹ لسٹ کا سب سے بڑا شکار۔ عمران۔ بس اب تمہاری زندگی کے چند ہی لمحے باقی ہیں۔"——— سیاہ پوش نے سرد لہجے میں کہا اور اس صوفے کو اپنی اسٹین گن کی گولیوں سے روئی کی طرح دھنکنا شروع کر دیا جس کے پیچھے عمران چھپا ہوا تھا۔ خوش قسمتی سے گولیاں چلنے سے چند سیکنڈ پہلے عمران ایک لمبی چھلانگ لگا کر اڑتا ہوا مینجر کی میز کی آڑ میں چھپ گیا تھا۔

اسی لمحے جوانا نے ایک عجیب حرکت کی۔ اس نے بھاری بھرکم صوفہ اٹھا کر پوری قوت سے سیاہ پوشوں پر اچھال دیا۔ وہ جوانا کی اس غیر متوقع حرکت کے لئے قطعاً تیار نہیں تھے۔ نتیجتاً وہ دونوں وزنی صوفے تلے دب کر فرش پر ڈھیر ہو گئے۔ ان کی چیخوں سے آفس روم میں زبردست تھرتھراہٹ پیدا ہو گئی۔ عمران جوانا کی اس حرکت پر اسے داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ وہ اتنا پرجوش ہوا کہ فوراً اٹھ کر سیاہ پوشوں پر جھپٹ پڑا جو صوفے کے بوجھ تلے سے باہر نکلنے کی جدوجہد کر رہے تھے۔ اس دوران عمران بھی سنبھل کر ان کے سر پر آ چکا تھا۔ عمران نے جوانا کی پیٹھ تھپکی۔

"صوفہ ہٹا دو۔ ذرا ان کی خیریت معلوم کر لیں۔"——— عمران

نے جوانا سے کہا اور اس نے بآسانی صوفہ دھکیل کر پرے کر دیا۔ صوفے کے ہٹتے ہی وہ دونوں حیرت انگیز طور پر چمگادڑوں کی طرح اٹھے اور دروازے کی طرف لپکے۔

"یو بلڈی فول۔ دو گولیاں۔ تمہارے نام کی۔"——— عمران چیخا اور تقریباً اڑتا ہوا دروازے سے باہر ان کی طرف لپکا۔ وہ راہداری میں بے تحاشا انداز میں بھاگتے ہوئے ڈائننگ ہال کی طرف جا رہے تھے۔ عمران نے دوڑتی ہوئی حالت میں نشانہ باندھ کر ریوالور سے پچھلے والے سیاہ پوش کی ٹانگ پر فائر دے مارا۔ گولی اس کی ران چیرتی ہوئی نکل گئی۔ وہ بری طرح سے لڑکھڑا کر راہداری کی سائیڈ کی دیوار سے ٹکرایا لیکن پھر حیرت انگیز پھرتی سے سنبھل کر راہداری سے ایک طویل جست لگا کر باہر نکل گیا۔ جوانا عمران کے ساتھ ساتھ بھاگا آ رہا تھا۔

"اس دوسرے کو سنبھالو۔ میں اس زخمی کو دیکھوں گا جو باہر نکل گیا ہے۔"——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ چنانچہ جوانا نے تقریباً دس فٹ کے فاصلے سے پیچھے رہ جانے والے سیاہ پوش پر چھلانگ لگا دی۔ وہ اپنے پورے وزن کے ساتھ اس کے اوپر آن پڑا اور اسے بری طرح رگیدتا ہوا اپنے ساتھ فرش پر لے آیا۔ دوسرے لمحے جوانا نے اس پر تابڑ توڑ گھونسوں کی بارش کر دی۔

عمران راہداری سے نکل کر ڈائننگ ہال میں آیا تو زخمی ٹانگ والا سیاہ پوش لڑکھڑاتا ہوا لیکن بے تحاشا انداز میں بھاگتا ہوا ہال سے باہر نکل رہا تھا۔ اس کی ران سے نکلنے والے خون سے فرش پر ایک لمبی لکیر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

بنتی چلی جا رہی تھی۔ استقبالیہ کاؤنٹر اور پورا ڈائننگ ہال خالی پڑا تھا۔ غوری اور دیگر عملہ وہاں سے غائب ہو چکا تھا۔ داخلی دروازے کے بالکل سامنے پورچ میں ایک خاکستری رنگ کی ہیوی ویکل جیپ کھڑی تھی۔ سیاہ پوش نے اندھا دھند انداز میں ڈرائیونگ سیٹ پر چھلانگ لگائی۔ اسٹین گن ساتھ والی سیٹ پر پھینکی اور ساتھ ہی اگنیشن میں چابی گھما دی۔ جیپ جونہی ایک تیز گڑگڑاہٹ کے ساتھ اسٹارٹ ہوئی سیاہ پوش اسے خوفناک تیز رفتاری سے دوڑاتا ہوا ریسٹورنٹ کی عمارت سے باہر مرکزی شاہراہ پر لے آیا۔ اگلے لمحے جیپ شاہراہ پر بائیں سمت پوری تیز رفتاری سے بھاگتی چلی گئی۔

عمران کسی صورت بھی اس حملہ آور کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتا ہوا پارکنگ ایریا میں کھڑی اپنی ٹوسیٹر کی طرف گیا اور اسٹیرنگ وہیل سنبھالتے ہی اس نے ٹوسیٹر کو اسٹارٹ کر کے پوری تیزی سے بیک ریورس کیا اور مرکزی شاہراہ پر نکلتے ہی رفتار کی آخری حدود کو چھوتے ہوئے سیاہ پوش کی جیپ کے تعاقب میں لگ گیا جو تقریباً ایک فرلانگ دور جا چکی تھی۔ خوش قسمتی سے مرکزی شاہراہ پر اس وقت ٹریفک کا رش نہیں تھا۔ چنانچہ تعاقب میں کوئی مشکل بھی پیش نہیں آ رہی تھی۔ عمران کی ٹوسیٹر کی رفتار زیادہ تیز تھی۔ چنانچہ فاصلہ سیکنڈوں میں سمٹنے لگا۔ اسی دوران عمران نے واچ ٹرانسمیٹر سے کیپٹن شکیل کے واچ ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کیا۔ چند ہی لمحوں میں رابطہ قائم ہو گیا۔

”کیپٹن شکیل۔ اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور“ ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کیپٹن شکیل کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔ تم اس وقت کہاں ہو کیپٹن۔ اوور“ عمران نے تیز آواز میں پوچھا۔

”ماڈل ٹاؤن کے علاقے میں کیفے ڈی فرانس پر کافی پی رہا ہوں۔ آپ بتائیں۔ خیریت تو ہے۔ اوور“ ۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے چونکتی ہوئی آواز میں کہا۔

”ایک ایمرجنسی ہے۔ جلد سے جلد مرکزی شاہراہ پر پہنچو۔ یہاں گولڈن ٹاور کے سامنے ایک غیر ملکی ریسٹورنٹ ہے۔ عجیب سا نام ہے اس کا۔ شاید۔ ”شوابے کبابے“ اس ریسٹورنٹ کو فوراً سیل کر دو۔ عملے کا کوئی آدمی ہاتھ آئے تو پکڑ کر رانا ہاؤس پہنچا دو۔ جوانا بھی وہیں موجود ہے۔ اپنی مدد کے لئے صفدر وغیرہ میں سے کسی کو بلوا لو۔ لیکن وقت کم ہے۔ جتنی جلدی ممکن ہو سکے وہاں پہنچ جاؤ۔ اوور اینڈ آل“ ۔۔۔۔ عمران نے تیز تیز انداز میں بولتے ہوئے اسے ہدایت کی اور پھر ٹرانسمیٹر کا رابطہ منقطع کر دیا۔ سیاہ پوش کی جیپ اب ایک ذیلی سڑک پر جا رہی تھی۔

عمران نے بھی اسی ذیلی سڑک پر ٹوسیٹر موڑ دی۔ لیکن جونہی اس نے موڑ کاٹا۔ جیپ سے اسٹین گن سے اس پر گولیوں کا برسٹ مارا گیا۔ عمران نے انتہائی پھرتی اور مہارت سے ٹوسیٹر کو زگ زیگ کی شکل میں لہرایا۔ وہ خود تو گولیوں کی زد سے محفوظ رہا لیکن اس کے پیچھے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

آنے والے ایک ٹرک کی ونڈ اسکرین اور سامنے کی باڈی کا حصہ گولیوں سے چھلنی ہو گیا اور وہ بے قابو ہو کر فٹ پاتھ پر چڑھا اور ایک دھماکے سے آہنی پول سے ٹکرا کر رک گیا۔ وہاں افراتفری مچ گئی۔ بے شمار لوگ تباہ شاہ ٹرک کے گرد جمع ہونے لگے۔ اس کا ڈرائیور بھی شدید زخمی ہو گیا تھا۔

عمران نے اپنے ریوالور کا رخ آگے جاتی جیپ کے ٹائر کی طرف کیا اور یکے بعد دیگرے دو فائر داغ دیئے۔ ایک گولی جیپ کی باڈی پر لگی جبکہ دوسری سیدھی ٹائر میں جا گھسی۔ عقبی ٹائر ایک زوردار دھماکے کے ساتھ برسٹ ہو گیا اور پوری رفتار سے بھاگتی ہوئی جیپ توازن کھو کر سڑک کی درمیانی گرین بیلٹ پر چڑھ گئی اور گرین بیلٹ کا دو فٹ بلند آہنی جنگلہ توڑتی ہوئی مخالف سڑک پر چلی گئی۔ سامنے سے تیز ٹریفک آ رہی تھی۔ کئی گاڑیاں تیز رفتاری کے ساتھ جیپ پر آ چڑھیں۔ ہولناک دھماکوں سے پوری سڑک پر ہلچل، افراتفری اور شوروغل پھیل گیا۔ جیپ الٹ کر ہولناک انداز میں لڑھکتی اور گھسٹتی ہوئی پہلے مخالف سڑک کے فٹ پاتھ پر جا چڑھی اور پھر کئی پیدل چلتے راہ گیروں کو زخمی کرتی ہوئی سامنے ایک سپر سٹور کے بیرونی شیشے کو توڑتی ہوئی اندر جا گھسی۔ سڑک پر ٹریفک جام ہو گئی۔ لوگ دیوانہ وار جائے حادثہ کی طرف لپکنے لگے۔ شور اور چیخ و پکار کی آوازیں دور تک گونجنے لگیں۔

عمران نہایت تیزی سے اپنی ٹوسیٹر سے نکل کر جیپ کی طرف لپکا۔

جیپ بری طرح پچک چکی تھی۔ اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر سیاہ پوش

دھنسا ہوا تھا۔ اس کا پورا جسم زخمی ہو کر خون میں تر بتر ہو چکا تھا۔ وہ بے ہوش تھا۔ عمران نے ڈرائیونگ سیٹ والے دروازے کی ٹوٹی ہوئی کھڑکی سے اسے کھینچ کر باہر نکالا اور گھسیٹتا ہوا دوسری سمت سڑک پر اپنی ٹوسیٹر کے پاس لے آیا۔ کافی لوگ اس کے پیچھے آ رہے تھے۔

''اپنا کام کرو۔ یہ ایک غیر ملکی قاتل ہے۔ اور میں اسے قانون کے آہنی شکنجے میں جکڑ کر لے جا رہا ہوں۔'' ——— عمران نے دھمکتی ہوئی آواز میں لوگوں سے کہا تو وہ تیزی سے پیچھے ہٹ گئے۔ عمران نے بے ہوش سیاہ پوش کو ساتھ والی سیٹ پر دھکیل کر اسے سیٹ بیلٹ میں جکڑ دیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر رانا ہاؤس کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ جب رانا ہاؤس میں داخل ہوا تو جوانا وہاں پہنچ چکا تھا۔ اس نے عمران کو بتایا کہ دوسرا سیاہ پوش اس کے مکے کی تاب نہ لا کر اپنا نرخرہ تڑوا بیٹھا اور مر گیا۔ کیپٹن شکیل نے اس کی لاش سلاٹر ہاؤس کے مردہ خانے روانہ کر دی تھی۔ عمران کو اس کی بات سن کر قدرے مایوسی ہوئی۔

''اس کا زندہ گرفتار کیا جانا ضروری تھا۔ لیکن تم اور جوزف دونوں ہی ہمیشہ دشمن کو ٹھنڈا کر کے اپنا خون گرم کرنا پسند کرتے ہو۔'' عمران نے ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''ماسٹر۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ وہ فرار ہونا چاہتا تھا۔ مجبوراً مجھے اسے روکنے کے لئے اپنے مکے کو استعمال کرنا پڑا۔ اب یہ اس کی بدقسمتی کہ اس کا نرخرا ٹوٹ گیا۔'' ——— جوانا نے بے بسی کے انداز

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

میں جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ اس دوسرے کو بلیو روم میں پہنچاؤ۔ اور اسے ہوش میں لاؤ۔ خبردار اس پر اپنا آہنی مکہ نہ آزمانا۔ اور کیپٹن شکیل نے مجھے ابھی تک رپورٹ کیوں نہیں دی۔'' ——— عمران نے جوانا سے پوچھا۔

''ماسٹر۔ کیپٹن شکیل اور صفدر نے ''شوابے کبابے'' ریسٹورنٹ کو سیل کر دیا ہے۔ وہاں سے عملے کے تمام لوگ فرار ہو چکے ہیں۔ شاید جلد ہی کیپٹن شکیل آپ کو رپورٹ کرے۔'' ——— جوانا نے جواب دیا اور پھر وہ سیاہ پوش کا نقاب اتار کر اسے بلیو روم میں لے گیا۔ عمران نے دیکھا تو وہ ساگا تھا۔ ان حملہ آوروں کا لیڈر جنہوں نے گزشتہ رات شوابے کبابے ریسٹورنٹ میں ان پر فائرنگ کی تھی اور جس سے جوزف شدید زخمی ہو گیا تھا۔ کولیٹ بھی ان حملہ آوروں کی ایک ساتھی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ساگا کی شکل میں ایک اہم سراغ اس کے ہاتھ لگا تھا۔ عمران غسل کر کے تازہ دم ہو کر واش روم سے باہر نکلا تو کیپٹن شکیل کی کال واچ ٹرانسمیٹر پر موصول ہوئی۔

''عمران بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور۔'' ——— عمران نے کال موصول کرتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ وہ سیاہ پوش تو جوانا کے ہاتھوں مارا گیا۔ میں نے اس کی لاش سلاٹر ہاؤس کے مردہ خانے پہنچا دی ہے۔ وہ ایک مشہور مقامی قاتل طیفا تھا۔ شاید اب تک بیس سے زائد قتل کر چکا تھا۔ اس کے علاوہ شوابے کبابے ریسٹورنٹ کو بھی میں نے اور صفدر نے

سروس کے ساتھ مل کر سیل کر دیا ہے۔ وہاں سے عملے کے تمام بھاگ چکے تھے۔ بہرحال کمانڈوز یہاں نگرانی پر مامور ہیں۔ اوور'' کیپٹن شکیل نے عمران کو مکمل رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں کوئی خفیہ قاتل تنظیم میدان میں کود چکی ہے۔ کرنل نعمان کو اس کی فیملی سمیت انتہائی وحشت ناک طریقے سے ہلاک کیا گیا ہے۔ اور گزشتہ رات ہم پر شوابے کبابے ریسٹورنٹ میں ایک خوفناک قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے۔ اب دوسرا حملہ کیا گیا ہے۔ قاتلوں کے لیڈر کو میں نے قابو کر لیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود پوری سیکرٹ سروس کو الرٹ ہو جانا چاہیے۔ تم ایسا کرو کہ صفدر کے ساتھ مل کر شوابے کبابے ریسٹورنٹ کے مالک اور مینجر کا سراغ لگانے کی کوشش کرو اور جونہی کوئی سراغ ملے فوراً مجھے رپورٹ دو۔ اوور اینڈ آل۔'' عمران نے کیپٹن شکیل کو ہدایت دیتے ہوئے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا رابطہ منقطع کر کے بلیو روم کی طرف بڑھ گیا۔

''اسے آکسیجن ماسک اور گلوکوز کی بوتل لگاؤ۔ اس کا بہت زیادہ خون بہہ چکا ہے۔'' ——— عمران نے بلیو روم پہنچ کر ساگا کی ابتر حالت دیکھتے ہوئے جوانا سے کہا۔ چنانچہ وہ آکسیجن سلنڈر اور گلوکوز کی بوتل کا سٹینڈ وہاں لے آیا۔ عمران نے خود ہی اسے آکسیجن کا ماسک اور گلوکوز کی بوتل لگا دی۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد ساگا ہوش میں آیا۔

''تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے۔ پاکیشیا میں کس مقصد سے آئے ہو۔ اور کرنل نعمان کی فیملی کے اندھے قتل سے تمہارا کیا تعلق ہے۔ جو

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

بھی بتانا سچ بتانا۔" ــــــ عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"ہم ہارڈ کلرز ہیں مسٹر علی عمران۔ بس اس سے زیادہ نہ میں کچھ جانتا ہوں نہ بتا سکتا ہوں۔" ــــــ ساگا نے زہریلی مسکراہٹ سے کہا۔

"تم اس ہیرو باڈی بلڈر کو دیکھ رہے ہو۔ یہ اب تک تم جیسے سینکڑوں ہارڈ کلرز کی ہڈیاں، پسلیاں برابر کر چکا ہے۔ تم زبان نہیں کھولو گے تو سمجھو تمہارا آخری وقت قریب ہے۔" ــــــ عمران نے پاس کھڑے جوانا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔ لیکن اسی لمحے ساگا کے منہ سے "کھڑچ" کی آواز نکلی اور اس کے منہ سے سبز رنگ کی جھاگ بہنے لگی۔ اس کی آنکھیں حلقوں سے باہر نکل آئیں اور ایک لمحے میں گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔ اس کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہوتا چلا گیا۔ اس نے اپنے منہ میں چھپایا ہوا کیپسول نگل لیا تھا جس میں سریع الاثر زہر بھرا ہوا تھا۔ محض پانچ سیکنڈ کے مختصر ترین وقت میں اس کی موت واقع ہو گئی۔

سپیشل ہسپتال کے کمرے میں سفید بستر پر وہ بے ساکت وصامت پڑی تھی۔ اس کا چہرہ زرد ہو چکا تھا۔ بے حد خوبصورت اور نازک سی وہ عورت شالیہ تھی۔ پاکیشیا کی سپر ماڈل اور ٹاپ گلوکارہ۔ سامنے ٹی وی پر جو چینل چل رہا تھا اس میں وہ ایک پروگرام میں سروں میں موسیقی کے ساتھ نغمہ سرا تھی۔ شالیہ ایک عمدہ ماڈل گرل ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد سریلی گلوکارہ بھی تھی۔ اس وقت وہ ہسپتال کے بیڈ پر ساکت پڑی ہوئی تھی۔ کمرے کے باہر کچھ افراد دکھی اور افسردہ حالت میں ٹہل رہے تھے۔ ہر دس منٹ کے بعد ایک ڈاکٹر آ کر شالیہ کی نبض اور دل کی دھڑکن چیک کر لیتا تھا۔ اور پھر مایوسی سے سر ہلاتا ہوا رخصت ہو جاتا تھا۔ بیڈ کے اطراف میں مشینری کے ساتھ خون اور گلوکوز کے اسٹینڈز تھے جن سے خون اور گلوکوز کی بوتلیں لٹک رہی تھیں۔ قطرہ قطرہ کر کے خون اس کی رگوں میں منتقل ہو رہا تھا۔ لیکن

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اس کی حالت ہر گزرتے لمحے اچھی ہونے کی بجائے بگڑ رہی تھی۔ کارڈیو گراف کی لکیر لمحہ بہ لمحہ بدل رہی تھی اور اب اس میں اچھال کم ہوتا جا رہا تھا۔

ڈاکٹروں کی ایک پوری ٹیم اس کی نگرانی پر متعین تھی۔ لیکن اس کی زندگی کی طرف سے امید کی کرن ختم ہوتی جا رہی تھی۔ یکایک کارڈیو گراف کی لکیر بالکل سیدھی ہو گئی۔ ڈیوٹی پر موجود نرس نے بٹن دبایا اور دل کو دوبارہ حرکت میں لانے کی بھرپور کوشش کی مگر دل نے نہ چلنا تھا نہ چل سکا۔ جب ڈاکٹر صدیقی کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے آ کر شالیہ کے چہرے پر سفید چادر ڈال دی۔ یہ دیکھ کر کمرے میں موجود افراد رونے لگے۔ چند منٹ بعد یہ خبر ہسپتال کے باہر موجود ہزاروں افراد تک پہنچی تو کوئی آنکھ ایسی نہیں تھی جس میں آنسو نہ ہوں۔

عمران بھی اس وقت اتفاق سے سپیشل ہسپتال میں تھا۔ وہ جوزف کو دیکھنے آیا تھا جو اسی ہسپتال میں ڈاکٹر صدیقی کے زیر علاج تھا۔ ڈاکٹر صدیقی نے عمران کو شالیہ کی موت کے بارے میں بتایا تو اسے بھی بے حد صدمہ ہوا۔ کچھ دیر بعد پاکیشیا کے ذرائع ابلاغ ملک کی اس ہر دلعزیز فنکارہ کی جوان مرگی کی خبر نشر کر رہے تھے۔ شالیہ لاکھوں دلوں کی دھڑکن تھی۔ قاتلوں نے اس کو مار کر ملک کو ایک عظیم فنکارہ سے محروم کر دیا تھا۔ وہ مسلسل چوبیس گھنٹے زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہی۔ بار بار ہوش میں آتی اور پھر بے ہوش ہو جاتی تھی اور آخر کار اس کی بے ہوشی ابدی نیند میں تبدیل ہو گئی۔ اس کے چاہنے والے لاکھوں

ں کی دن رات کی دعائیں کام نہ آئیں۔ عمران کے خیال میں وہ رز کا نشانہ بنی تھی کیونکہ اس سے پہلے بھی انہوں نے شالیہ کو اغوا نے کی کوشش کی تھی لیکن انٹیلی جنس کے کمانڈوز کی بر وقت کارروائی سے وہ بچ گئی تھی۔ البتہ اس مرتبہ ہارڈ کلرز اسے ٹھکانے لگانے میں کامیاب ہو گئے۔

خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ رات شالیہ اپنے بیٹے کے ہمراہ ایک نائٹ شو سے واپس آ رہی تھی۔ گاڑی اس کا ڈرائیور چلا رہا تھا۔ شالیہ بے حد خوش تھی کیونکہ آج کا گرینڈ میوزیکل شو اس کی زندگی کے چند کامیاب ترین شوز میں سے ایک تھا۔ اور اس بے پناہ خوشی کے موقع پر وہ شہر کے سب سے عالی شان ریسٹورنٹ میں اپنے بیٹے کے ساتھ ڈنر کرنا چاہتی تھی۔ گاڑی ڈرائیور چلا رہا تھا۔ اگلی سیٹ خالی تھی۔ شالیہ اپنے بیٹے کے ساتھ عقبی سیٹ پر بیٹھی تھی۔ شہر کے سب سے مہنگے اور خوبصورت ترین ریسٹورنٹ کیفے ڈی فرانس کے پارکنگ ایریا میں ڈرائیور نے کار روکی۔ جونہی شالیہ گاڑی سے باہر نکلی تو کار کے عین پیچھے رکنے والی سیاہ کمانڈو بائیک پر سے لمبا تڑنگا سفید فام نوجوان اترا۔ وہ مالکو تھا۔ کارٹل کے ہارڈ کلرز کا ایک اہم ترین رکن۔ اس نے اپنی جیکٹ کے اندر سے ٹیلی سکوپ رائفل برآمد کی اور پانچ فٹ کے فاصلے سے شالیہ پر گولیوں کا ایک برسٹ فائر کیا۔ بے شمار گولیاں شالیہ کے جسم کے مختلف حصوں میں اترتی چلی گئیں۔ وہ ہولناک چیخوں کے ساتھ سڑک پر گری اور تڑپنے لگی۔ اس کا پانچ سالہ

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

کارٹل نہایت طیش کے عالم میں اپنے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر غیض و غضب اور شدید غصے کے تاثرات صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے قریب ہی صوفے پر ایک بھاری جسم کا ادھیڑ عمر شخص سفید سوٹ میں ملبوس بیٹھا تھا۔ وہ سر سے گنجا تھا اور اس کا چہرہ فٹ بال کی طرح گول اور بہت بڑا تھا۔ کارٹل سگار کے کش لگاتا ہوا شدید تذبذب اور اضطراب کی حالت میں کمرے کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک ٹہل رہا تھا۔ اچانک وہ سفید سوٹ والے شخص کے قریب رک گیا۔

''چغتائی۔ تم دیکھ رہے ہو کہ کیا ہو رہا ہے۔ میرے ہارڈ کلرز کو مکمل کامیابی حاصل نہیں ہو رہی۔ مالکو نے شالیہ کو تو موت کے گھاٹ اتار دیا لیکن اس کا بیٹا بچ گیا اور مالکو دم دبا کر وہاں سے بھاگ نکلا۔ اگر ہمارے ہارڈ کلرز اسی طرح ادھورا مشن انجام دے کر بھاگتے رہے تو

پھر انہیں ہارڈ کلرز کہنا فضول ہے۔''—— کارٹل نے سگار فرش پر پھینک کر اسے اپنے پاؤں تلے کچلتے ہوئے نہایت ہی غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں تمہاری کیفیت سمجھ سکتا ہوں کارٹل۔ میں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے ہارڈ کلرز پر انحصار کرنے کے بجائے خود ہی میدان میں کود جاؤ۔ اس طرح کم از کم تمہیں مایوسی تو نہ ہو گی۔''—— چغتائی نامی موٹے شخص نے کارٹل کو سنجیدگی سے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''یہی کرنا ہو گا۔ لیکن اس سے پہلے ڈاکٹر گل جان اور اس کی فیملی کا قتل ضروری ہے۔ میں نے اپنے ساتھ والا پانچ سو ایکڑ اراضی پر مشتمل فارم ہاؤس اسی لئے تمہیں خرید کر دیا تھا کہ تمہاری ڈاکٹر گل جان سے دوستی ہے۔ اب اس دوستی کا بھرپور فائدہ حاصل کرتے ہوئے تمہیں ڈاکٹر گل جان کا فیملی سمیت نام و نشان مٹا دینا ہے۔ اور یہ کام دو دن کے اندر اندر ہونا چاہیے ورنہ پھر تم فارم ہاؤس چھوڑ کر چلے جاؤ۔''—— کارٹل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''تم فکر نہ کرو کارٹل۔ میں نے تمام بندوبست کر لیا ہے۔ کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر گل جان اپنی فیملی سمیت میرے فارم ہاؤس آنے والا ہے۔ وہ تین دن تک یہاں چھٹیاں منائے گا۔ اور اس دوران میں اسے اس کے خاندان سمیت موت کی ایسی بھیانک نیند سلاؤں گا کہ دیکھنے والے خوف سے کانپنے لگیں گے۔''—— چغتائی نے ایک مکروہ مسکراہٹ اپنے چہرے پر پھیلاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

''اب مجھے اجازت دو کارٹل۔ بہت جلد تمہیں ڈاکٹر گل جان اور اس کی فیملی کے قتل کی خوشخبری مل جائے گی۔'' ـــــ چغتائی نے سرد لہجے میں کہا اور پھر کارٹل سے مصافحہ کر کے باہر نکل آیا۔ کارٹل کے فارم ہاؤس کے ساتھ ہی اس کا فارم ہاؤس تھا۔ شہر سے کچھ فاصلے پر واقع ایک پانچ سو ایکڑ کے وسیع رقبے پر محیط یہ فارم ہاؤس بے حد دلفریب اور پرفضا مقام تھا۔ چغتائی ایک کامیاب سیاستدان تھا اور اٹامک انرجی ایجنسی کے چیئر مین ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر گل جان کے ساتھ اس کے گہرے خاندانی تعلقات قائم تھے۔ چغتائی نے ڈاکٹر گل جان کو کچھ چھٹیاں اپنے اس فارم ہاؤس پر گزارنے کی دعوت دی تھی جسے ڈاکٹر گل جان نے قبول کر لیا تھا اور سہ پہر کو وہ اپنی فیملی سمیت وہاں پہنچ گئے تھے۔

چغتائی نے ڈاکٹر گل جان اور اس کی فیملی کا گرمجوشی سے استقبال کیا تھا۔ اگلی صبح ڈاکٹر گل جان کی پندرہ سالہ بیٹی ندا گھڑ سواری کرنے چلی گئی۔ لیکن وہ شام تک فارم ہاؤس پر واپس نہ لوٹی تو ڈاکٹر گل جان سمیت اس کی فیملی کے لوگ پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ ڈاکٹر گل جان کی بڑی بیٹی نازش اپنے والدین کی اجازت سے موٹر سائیکل پر سوار ہو کر چھوٹی بہن ندا کو ڈھونڈنے نکل پڑی اور وسیع و عریض فارم ہاؤس کے گرد واقع سڑکوں پر چکر لگاتی ہوئی ایک قریبی فارم ہاؤس کے مالک نیازی کے ہاں پہنچ گئی۔ نیازی کی بیٹی بھی لڑکیوں کے گروپ کے ساتھ گئی تھی لہٰذا نازش یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ لڑکیوں کی پارٹی واپس آئی

ہے یا نہیں۔

نیازی نے اپنے فارم ہاؤس کے اس پار نظر دوڑائی جدھر سے لڑکیوں کا گروپ نمودار ہو کر عام طور پر ایک دوسرے سے جدا ہوتا تھا۔ لیکن وہاں کوئی نظر نہیں آیا۔

''آج پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ گھڑ سوار لڑکیوں کی واپسی میں اتنی تاخیر ہوئی ہے۔ کیا تمہاری بہن ندا پہلی مرتبہ گھڑ سواری کے لئے لڑکیوں کے اس گروپ کے ساتھ گئی ہے۔'' ـــــ نیازی نے تشویش کن لہجے میں پوچھا۔

''اس علاقے میں تو وہ پہلی مرتبہ ہی گئی ہے۔ لیکن شہر میں وہ اکثر ریس کورس پارک میں گھڑ سواری کے لئے جاتی ہے۔ اسے گھڑ سواری کا جنون کی حد تک شوق ہے۔ یہاں انکل چغتائی کے تقریباً سب ہی لوگ واقف ہیں جن کی بیٹیاں گھڑ سواری کے لئے جاتی ہیں۔ خود آپ کی بیٹی بھی تو اس گروپ میں شامل ہے۔'' ـــــ نازش نے گلوگرفتہ آواز میں کہا۔

''اسی لئے تو میں بھی پریشان ہوں۔ بہرحال تم گھر جاؤ۔ میں اپنے ملازموں کو بھیج کر صورتحال کا پتہ کراتا ہوں۔'' ـــــ نیازی نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا اور اپنی بہن کی طرف سے پریشان حال نازش موٹر سائیکل پر سوار ہو کر چغتائی کے فارم ہاؤس کی طرف واپس روانہ ہو گئی۔ چغتائی کے فارم ہاؤس پر اس کی ماں ایک پڑوسی سے ندا کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ وہ پڑوسی دراصل کارٹل کا آدمی تھا اور دنیا کا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

سفاک ترین قاتل تھا۔ اس نے انہیں نفی میں جواب دیا۔ یعنی وہ ندا وغیرہ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ نازش نے اپنی ماں کو نیازی کے بارے میں بتایا کہ جن کی اپنی بیٹی بھی لڑکیوں کے اس گروپ میں شامل تھی جو گھڑ سواری کے لئے گئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد نیازی بھی وہاں پہنچ گیا۔

''مسز خان۔ سچ پوچھیں تو میں خود اپنی بیٹی کی وجہ سے بے حد پریشان ہوں۔ میں نے اپنے ملازمین کو بھی اس سمت روانہ کیا ہے جدھر وہ لڑکیاں روزانہ گھڑ سواری کے لئے جاتی ہیں۔ ان میں سے چند نے واپس آ کر اطلاع دی ہے کہ گھڑ سوار لڑکیوں کے گروپ کا ادھر کوئی سراغ نہیں ملا۔ میں تو پولیس میں رپورٹ کرنے والا ہوں۔'' نیازی نے بے حد فکر مندی سے کہا۔ اس کی بات سن کر نازش اور اس کی ماں مزید پریشان ہوگئی تھیں۔

''مما۔ میں ایک بار پھر ندا اور اس کے گروپ کی تلاش میں جا رہی ہوں۔'' ـــــ نازش نے رندھیائی ہوئی آواز میں اپنی ماں سے کہا اور پھر وہ موٹر سائیکل پر سوار ہو کر وہاں سے دوبارہ روانہ ہوگئی۔ وہ جس طبقے سے تعلق رکھتی تھی اس طبقے کی لڑکیاں موٹر سائیکل فیشن کے طور پر چلاتی تھیں۔ نازش تھوڑی ہی دور گئی تھی کہ نوعمر لڑکوں کا ایک گروپ گھڑ سواری کرتا ہوا اچانک ایک نشیبی سبز قطعے سے نمودار ہو کر اس کے سامنے آ گیا۔

''ہے۔ گائیز۔ میری بات سنو۔ تم نے اس طرف چھوٹی لڑکیوں

ایک گروپ کو گھڑ سواری کرتے دیکھا ہے۔'' ـــــ نازش نے چیخ کر ان سے پوچھا تو وہ رک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''یہاں تو چھوٹی بڑی لڑکیوں اور لڑکوں کے کئی گروپ گھڑ سواری کرتے ہیں ڈیشنگ ڈول۔ پتہ نہیں تم کس گروپ کی بات کر رہی ہو۔ ویسے اگر تم چاہو تو ہمارے گروپ میں شامل ہو کر روزانہ اس وقت گھڑ سواری کر سکتی ہو۔ ہم تمہیں زبردست گھڑ سوار بنا دیں گے۔'' ـــــ ایک ٹین ایج لڑکے نے شریر مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور اس کی بات پر اس کے دیگر ساتھی شرارت آمیز قہقہے لگانے لگے۔

''شٹ اپ یو ایڈیٹ۔ میرے خیال میں تم منہ لگانے کے بھی قابل نہیں۔ بگڑے لوگوں کی بگڑی نسل۔'' ـــــ نازش نے ہونٹ بھینچتے ہوئے نفرت آمیز لہجے میں کہا اور موٹر سائیکل موڑ کر دوسری طرف نکل گئی۔ وہ نہایت پریشانی کے عالم میں گرد آلود سڑکوں پر اپنی بہن ندا کو تلاش کر رہی تھی۔ اس علاقے میں ہر طرف وسیع و عریض اور سرسبز و شاداب فارم ہاؤسز پھیلے ہوئے تھے۔ اور سڑکوں کا ایک جال سا وہاں بچھا ہوا تھا۔ نازش سوچ رہی تھی کہ اس کے ماں باپ بھی بہت زیادہ پریشان ہو رہے ہوں گے۔ ویسے اتنا تو وہ جانتی تھی کہ اس علاقے میں گم شدگی کا کوئی خطرہ نہیں۔ کیونکہ ندا کے گروپ کی لڑکیاں انہی فارم ہاؤسز میں رہتی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود کسی حادثے کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس علاقے میں جابجا پہاڑیوں، ٹیلوں اور گھاٹیوں کے علاوہ درختوں کی بہتات اور اونچی گھاس کی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

وجہ سے کوئی شخص کسی کی نظروں میں آئے بغیر میلوں دور تک کا سفر کر سکتا تھا۔

نازش انتہائی پریشانی کے عالم میں پورے علاقے میں موٹر سائیکل دوڑاتی پھر رہی تھی لیکن اسے اپنی بہن کا کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا۔ اس کے دل و دماغ افسردگی سے بھر چکے تھے۔ اچانک اس کی موٹر سائیکل کے انجن میں کوئی گڑبڑ پیدا ہوگئی۔ اور اس کے خیالات منتشر ہوگئے۔ لیکن تھوڑی ہی جدو جہد کے بعد انجن دوبارہ اسٹارٹ ہوگیا اور وہ مزید گھومنے کے بجائے اپنے میزبان چغتائی کے فارم ہاؤس کی طرف واپس روانہ ہوگئی۔ راستے میں اسے نیازی پھر نظر آیا جو اپنے فارم ہاؤس کے پائیں باغ میں اپنے ملازموں کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر نازش سمجھ گئی کہ ندا کا گروپ ابھی تک واپس نہیں آیا ہے۔ ابھی وہ کچھ ہی آگے بڑھی تھی کہ اچانک درختوں کے ایک جھنڈ کے اندر سے ایک لمبا تڑنگا مقامی شخص نمودار ہوکر اس کے سامنے آ گیا۔ یہ وہی شخص تھا جس سے اس کی ماں نے ندا کے بارے میں معلوم کیا تھا اور اس نے نفی میں جواب دیا تھا۔ اس وقت اس کے ہاتھ میں ایک ٹیلی سکوپ رائفل نظر آ رہی تھی جس پر سائیلنسر لگا ہوا تھا۔ درختوں کے جھنڈ سے باہر آتے ہی اس نے رائفل سے نازش پر گولیوں کی بارش کر دی۔ وہ بے شمار گولیوں سے چھلنی ہوکر دلخراش انداز میں چیختی اور بری طرح سے تڑپتی ہوئی ایک قریبی گڑھے میں جا گری۔ اس کی موٹر سائیکل بھی لڑھکتی ہوئی اسی گڑھے میں اس کے اوپر جا گری۔

سفاک قاتل آناً فاناً اسی درختوں کے جھنڈ میں غائب ہوگیا۔

نیازی نے ٹیلی فون پر پولیس کو لڑکیوں کے گروپ کی گمشدگی کے بارے میں آگاہ کر دیا تھا اور پولیس وہاں پہنچنے ہی والی تھی۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد پولیس کی چار گاڑیاں نیازی کے فارم ہاؤس پر پہنچ چکی تھیں۔ شہر کا پولیس چیف خود فورس کے ہمراہ وہاں آیا۔ گھڑ سوار لڑکیوں کے گروپ کی گمشدگی کے بارے میں نیازی نے تفصیلاً اسے آگاہ کیا۔ ڈاکٹر گل جان اور ان کی بیگم کے علاوہ دیگر لڑکیوں کے والدین اور رشتے دار بھی وہاں جمع ہو چکے تھے۔ ندا سمیت وہ پانچ لڑکیوں کا گروپ تھا۔ ڈاکٹر گل جان نے پولیس چیف کو یہ بھی بتایا کہ ان کی بڑی بیٹی نازش جو چھوٹی بہن کی تلاش میں موٹر سائیکل پر گئی تھی وہ بھی کافی دیر سے لاپتہ ہے۔ اس کے سیلولر فون پر رابطہ کیا گیا لیکن رنگ تو ہو رہی تھی مگر فون کال اٹینڈ نہیں کی جا رہی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ نازش بھی کسی مشکل میں پڑ چکی ہے۔ چنانچہ پولیس چیف کے حکم پر پولیس فورس نے فوراً ہی گمشدہ لڑکیوں کی تلاش شروع کر دی۔

پولیس کو جلد ہی ایک گڑھے میں نازش کی گولیوں سے چھلنی لاش اور موٹر سائیکل مل گئی۔ یہ منظر دیکھ کر ڈاکٹر گل جان اور ان کی بیوی دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ دیگر لوگوں کی حالت بھی ابتر نظر آنے لگی۔ کیونکہ یہ واضح ہوگیا تھا کہ دیگر نوعمر لڑکیوں کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی حادثہ پیش آیا ہوگا۔ اب پولیس فورس نے ان کی تلاش شروع کر دی۔ ایک فارم ہاؤس کی مالکہ مسز شمیم نے پولیس کو بتایا کہ اس نے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اپنے کچن کی کھڑکی سے نازش کو قصبے کی سڑک نمبر چار کی طرف جاتے دیکھا تھا اور اس کے تقریباً دو منٹ بعد ہی سبز رنگ کی ایک پک اپ بھی اسی طرف گئی تھی۔ وہ ایک جدید ماڈل کی ڈاج تھی۔ سڑک نمبر چار مسز شمیم کے فارم ہاؤس سے صرف چند سو گز کے فاصلے پر واقع تھی اور گھر کی عمارت کے اندر سے بھی صاف نظر آتی تھی۔ ان کے گھر کی عمارت فارم ہاؤس کے تقریباً وسط میں تعمیر کی گئی تھی۔ لیکن یہ ایک ناکافی ثبوت تھا۔ محض سبز رنگ کی ڈاج پک اپ سے یہ کیسے معلوم کیا جا سکتا تھا کہ نازش کا قاتل کون ہے۔

پولیس نے اپنی تلاش کو وسیع پیمانے پر پھیلا دیا۔ گمشدہ نوعمر لڑکیوں کے والدین اور رشتے دار وغیرہ بھی اپنے طور پر اس تلاش میں مصروف ہو گئے۔ فارم ہاؤسز کے اس وسیع و عریض قصبے کے علاوہ اردگرد کے علاقوں میں بھی سراسیمگی اور ہلچل مچ گئی تھی۔ وسیع پیمانے پر تلاش بسیار کے باوجود پانچوں نوعمر لڑکیوں کے گروپ کا کوئی ہلکا سا سراغ بھی نہ مل پا رہا تھا اور نہ ہی ان کے گھوڑوں کا کچھ پتہ چل رہا تھا۔ تمام لڑکیوں کی عمریں دس سے پندرہ سال کے درمیان تھیں۔ پولیس فورس کے علاوہ سب لوگ اس مخمصے میں مبتلا تھے کہ ان لڑکیوں کا آخر کیا حشر ہوا۔ وہ اچانک کہاں لاپتہ ہو گئیں۔ انہیں آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی۔ یہ ایک ایسا سوالیہ نشان تھا جس کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا۔ ڈاکٹر گل جان اور ان کی بیوی کی حالت سب سے زیادہ خراب تھی۔ کیونکہ ان کی ایک بیٹی کی لاش دریافت ہو چکی تھی جبکہ دوسری بیٹی کا

کوئی سراغ ہی نہ مل رہا تھا۔ پولیس چیف کافی تلاش کے بعد قدرے مایوس ہو چکا تھا اور اس نے انٹیلی جنس ایجنسی کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان سے اس معاملے میں بات چیت کرنے اور مدد حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ وہ اپنی جیپ کے وائرلیس سے سر رحمان کے فون پر ہاٹ لائن پر رابطہ قائم کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں رابطہ قائم ہو گیا۔

"رحمان فرام آئی بی۔ اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے سر رحمان کی گرجدار آواز سنائی دی۔

"پولیس چیف کالنگ یو سر۔ ایک بہت ہی اہم اور سنگین معاملہ آن پڑا ہے سر۔ اس لئے آپ سے رابطہ کرنا ضروری تھا"۔۔۔ پولیس چیف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر مختصر طور پر سر رحمان کو ڈاکٹر گل جان کی بیٹی نازش کے بہیمانہ قتل اور پانچ لڑکیوں کی پراسرار گمشدگی کے بارے میں آگاہ کیا۔

"اوہ۔ یہ واقعی بہت نازک معاملہ ہے۔ ڈاکٹر گل جان اٹامک انرجی کمیشن کے چیئرمین ہیں۔ کوئی بہت بڑی اور گہری سازش کھیلی جا رہی ہے۔ تم ایسا کرو کہ فوری طور پر ڈاکٹر گل جان اور ان کی بیگم کو اپنی کسٹڈی میں لے لو اور سخت حفاظتی اقدامات کرو۔ انہیں کسی صورت تنہا نہ چھوڑا جائے۔ میں حالات کا جائزہ لینے کے لئے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو وہاں بھیج رہا ہوں۔ اس کی رپورٹ کے بعد ہم مزید اقدامات کریں گے۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ دوسری طرف سے سر رحمان نے چونکتی ہوئی آواز میں کہا اور پھر ہاٹ لائن کا رابطہ منقطع ہو گیا۔ تقریباً آدھے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

گھنٹے بعد سوپر فیاض اپنی جیپ میں وہاں پہنچ گیا۔ پولیس چیف نیازی کے فارم ہاؤس پر موجود تھا۔ اس نے فیاض کو تمام حالات و واقعات سے تفصیل کے ساتھ آگاہ کر دیا۔ فیاض نے بھی تفصیلی جائزہ لینے کے بعد انٹیلی جنس ایجنسی کے دو گن شپ ہیلی کاپٹر اور کچھ کمانڈوز وہاں بلوا لئے۔ کچھ ہی دیر میں کمانڈوز ہیلی کاپٹروں میں نیچی پرواز کرتے ہوئے پورے علاقے میں گمشدہ لڑکیوں کا سراغ لگانے میں مصروف ہو گئے۔ ان کے علاوہ پولیس فورس اور دیگر لوگوں نے ہر سو پھیل کر علاقے کا چپہ چپہ چھان مارا تھا۔ پولیس چیف کو یہ احساس تھا کہ انہیں بہت وسیع علاقہ چھاننا ہو گا۔ جبکہ رات کی تاریکی تیزی سے ہر سمت پھیل رہی تھی۔

پولیس چیف نے سوپر فیاض کو اس حقیقت سے بھی آگاہ کر دیا تھا کہ اس علاقے میں ایسی جگہیں بھی ہیں جہاں کوئی بھی ہفتوں تک کسی کی نگاہ سے چھپا رہ سکتا ہے اور یہ کہ اس علاقے میں پہاڑیوں، گھاٹیوں اور گھنے جنگلات نے جہاں گمشدہ لڑکیوں کے گروپ کی تلاش کو بھی کسی حد تک ناممکن بنا دیا۔ اسی طرح مجرموں کو ڈھونڈنے میں بھی یہی دشواریاں پیش آئیں گی۔ پولیس چیف کی باتیں سن کر اور خود حالات و واقعات کا جائزہ لینے کے بعد فیاض کو اس موقع پر عمران یاد آنے لگا۔ اگرچہ فیاض اس چیز کو اپنی ''شان'' کے خلاف سمجھتا تھا کہ وہ کسی کیس میں عمران کی مدد حاصل کرے لیکن یہاں اسے عمران کی معاونت ناگزیر دکھائی دے رہی تھی۔ ورنہ وقت برباد ہوتا اور کیس مزید

الجھتا چلا جاتا۔ یہ سب کچھ سوچ کر فیاض عمران کے سیلولر فون پر اس سے رابطہ کرنے لگا۔

''ہیلو۔ علی عمران اسپیکنگ۔ آپ کون۔''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے عمران کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''فیاض بول رہا ہوں ۔ مجھے تم سے ایک ضروری مسئلہ ڈسکس کرنا ہے۔ تم اس وقت کہاں ہو۔''۔۔۔۔۔ فیاض ان حالات میں بھی اپنے لہجے میں رعب و دبدبہ شامل کرنے سے باز نہیں آیا۔

''آہا۔ سوپر ہٹ۔ فیاض۔ بلکہ میگاہٹ فیاض۔ دیکھو میگا سوپر۔ اس وقت رات کو مجھے سڑکوں پر آوارہ گردی کرنے کے علاوہ اور کیا کام ہو سکتا ہے۔ پچھلے دنوں جوزف کو ایک کالی بنجارن نے شدید زخمی کر دیا تھا۔ اس کی تیمارداری کر کر کے میری صحت کا ستیاناس ہو گیا ہے۔ اور وہ سلیمان کا بچہ ہے ناں۔ وہ اب بھی مجھے ماش کی دال۔'' عمران نے اتنا ہی کہا تھا کہ فیاض نے زچ ہو کر اس کی بات کاٹ دی۔

''کان کھول کر سن لو عمران۔ معاملہ بے حد نازک ہے۔ تمہیں سنجیدہ ہونا پڑے گا۔''۔۔۔۔۔ فیاض نے تقریباً دہاڑتی ہوئی آواز میں کہا۔

''تمہاری بات سن کر میرے کان کھلے تو نہیں البتہ کھڑے ضرور ہو گئے ہیں۔ لیکن میں کھڑے کانوں سے بھی تمہاری بات سن سکتا ہوں۔ فرمائیے۔ فیاض حضور۔ میرے لئے کیا حکم مرگِ مفاجات ہے۔'' عمران نے دوسری طرف سے نستعلیق لہجے میں جواب دیا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

''اٹامک انرجی کمیشن کے چیئرمین ڈاکٹر گل جان کی بڑی بیٹی کو پراسرار انداز میں قتل کر دیا گیا ہے۔ دوسری بیٹی چار دیگر نو عمر لڑکیوں کے ساتھ لاپتہ ہے۔ یہ گھڑ سواری کی شوقین لڑکیوں کا ایک گروپ تھا۔ اور یہ واقعہ شہر کے مضافات میں واقع فارم ہاؤسز کے وسیع قصبے میں پیش آیا ہے۔ کیا مزید تفصیلات بھی بتاؤں۔ یا۔'' ـــــ فیاض نے سٹپٹائے ہوئے انداز میں کہا۔

''واقعہ تو واقعی سنگین ہے سوپر۔ لیکن تم وہاں کیسے پہنچ گئے۔ میرا مطلب ہے تمہیں وہاں کس نے بھیج دیا۔'' ـــــ عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''شاید تم بھول رہے ہو کہ میں آئی بی میں سپرنٹینڈنٹ کے ذمہ دارانہ عہدے پر فائز ہوں۔ اور مجھے تمہارے والد گرامی نے اس کیس کو ہینڈل کرنے کے لئے جائے واردات پر بھیجا ہے۔ اب اگر تم آنا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے۔ نہیں آنا چاہتے تب بھی ٹھیک ہے۔ میں ایکسٹو کو کال کر کے اپنی معاونت کے لئے سیکرٹ سروس کے کسی اور ممبر کو بلوا لیتا ہوں۔'' ـــــ فیاض نے گویا دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

''ارے نہیں پیارے سوپر۔ میرے ہوتے ہوئے تمہیں کسی اور کی معاونت حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ کسی اور کی معاونت حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں ابھی تمہاری طرف آ رہا ہوں سوپر۔'' ـــــ عمران نے گڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا۔

''جلدی آؤ۔ تمہاری صحت کی بحالی کے لئے تمہاری فیورٹ مائی پاٹھاں کے تندور سے دیسی گھی والا پراٹھا کھلاؤں گا۔ ساتھ ماش کی دال۔'' ـــــ فیاض بھی اس پر چوٹ کرنے سے باز آنے والا کہاں تھا۔ اور ساتھ ہی اس نے رابطہ منقطع کر دیا اور عمران کی جوابی چوٹ اس کے حلق میں ہی اٹک کر رہ گئی۔ عمران کو کال کرنے کے بعد فیاض دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ لیکن نہ تو کمانڈوز اور نہ ہی وہاں کے مقامی لوگوں کو گمشدہ لڑکیوں کا کوئی سراغ مل سکا تھا۔ پولیس چیف نے اپنے سارے ڈپٹی طلب کر کے تلاش کے کام پر مامور کر دیئے تھے۔ فیاض نے انٹیلی جنس کے دس کمانڈوز پر مشتمل شہ سواروں کا ایک اور دستہ بھی طلب کر لیا تھا تاکہ تلاش کا کام وہاں تک بھی پھیلایا جا سکے جہاں کسی گاڑی کا پہنچنا ناممکن تھا۔

مذکورہ بالا فورسز کے علاوہ مقامی فارم ہاؤسز کے باشندے بھی اس مہم میں شامل تھے۔ وہ سب ہی ارب پتی لوگ تھے اور ان کے پاس اپنے چھوٹے نجی طیارے اور ہیلی کاپٹر بھی تھے جن پر وہ گمشدہ لڑکیوں کے گروپ کو تلاش کرنے میں مصروف تھے۔ ظاہر ہے وہ کوئی عام لڑکیاں نہیں تھیں بلکہ پاکیشیا کے سب سے اونچے طبقے سے تعلق رکھتی تھیں۔ چنانچہ بہت سے نجی طیارے اور ہیلی کاپٹر ان کی تلاش میں فضا میں پرواز کرتے نظر آ رہے تھے اور یہ طیارے و ہیلی کاپٹر زمین کی کھوجی پارٹیوں سے مسلسل رابطے میں تھے۔

عمران کو کال کیے دو گھنٹے سے زیادہ گزر چکے تھے جبکہ فیاض کے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

خیال میں اسے زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں وہاں پہنچ جانا چاہیے تھا۔ کم از کم وہ عمران کو غیر ذمہ دار ہرگز نہیں سمجھتا تھا۔ اور پھر ایسے سنجیدہ معاملے میں اس سے غیر سنجیدگی کی توقع بھی ہرگز نہ رکھتا تھا۔ یقیناً کوئی ایسی غیر معمولی بات تھی جو عمران ابھی تک وہاں نہیں پہنچ سکا تھا۔ اس سلسلے میں وہ شدید تذبذب کا شکار ہو چکا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ سر سلطان سے اس بارے میں بات کرے۔ سر رحمان سے وہ اس لئے بات کرنے سے ڈر رہا تھا کہ کہیں وہ اسے ڈانٹ نہ پلا دیں کہ ان کی اجازت کے بغیر اس نے عمران کو کیوں بلایا۔ آخر اس نے سر سلطان سے ہی بات کرنے کا فیصلہ کر لیا اور ہاٹ لائن پر ان کے نمبر ملانے لگا۔ سلسلہ جلد ہی قائم ہو گیا۔

''سلطان اسپیکنگ''۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کی بھاری آواز سنائی دی۔

''سر۔ میں آئی بی سپرنٹنڈنٹ فیاض بول رہا ہوں۔ بات دراصل یہ ہے سر کہ فارم ہاؤسز کے قصبے سے پانچ نوعمر لڑکیوں کا ایک گروپ گھڑ سواری کرتے ہوئے شام کے اوقات میں پراسرار طور پر کہیں غائب ہو گیا ہے۔ ان لڑکیوں میں اٹامک انرجی کمیشن کے چیئرمین ڈاکٹر گل جان کی نوعمر بیٹی بھی شامل ہے۔ وہ اپنے ایک دوست چغتائی کی دعوت پر کچھ چھٹیاں گزارنے اس کے فارم ہاؤس پر اپنی فیملی سمیت آئے تھے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ڈاکٹر گل جان کی ایک بڑی بیٹی نازش کو اسی جگہ پراسرار اور وحشیانہ طریقے سے قتل کر دیا گیا ہے۔ اس

کی لاش مل چکی ہے لیکن گمشدہ لڑکیوں کا کوئی سراغ نہیں مل رہا۔ سر رحمان نے اس کیس کو ہینڈل کرنے کے لئے مجھے یہاں بھیجا تھا۔ حالات و واقعات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے میں نے مناسب سمجھا کہ عمران کو اپنی مدد کے لئے بلا لوں۔ قریباً اڑھائی گھنٹے قبل میری عمران سے فون پر بات ہوئی تھی اور اس نے یہاں آنے کا کہا تھا۔ لیکن وہ ابھی تک نہیں پہنچ سکا۔ میں نے سوچا کہ اس بارے میں آپ سے بات کر لوں۔''۔۔۔۔۔ فیاض نے تفصیل سے سر سلطان کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

''عمران کا وہاں نہ پہنچنا تشویش ناک ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ تشویش ناک بات یہ ہے کہ اس تمام معاملے کے پس پردہ کوئی گہری سازش کارفرما ہے۔ اس سے قبل کرنل نعمان کو فیملی سمیت قتل کیا جا چکا ہے۔ عمران وغیرہ پر بھی قاتلانہ حملہ ہو چکا ہے۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ پاکیشیا کی کوئی دشمن تنظیم یہاں حرکت پذیر ہے۔ میں ابھی ایکسٹو سے اس سلسلے میں بات کرتا ہوں۔ تب تک تم وہاں حالات کو کنٹرول کرو۔ اور خاص طور پر چغتائی نامی اس شخص پر گہری نظر رکھو جو ڈاکٹر گل جان کا دوست ہے۔ میرے خیال میں ان معاملات سے اس کا بھی گہرا تعلق ہو سکتا ہے۔''۔۔۔۔۔ سر سلطان نے اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔ ان کا لہجہ خاصا گمبھیر اور تشویش ناک تھا۔

''جی بہتر سر۔ میں آپ کے حکم پر عمل کروں گا۔ لیکن براہ کرم جلدی کچھ کیجئے۔ شاید میں اس کیس کو تنہا ہینڈل نہ کر سکوں۔''۔۔۔۔۔ فیاض

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

نے منمناتی ہوئی آواز میں کہا اور سر سلطان نے اوکے کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ فیاض سوچ رہا تھا کہ سر رحمان نے خواہ مخواہ اتنا الجھا ہوا کیس اس کے سر پر تھوپ دیا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ ایسے چکر دینے والے کیسوں کے لئے سیکرٹ سروس ہی مناسب ہے۔ ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اس کی ہاٹ لائن وائرلیس پر ایک کال موصول ہوئی۔ فیاض نے فوراً وہ وائرلیس کال موصول کی۔

''سپرنٹنڈنٹ فیاض آف انٹیلی جنس بیورو۔ اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور۔''۔۔۔۔۔ اس نے بارعب لہجے میں کہا۔

''ایکسٹو کالنگ یو۔ فیاض تمہاری کال ملتے ہی عمران تمہاری طرف روانہ ہو گیا تھا۔ اس نے خود مجھے کال کر کے مطلع کیا تھا کہ وہ تمہاری طرف جا رہا ہے۔ ابھی سر سلطان کی کال موصول ہوئی ہے۔ وہ بتا رہے تھے کہ عمران ابھی تک وہاں نہیں پہنچا۔''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے اپنی مخصوص غراہٹ نما آواز میں کہا۔

''لیس سر۔ میں خود بے حد پریشانی میں مبتلا ہوں کہ آخر عمران اب تک یہاں کیوں نہیں پہنچا۔ میں نے سر سلطان کو اپنی اس تشویش سے آگاہ کرنے کے لئے کال کی تھی۔''۔۔۔۔۔ فیاض نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ آخر عمران کے ساتھ کیا مسئلہ پیش آیا ہے۔ فی الحال میں صفدر اور جولیا کو تمہاری طرف بھیج رہا ہوں۔ سر سلطان نے یہ کیس سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر کر دیا ہے۔ لہٰذا صفدر اور جولیا

خود ہی اپنے طریقے سے ہینڈل کریں گے۔ تم اگر واپس آنا چاہو تو کسی کو اعتراض نہیں ہوگا۔''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے تحکمانہ انداز میں اس سے کہا۔

''جی بہتر سر۔ جو آپ کا حکم سر۔''۔۔۔۔۔ فیاض نے خندہ پیشانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا۔ وہ بے حد خوش تھا کہ اس دردِ سر سے نجات حاصل ہوئی۔ اس کی بات سن کر ایکسٹو نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے اندر اندر صفدر اور جولیا ایک سفاری جیپ میں وہاں پہنچ گئے۔ فیاض نے گرمجوشی سے انہیں خوش آمدید کہا اور پھر تمام حالات و واقعات کی تفصیلی رپورٹ انہیں تھما کر فوراً وہاں سے کھسک گیا۔ صفدر اور جولیا نے فوری طور پر اس حیرت انگیز معاملے کو ہینڈل کرنا شروع کر دیا۔

نوعمر گھڑ سوار لڑکیوں کے گروپ کی گمشدگی اب تک سب کے لئے ایک معمہ بنی ہوئی تھی۔ صفدر اور جولیا نے سراغ رسانی کے لئے تنویر، نعمانی، صدیقی، خاور اور چوہان کو بھی بلوا لیا تھا۔ وہ کیپٹن شکیل کو بھی بلوانا چاہتے تھے لیکن ایکسٹو نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ کچھ دیگر اہم معاملات میں مصروف ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آخر عمران کہاں چلا گیا ہے؟ لڑکیوں کی پراسرار گمشدگی کا سراغ لگانے کے لئے تقریباً پوری سیکرٹ سروس متحرک ہو چکی تھی۔ صفدر کے ہاتھ میں کمانڈ تھی اور اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ لڑکیاں خود کہیں غائب نہیں ہوئیں بلکہ انہیں غائب کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر گل جان کی بیٹی نازش کا قتل

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اس بات کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ معاملہ بہت زیادہ سنگین ہو چکا تھا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران الگ الگ ہیلی کاپٹروں پر مختلف سمتوں میں پھیل گئے۔ اندھیرا چونکہ بہت زیادہ گہرا ہو چکا تھا اس لئے ہیلی کاپٹروں کی نچلی سمت نصب شدہ تیز سرچ لائٹس روشن کر دی گئی تھیں جس سے دور دور تک کا علاقہ دن کے اجالے میں تبدیل ہو گیا تھا۔ لیکن صبح پو پھٹنے کے وقت وہ تھکے ہارے ناکام واپس لوٹ آئے۔ نیازی کے فارم ہاؤس کو انہوں نے اپنا ٹھکانہ بنایا تھا۔ لڑکیوں کے گروپ کا کوئی سراغ نہیں مل سکا تھا۔

ذرائع ابلاغ میں گمشدہ لڑکیوں کے والدین نے اپنی بیٹیوں کا سراغ لگانے والوں کے لئے لاکھوں ڈالرز کے انعام کا اعلان کر دیا تھا اور یہ اعلانات لڑکیوں کی تصاویر کے ساتھ پورے پاکیشیا کے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر جاری کر دیئے گئے تھے۔ لیکن صفدر کی قیادت میں سیکرٹ سروس کے ممبران اپنی تفتیش کو بدستور سرانجام دینے میں مصروف تھے۔ وہ کافی دور دراز کے فارم ہاؤسز اور رہائشی علاقوں میں جا کر لوگوں سے پوچھ گچھ کر رہے تھے۔ سہ پہر کے وقت وہ ہیلی کاپٹروں پر نیازی کے فارم ہاؤس پر واپس آ گئے اور ان سب نے اپنی اپنی رپورٹس صفدر کے سامنے رکھ دیں۔ صفدر نے ممبران کی رپورٹس کا تفصیلی جائزہ لیا۔

تمام رپورٹس کی روشنی میں ایک مشترکہ بات جو سامنے آئی وہ یہ تھی کہ گزشتہ شام جب پانچوں گھڑ سوار لڑکیوں کی گمشدگی کی خبر پھیلنا

شروع نہیں ہوئی تھی۔ کچھ گواہوں نے بیان دیا کہ انہی اوقات میں انہوں نے سبز رنگ کی ایک پک اپ کو شمالی سڑک پر جاتے دیکھا تھا جس میں کچھ لڑکیاں اور پختہ عمر کے گرانڈیل نوجوان سوار تھے۔ نو عمر لڑکیوں کے چہروں پر خوف و ہراس نظر آ رہا تھا۔ اسی قسم کا بیان فارم ہاؤس کی مالکہ مسز شمیم نے بھی دیا تھا جس نے ایک سبز پک اپ ڈاج کو نازش کی موٹر سائیکل کے پیچھے جاتے دیکھا تھا۔

نازش کو زندہ دیکھنے والے آخری شخص نیازی نے بھی یہ بیان دیا تھا کہ اس نے سبز رنگ کی پک اپ کو دیکھا تھا جو کہ جدید ماڈل کی ڈاج تھی لیکن اس وقت وہ جنوب کی سمت رواں تھی جہاں نازش کی چھلنی شدہ لاش ملی تھی۔ مسز شمیم نے یہ بھی بتایا تھا کہ سبز پک اپ کا ڈرائیور بھاری تن و توش کا مالک شخص تھا۔ اس کا چہرہ گول اور بال سامنے سے جھڑے ہوئے تھے۔ اس کے جسم پر ایک ٹی شرٹ تھی۔ نیازی نے بھی وہی کچھ بتایا جو مسز شمیم نے بتایا تھا۔ لیکن مسز شمیم نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ جب سبز پک اپ ان کے فارم ہاؤس سے آگے نکل گئی تو پچاس گز کے فاصلے پر وہاں اس نے یوٹرن لیا تھا۔ لہٰذا وہ اس پک اپ اور اس کے ڈرائیور کا بھرپور جائزہ لینے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

صفدر نے سیکرٹ سروس کے دیگر ممبران کے ساتھ لائحہ عمل طے کر کے اپنی تفتیش کو سائنسی خطوط پر ترتیب دیا اور حرکت میں آ گئے۔ اب انہیں سبز رنگ کی جدید ماڈل کی ڈاج پک اپ کی بھی تلاش تھی۔ اگر وہ فارم ہاؤسز کے اس وسیع و عریض قصبے میں موجود تھی تو وہ اسے ٹریس کر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

سکتے تھے۔ انہوں نے قصبے کی دور دراز سڑکوں، میدانوں، کھیتوں اور کھلیانوں کا چپہ چپہ چھاننا شروع کر دیا۔ ان کی کوشش تھی کہ کوئی ہلکا سا بھی سراغ مل جائے تو اس سے وہ مزید آگے بڑھ سکتے تھے۔ انہیں اس شخص کی تلاش تھی جو سبز رنگ کی پک اپ چلا رہا تھا۔ تلاش بسیار کے بعد اس حلیے والی کئی ڈاج پک اپ گاڑیوں کا پتہ چل گیا لیکن ان کے مالکان ایک ایک کر کے شبے سے خارج کر دیئے گئے کیونکہ مسز شمیم کے مطابق وہ مطلوبہ شخص کے حلیے پر پورے نہیں اترتے تھے۔ اسی دوران انٹیلی جنس آفیسروں کو قصبے کے گردونواح سے ایسے درجنوں افراد کے فون موصول ہوتے رہے جنہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ انہوں نے ایسی پک اپ دیکھی ہے جس کے مالک کا حلیہ مذکورہ شخص کے حلیے سے میل کھاتا تھا۔ انٹیلی جنس کے افسروں نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو اس بات سے آگاہ کر دیا کہ کہیں یہ شخص وہ تو نہیں جو پانچ گھڑ سوار لڑکیوں کی پراسرار گمشدگی کا ذمہ دار ہے۔ لیکن حسب سابق وہ شخص بھی مطلوبہ شخص ثابت نہ ہو سکا۔

صفدر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اب دیگر پلان ترتیب دینے میں مصروف تھا۔ اور ایکسٹو سے بھی مسلسل ان کا رابطہ قائم تھا۔ عمران کا بھی کچھ پتہ نہیں تھا اور نہ اس سے ٹرانسمیٹر وغیرہ پر رابطہ ہو رہا تھا۔ تنویر نے خیال ظاہر کیا کہ ممکن ہے یہ کسی جنونی کا کام ہو۔ صفدر نے اس کی بات پر خاصا غور کیا۔ اس کے خیال کو رد نہیں کیا جا سکتا تھا۔

"میرے خیال میں اس چیز کا جائزہ لینے کے لئے مقامی پولیس

ہیڈ کوارٹر جانا ہوگا۔"۔۔۔۔۔ صفدر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ وہ وہاں سے مقامی پولیس کے ہیڈ کوارٹر چلے گئے۔ تنویر کے صفدر اور جولیا تھے۔ باقی ممبران بدستور اپنے کام میں مصروف وہاں ریکارڈ روم میں داخل ہو کر انہوں نے ایسے جرائم پیشہ افراد فائلیں کھول لیں جو قید بھگتنے کے بعد آزاد ہو چکے تھے یا مفرور تھے۔ لیکن انہیں ان فائلوں سے بھی کچھ ہاتھ نہیں آیا اور وہ فائلیں بند کر واپس فارم ہاؤسز کے قصبے میں آ گئے۔ وہ نیازی کے فارم ہاؤس پر آئندہ کے لائحہ عمل کے لئے میٹنگ کر رہے تھے کہ کچھ ہی دیر میں ایک پولیس افسر ایک زرد رنگ فائل لے کر وہاں پہنچ گیا۔ یہ ایک ایسے سنگدل قاتل کے ریکارڈ پر مشتمل فائل تھی جو جیل سے فرار ہو چکا تھا۔ وہ کئی لوگوں کو انتہائی وحشت ناک طریقے سے قتل کر چکا تھا۔ سبز پک اپ اور اس کے ڈرائیور کو دیکھنے والی چشم دید گواہ مسز شمیم کو فائل میں بھی مفرور قاتل کی تصویر دکھائی گئی تو وہ ایک لمحے میں پہچان گئی کہ یہی قاتل وہ سبز پک اپ چلا رہا تھا جس میں پانچ گمشدہ گھڑ سوار لڑکیاں موجود تھیں۔ اس نے قاتل کی تصویر دیکھتے ہی شور مچا دیا۔

"یہی ہے۔ یہی ہے وہ شخص جو لڑکیوں کو اغواء کر کے لے جا رہا تھا۔"۔۔۔۔۔ اس نے ہسٹریائی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

صفدر نے بعد میں وہ فائل نیازی کو دکھائی تو اس نے بھی قاتل کو پہچان لیا اور صفدر وغیرہ کو بتایا کہ اس شخص کو اس نے اپنے قریب واقع فارم ہاؤس میں کئی مرتبہ دیکھا ہے۔ شاید یہ شخص اس فارم ہاؤس کا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

مالک ہے۔ وہ فارم ہاؤس چغتائی کے فارم ہاؤس کے بالکل ساتھ واقع تھا۔ اور مذکورہ قاتل کا نام طیفا تھا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران فوراً طیفا کے فارم ہاؤس پر پہنچے۔ کچھ ممبران نے فارم ہاؤس کو گھیرے میں لے لیا۔ جبکہ صفدر، تنویر اور جولیا اپنے ریوالور تھامے انتہائی پھرتی سے فارم ہاؤس کے اندر داخل ہو گئے۔ لیکن فارم ہاؤس کے اندر کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ انٹیلی جنس والوں نے فارم ہاؤس کو سیل کر دیا۔

''اس فارم ہاؤس میں طیفا بالکل تنہا رہتا تھا۔ کوئی ملازم بھی نہیں تھا اور گزشتہ دو سال میں وہ کسی سے ملا بھی نہیں تھا۔''...... یہ باتیں ڈاکٹر گل جان اور اس کی فیملی کے میزبان چغتائی نے صفدر کو بتائیں۔ سیکرٹ سروس کے ممبران ایک مرتبہ پھر اندھیرے میں تھے۔ اب انہیں لڑکیوں کے ساتھ ساتھ طیفا نامی قاتل کی بھی تلاش تھی۔ اس کے ریکارڈ میں ایسی کوئی بات شامل نہ تھی جو اس کی تلاش میں مددگار ہوتی۔ سوائے اس کے کہ وہ ایک مفرور قاتل تھا اور جیل کی کال کوٹھڑی سے پراسرار انداز میں بھاگ نکلا تھا۔

گھڑ سوار لڑکیوں کو غائب ہوئے کافی وقت گزر چکا تھا اور ان کے والدین غم سے نڈھال تھے۔ ان میں نیازی بھی شامل تھا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران نئی حکمت عملی ترتیب دینے میں مصروف تھے کہ اچانک ایک مقامی نوجوان کاشتکار گھبرائی ہوئی حالت میں وہاں پہنچا۔ وہ وہاں سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک فارم ہاؤس پر کام کرتا تھا اور

موٹر سائیکل پر وہاں آیا تھا۔

''جناب عالی۔ میں کچھ دیر پہلے بلیو جھیل کے پاس ایک پودا تلاش کر رہا تھا جسے اپنے فارم ہاؤس میں لگانا تھا۔ اچانک میں نے قریبی جھاڑیوں میں ایک لاش دیکھی۔ وہ کسی چھوٹی لڑکی کی لاش تھی۔ اسے دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے۔ میں ٹیلی ویژن پر سن چکا تھا کہ کل شام پانچ نوعمر لڑکیاں قصبے سے پراسرار انداز میں غائب ہو چکی ہیں۔ اور ان کی تلاش میں قانون نافذ کرنے والے ادارے اس فارم ہاؤس میں موجود ہیں۔ چنانچہ میں فوراً یہاں آ گیا۔''...... نوجوان کاشتکار نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

سیکرٹ سروس کے ممبران اسے ساتھ لے کر فوری طور پر بلیو جھیل کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے اس کی نشاندہی پر ان جھاڑیوں کو کھنگالنا شروع کیا تو حیرت اور خوف سے ان کی آنکھیں پھیل گئیں۔ وہاں پانچوں نوعمر لڑکیوں کی خون آلود لاشیں موجود تھیں جو بری طرح مسخ ہو چکی تھیں۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

سوپر فیاض کی کال ملتے ہی عمران نے دانش منزل میں بلیک زیرو سے رابطہ قائم کیا اور اسے بتایا کہ اٹامک انرجی ایجنسی کے چیئرمین ڈاکٹر گل جان جو اپنی فیملی کے ساتھ اپنے قریبی دوست چغتائی کے فارم ہاؤس پر چھٹیاں گزارنے گئے ہیں وہاں ان کی بیٹی نوعمر ندا پر اسرار انداز میں گم ہو گئی ہے۔ جبکہ بڑی بیٹی نازش کو بہیمانہ انداز میں قتل کر دیا گیا ہے لہٰذا وہ حالات کا جائزہ لینے کے لئے چغتائی کے فارم ہاؤس پر جا رہا ہے۔ عمران اس وقت ایک ریسٹورنٹ میں ڈنر کر رہا تھا۔ چنانچہ وہاں سے وہ اپنی ٹوسیٹر میں سیدھا چغتائی کے فارم ہاؤس کی طرف روانہ ہو گیا۔

فارم ہاؤسز کا وسیع و عریض رقبہ شہر کی حدود سے کچھ کلومیٹر دور شہر کے مضافات میں واقع تھا۔ جونہی عمران نے اپنی ٹوسیٹر شہر کی حدود سے باہر جانے والی مضافاتی سڑک پر موڑی تو اسے رینجرز کی ایک

عارضی چیک پوسٹ پر روک لیا گیا۔ وہاں رینجرز کے کافی جوان موجود جنہوں نے عارضی رکاوٹیں کھڑی کر کے سڑک کو بلاک کر رکھا تھا۔ عمران کی ٹوسیٹر رکتے ہی ایک آفیسر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ اس کے ہولسٹر سے پسٹل کا دستہ باہر جھانک رہا تھا۔

”کیا بات ہے۔ یہ ناکہ بندی کیوں کی گئی ہے۔“ ——— عمران نے آفیسر کو گھورتے ہوئے خشک لہجے میں کہا۔

”شہر میں ایمرجنسی کے حالات ہیں۔ کئی اہم شخصیات یکے بعد دیگرے پراسرار طور پر قتل کر دی گئی ہیں۔ بغیر شناخت کے کوئی شہری حدود سے باہر نہیں جا سکتا۔“ ——— آفیسر نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

”شناخت۔ تمہارا مطلب ہے کہ شناختی کارڈ دکھا کر آگے جانا ہوگا۔“ ——— عمران نے تیکھے لہجے میں کہا۔

”صرف شناختی کارڈ دکھانا کافی نہیں۔ آپ کو یہ بھی بتانا ہوگا کہ کیا کرتے ہیں۔ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں۔ ہمیں بتائے بغیر آپ آگے نہیں جا سکتے۔“ ——— آفیسر کا لہجہ خاصا تلخ تھا۔ عمران کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات پھیل گئے۔

”مسٹر آفیسر۔ میرے ساتھ بات کرنے کے لئے اپنے لہجے میں نرمی پیدا کرو۔ اس لئے کہ مجھے خواہ مخواہ کے فضول رعب و دبدبے سے سخت چڑ ہے۔“ ——— عمران نے چبھتی ہوئی نظروں سے آفیسر کو گھورتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر آفیسر کا چہرہ سرخ ہو گیا اور

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

غصہ ساتویں آسمان کو چھونے لگا۔

"بکواس بند کرو۔ میں تمہیں اپنے ہیڈ کوارٹر لے جاؤں گا۔ مزید جو بکواس کرنی ہے وہاں جا کر کرنا۔"—— آفیسر نے چنگاڑتی آواز میں کہا۔ صاف نظر آ رہا تھا کہ عمران کی بے باکی دیکھ کر وہ شدید طیش میں آ گیا تھا۔

"تمہارے ہیڈ کوارٹر تو میں کبھی نہیں جاؤں گا۔ ہاں البتہ اگر تم مجھے اپنے رہائشی کوارٹر میں لے جانے کی بات کرو تو میں اس پیش کش کو قبول کر سکتا ہوں۔ وہ بھی اس شرط پر کہ تم اپنے ہاتھ سے عمدہ سی چائے بنا کر مجھے پیش کرو۔"—— عمران کے کھلنڈرے پن سے کہا تو آفیسر مزید طیش میں آ گیا۔ اس نے اپنا پسٹل ہولسٹر سے نکال لیا۔

"ارے۔ ارے۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ مجھے اسلحہ دکھا رہے ہو۔ میں تو پہلے ہی دل کا مریض ہوں۔ درد دل ساتھ ساتھ لئے پھرتا ہوں۔ کیونکہ ابھی میری شادی نہیں ہوئی۔ کول ڈاؤن ہو جاؤ۔ ریلیکس۔ تم جو چاہتے ہو میں ویسا ہی کروں گا۔"—— عمران نے منمناتی ہوئی آواز میں کہا اور چہرے سے خوفزدہ ہونے کا تاثر دینے لگا۔

"جلدی بتاؤ تم کون ہو۔ اور کہاں جا رہے ہو۔"—— آفیسر نے گرجتی ہوئی آواز میں کہا۔

"خاکسار۔ بندۂ بیزار کو عمران کہتے ہیں۔ علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)۔ اگر پھر بھی نہیں سمجھے تو تم مجھے پرنس آف ڈھمپ بھی کہہ سکتے ہو۔"—— عمران نے مسخرے پن سے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"شکل سے تو تم مجھے کوئی چمار لگتے ہو۔ خیر یہ بتاؤ کہ تم کہاں جا رہے ہو۔ اور یہ گاڑی تمہاری اپنی ہے یا کسی سے مانگ کر لائے ہو۔"—— آفیسر نے کینہ توز نظروں سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"دیکھو آفیسر۔ جہاں تک شکل وصورت کا تعلق ہے تو وہ تم بھی مجھے کوئی گنوار۔ نانجار۔ بالکل بیکار نظر آتے ہو۔ اور کان کھول کر سن لو کہ یہ گاڑی میری اپنی ہے۔ ہوم سیکرٹری سر سلطان نے رشوت کے طور پر مجھے دی تھی۔ کیونکہ میں نے انہیں ستر سالہ لیڈی فرینڈ کے ساتھ ایک پکنک سپاٹ پر آئس کریم سے لطف اندوز ہوتے دیکھ لیا تھا اور دھمکی دی تھی کہ میں ان کی بیگم کو بتا دوں گا۔ چنانچہ شرمندگی سے بچنے کے لئے انہیں یہ گاڑی مجھے خرید کر دینا پڑی۔ تم بے شک سر سلطان کو فون کر کے تصدیق کر لو۔ ویسے نہ جانے کیوں ہر شخص اپنی بیگم کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کا عادی ہے۔ کیا تم بھی ڈاکہ ڈالتے ہو۔" عمران نے نہایت احمقانہ انداز میں زبان چلاتے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کرو۔ اپنے کاغذات چیک کرواؤ۔ ورنہ لاک اپ میں ڈال دوں گا۔"—— آفیسر نے چیختے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ۔ مسٹر۔ فلاں فلاں۔ میں سیکرٹ سروس کے لئے ...عار کام کرتا ہوں۔ سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو میرا مقروض ہے۔ اگر تم میرے کاغذات چیک کرنا چاہتے ہو۔ پہلے مجھے ایکسٹو سے میری اجرت مزدوری کا معاوضہ دلواؤ۔ پھر میں مانوں گا کہ تم ایک فرض شناس

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

بلکہ قدر شناس آفیسر ہو۔'' ـــــ عمران نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے تنگ آمیز لہجے میں کہا۔

''میں کسی سیکرٹ سروس اور ایکسٹو کو نہیں جانتا۔ اب تمہیں ہمارے ساتھ رینجرز ہیڈ کوارٹر جانا ہو گا۔ اور جو بکواس کرنی ہے وہیں جا کر کرنا۔ اب تمہارے لئے کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔'' ـــــ آفیسر نے نہایت زہریلے لہجے میں جواب دیا۔ اس کے چہرے کا رنگ ٹماٹر کی طرح سرخ ہو چکا تھا۔

''ارے واہ۔ یہ تم کتنی آسانی سے کہہ رہے ہو کہ تم سیکرٹ سروس اور ایکسٹو کو نہیں جانتے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نقلی آفیسر ہو اور تمہارے یہ سب ماتحت بھی نقلی ہیں۔ اب تو الٹا مجھے تمہارے خلاف ایکشن لینا پڑے گا۔ لہذا خاموشی سے ہتھیار ڈال کر خود کو میرے حوالے کر دو تاکہ میں تمہیں قانون کے حوالے کر سکوں۔'' ـــــ عمران نے بظاہر سنجیدگی سے کہا اور اس کی بات سن کر آفیسر نے اشتعال انگیز انداز میں عمران کی کنپٹی پر پسٹل کی نال رکھ دی مگر دوسرے لمحے اس کا پسٹل اڑتا ہوا کئی گز دور جھاڑیوں میں جا کر گرا کیونکہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے ایک دوہتھڑ اس کے پسٹل والی کلائی پر جما دیا تھا۔

''شوٹ ہم۔ گولی مار دو اسے۔'' ـــــ آفیسر نے بری طرح چنگاڑتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ لیکن اسی لمحے عمران نے ٹوسٹر کا ایکسیلیٹر دبا دیا اور وہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح زناٹے سے سیدھی سڑک پر رکاوٹ کے لئے لگائے گئے لوہے کے پائپ سے جا

ٹکرائی اور اسے توڑتی ہوئی آگے نکلتی چلی گئی۔ رینجرز نے عقب سے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ عمران اس صورتحال کے لئے پہلے سے تیار تھا۔ وہ بجلی کی سی رفتار سے ٹوسٹر کو سانپ کی مانند سڑک پر لہراتا لے گیا۔ وہ گولیوں کی زد میں آنے سے تو بچ گیا تھا لیکن کئی گولیاں کار کی باڈی کے عقبی حصے میں گھس گئی تھیں۔ عمران نے ٹوسٹر کی رفتار سپیڈ بڑھا دی۔

رینجرز اپنی جیپوں میں سوار ہو چکے تھے۔ انہوں نے تیزی سے ان کا تعاقب شروع کر دیا۔ یہ ایک مضافاتی اور سنسان سڑک تھی اور یہاں ٹریفک کا نام ونشان تک نہ تھا۔ رات کا اندھیرا ہر طرف مسلط تھا اور صرف اکا دکا سٹریٹ لائٹس روشن تھیں۔ عمران نے حفظ ماتقدم کے طور پر ٹوسٹر کی روشنیاں گل کر دی تھیں تاکہ رینجرز اسے ہٹ نہ کر سکیں۔ ویسے وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ نقلی وردیوں میں ملبوس تھے اور صرف عمران کو ٹارگٹ کرنے کے لئے ناکہ لگائے ہوئے تھے۔ تعاقب میں آتی جیپوں سے اس پر فائرنگ کا سلسلہ مسلسل جاری تھا لیکن عمران ان سے کم از کم دو فرلانگ آگے آ چکا تھا۔ اس لئے آسانی سے ان کی فائرنگ کی زد میں آنا مشکل تھا۔ عمران نے ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ سنبھال کر دوسرے ہاتھ سے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن باہر کھینچا اور دانش منزل میں ایک زیرو کے ٹرانسمیٹر سے رابطہ کرنے والا بٹن پش کر دیا۔ رابطہ جلد ہی قائم ہو گیا۔

''ایکسٹو اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور۔'' ـــــ رابطہ قائم ہوتے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی ایکسٹو والی مخصوص بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں۔ میں شہر سے باہر فارم ہاؤسز کی طرف جا رہا تھا کہ کچھ نقلی رینجرز نے مجھے روک کر قابو کرنے کی کوشش کی۔ اب وہ جیپوں میں میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ فوراً کیپٹن شکیل کو اس طرف روانہ کرو تاکہ ان لوگوں کو قابو کر کے سراغ لگایا جا سکے کہ یہ کون ہیں۔ اوور''_____ عمران نے تیز لہجے میں بلیک زیرو سے کہا۔

''جی بہتر۔ میں ابھی کیپٹن شکیل سے رابطہ کر کے اسے بھیجتا ہوں۔ اوور''_____ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ پیچھے سے فائرنگ مسلسل جاری تھی اور جیپیں تیزی سے اس کے پیچھے آ رہی تھیں۔ عمران نے بھی اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ریوالور نکال لیا تھا اور مڑ کر اس نے یکے بعد دیگرے جیپوں پر کئی فائر کئے۔ ایک گولی آگے آنے والی جیپ کی ونڈ اسکرین سے ٹکرائی اور وہ ایک دھماکے سے چکنا چور ہو گئی۔ جیپ کئی گز کے فاصلے تک سڑک پر بری طرح لہراتی چلی گئی اور اس کے پیچھے آنے والی دو جیپیں اپنا توازن کھو بیٹھیں لیکن ان کے ڈرائیوروں نے پھرتی سے ان پر قابو پا لیا۔ اس دوران عمران نے ریوالور سے مزید فائر کئے۔ کئی گولیاں آگے آتی جیپ کی باڈی اور انجن والے حصے میں پیوست ہو گئیں۔ لیکن ان کی رفتار میں کوئی کمی نہیں آئی۔ اسی دوران جیپوں کے اندر سے عمران پر بھی فائرنگ جاری رہی۔

رینجرز نے اب رائفلوں اور اسٹین گنوں سے شدید فائرنگ کر دی تھی اور باوجود اس کے کہ عمران ایک سو سے زائد کی رفتار پر بھاگتی ہوئی ٹو سیٹر کو زگ زیگ کی شکل میں سڑک پر لہرا تا کئی گولیاں ٹو سیٹر کی باڈی کو چھلنی کر چکی تھیں۔ ایک دو گولیاں عمران کی سیٹ کی عقبی پشت پر آ گھسی تھیں اور اگر وہ پشت فائر پروف نہ ہوتی تو یقینی طور پر وہی گولیاں اب تک عمران کے جسم میں گھس چکی ہوتیں۔

عمران کے ریوالور کا میگزین گولیوں سے خالی ہو چکا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ قابو میں رکھتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے ڈیش بورڈ کے اندر سے گولیوں کا ڈبہ نکال کر میگزین دوبارہ لوڈ کیا اور مڑ کر وقفے وقفے سے جیپوں پر فائر داغتا رہا۔ اسی لمحے اچانک آگے آتی جیپ سے کئی ہینڈ گرنیڈ عمران کی ٹو سیٹر پر پھینکے گئے۔ ایک ہینڈ گرنیڈ عمران کے دائیں سمت پر صرف چند فٹ کے فاصلے پر گرا۔ اور سڑک ایک زوردار دھماکے کے ساتھ اکھڑ گئی اور کنکریٹ کے کئی ٹکڑے عمران کے کندھے اور کمر کے پہلو سے آ کر ٹکرائے۔ اسے یوں لگا جیسے گرم سیسہ اس کے جسم میں اتار دیا گیا ہو۔ درد کی شدت اس کے پورے جسم میں سرایت کر گئی اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اس نے ساتھ والی سیٹ پر رکھی منرل واٹر کی پوری بوتل اپنے سر پر انڈیل لی۔ اس دوران ٹو سیٹر بے قابو ہو کر سڑک کے بائیں سمت فٹ پاتھ پر چڑھ گئی۔ لیکن عمران نے آنکھوں تلے اندھیرا چھا جانے کے باوجود نہایت مہارت سے اسے قابو میں رکھا اور فٹ پاتھ سے نیچے سڑک پر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اتارنے میں کامیاب ہو گیا۔

چند لمحے بعد اسے محسوس ہوا کہ تعاقب میں آنے والی جیپیں تیزی سے اس کے قریب ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر عمران نے تیزی سے اپنے ہواس بحال کئے اور مڑ کر پے در پے کئی فائر پیچھے آنے والی جیپوں پر کر دیئے۔ اس کی کوشش تھی کہ فائر جیپ کے ٹائروں میں لگیں۔ اس کی کوشش کامیاب ہو گئی۔ ایک گولی آگے آنے والی جیپ کے دائیں ٹائر میں لگی اور وہ انتہائی زوردار آواز کے ساتھ بم بلاسٹ کی طرح پھٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی جیپ بے قابو ہو کر لہراتی ہوئی سڑک کی درمیانی گرین بیلٹ پر چڑھ گئی اور اس کا دو فٹ بلند آہنی جنگلہ توڑتی ہوئی دائیں سمت والی سڑک پر جا کر فٹ پاتھ کراس کرتی ہوئی درختوں کے ایک گھنے جھنڈ سے جا ٹکرائی۔ جیپ کا فیول ٹینک ہولناک آواز کے ساتھ پھٹ گیا اور آگ کا طوفان بلند ہونے لگا۔

اس دوران عمران اپنے ریوالور کے میگزین کو دوبارہ بلٹ سے لوڈ کرنے میں مصروف تھا۔

پیچھے آتی جیپوں میں سے ایک میں وہ آفیسر سوار تھا جس کے ساتھ عمران کی تلخ کلامی ہوئی تھی۔ اس نے گلا پھاڑ کر چیختے آتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ عمران کی کار پر مارٹر گولے فائر کر کے اسے اڑا دیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے مارٹر گن سنبھال کر عمران کی طرف ایک مارٹر فائر کر دیا۔ وہ عمران کی ٹوسیٹر سے محض چند انچ کی اونچائی سے گزرتا ہوا آگے نکل گیا اور سیدھا سڑک کے عین وسط میں

پل پر جا گرا۔ وہ پل ایک چھوٹی سی ندی پر بنایا گیا تھا جو کم از کم بیس فٹ چوڑی تھی۔ مارٹر لگتے ہی ندی کا پل ایک کان پھاڑ دینے والے خوفناک دھماکے کے ساتھ اڑ گیا اور سیاہ کثیف دھوئیں کا بادل فضا میں بلند ہونے لگا۔ عمران اس وقت پل سے قریباً بیس گز کی دوری پر تھا۔ پل کے اڑتے ہی اسے ٹوسیٹر کو یکدم بریک لگانے پڑے۔ ٹائروں کی زبردست چرچراہٹ سے فضا دور تک گونج اٹھی۔ کیونکہ اس کے تعاقب میں آنے والی جیپوں کو بھی اسی طریقے سے یکدم بریک لگانے پڑے تھے۔

قبل اس کے کہ اس کے تعاقب میں آنے والے مزید کوئی ایکشن کرتے عمران نے ایکسلیٹر دبایا اور ٹوسیٹر کو اس کی آخری حد تک دوڑاتا ہوا سیدھا ندی کی طرف بڑھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ ایک ماہر بازیگر کی طرح ٹوسیٹر آخری حد تک تیز رفتاری سے دوڑاتا ہوا تباہ شدہ پل کے اوپر سے کراس کر کے دوسری طرف پہنچ جائے گا۔ اس کا یہ فارمولا شاید کامیاب بھی ہو جاتا لیکن جونہی اس کی ٹوسیٹر اڑتی ہوئی تباہ شدہ پل کو کراس کر کے دوسری طرف گئی تو ندی کے دوسرے کنارے پر گرتے ہی اس کے دونوں عقبی ٹائر اکھڑ گئے اور وہ ندی کے کنارے کچی زمین میں دھنس کر رہ گئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک زوردار جھٹکے کی وجہ سے عمران اچھل کر ٹوسیٹر سے باہر آ گرا۔ وہ پتھروں پر گرا تھا جس کی وجہ سے اس کی ہڈیاں کڑکڑا کر رہ گئیں۔ اسی لمحے رینجرز والوں کی جیپیں وہاں پہنچ گئیں۔ وہ جیپ روک کر نیچے اترے اور ندی کے چار

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

پانچ فٹ بلند پانی میں دیوانہ وار دوڑتے ہوئے دوسرے کنارے پر عمران کے سر پر پہنچ گئے اور اسے رائفلوں کی زد میں لے لیا۔ عمران بے بس ہو چکا تھا۔ رینجرز نے اسے گھسیٹ کر اٹھایا اور لے جا کر جیپ میں ڈالا اور نامعلوم مقام کی طرف روانہ ہو گئے۔

کیپٹن شکیل اپنے فلیٹ پر موجود تھا کہ اس کی واچ ٹرانسمیٹر پر ایک کال موصول ہوئی جو ایکسٹو کی طرف سے تھی۔ کیپٹن شکیل نے فوراً وہ کال موصول کی۔

''کیپٹن شکیل اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور'' ـــــ اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

''ایکسٹو کالنگ یو کیپٹن شکیل۔ ایک بہت ہی حساس معاملہ درپیش ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے عمران کی طرف سے ایک کال موصول ہوئی ہے۔ وہ ایک اہم کیس کی انویسٹی گیشن کے لئے شہر سے باہر واقع مضافاتی فارم ہاؤسز کی طرف جا رہا تھا کہ شہر کی حدود کے باہر ایک عارضی چیک پوسٹ پر رینجرز نے اسے روکا۔ عمران کا خیال ہے کہ وہ نقلی رینجرز ہیں اور ڈمی یونیفارم میں ملبوس ہیں۔ جس وقت عمران کال کر رہا تھا تو اس کے اور نقلی رینجرز کے درمیان کراس فائرنگ بھی ہو رہی تھی۔ تم فوراً اس طرف روانہ ہو جاؤ اور معلوم کرو کہ صورتحال کیا ہے۔ اور جلد از جلد مجھے رپورٹ کرو۔ اگر تم چاہو تو رانا ہاؤس سے جوانا کو بھی اپنے ساتھ لے سکتے ہو'' ـــــ ایکسٹو نے بھرائی ہوئی آواز میں ہدایت جاری کرتے ہوئے کہا۔

''جی بہتر۔ میں ابھی روانہ ہو رہا ہوں۔ اور جوانا بھی میرے ساتھ ہو گا'' ـــــ کیپٹن شکیل نے مؤدبانہ اور پر جوش لہجے میں جواب دیا اور دوسری طرف سے ایکسٹو نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔

کیپٹن شکیل فوراً اپنے فلیٹ سے نکلا اور پارکنگ سے اپنی جیپ نکال کر رانا ہاؤس کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں سے اس نے جوانا کو اپنے ساتھ لیا اور مذکورہ پوائنٹ کی طرف روانہ ہو گیا جس کی نشاندہی ایکسٹو نے کی تھی۔ شہر کے مضافات میں واقع ندی کے تباہ شدہ پل کے دوسری طرف انہیں عمران کی ٹوسیٹر نظر آ گئی جو پل کے اوپر سے اڑتی ہوئی دوسرے کنارے پر گر کر پچک چکی تھی۔ کیپٹن شکیل اور جوانا تیزی سے جیپ سے اتر کر ندی عبور کر کے ٹوسیٹر کے قریب پہنچے لیکن عمران وہاں موجود نہیں تھا۔ اس سے قبل انہوں نے سڑک کے کنارے ایک تباہ شدہ جیپ بھی دیکھی تھی جو رینجرز کی جیپ تھی اور عمران کی مزاحمت کے نتیجے میں تباہ ہوئی تھی۔ عمران کی گمشدگی کا مطلب تھا کہ یا تو وہ نامعلوم سمت میں بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہے یا پھر دشمن کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔ کیپٹن شکیل نے عمران سے واچ ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن رابطہ نہ ہو سکا۔ ٹرانسمیٹر کی رسیونگ ٹیون بند ہو چکی تھی۔ سیلولر فون بھی بند تھا۔ کیپٹن شکیل اور جوانا دونوں تشویش زدہ ہو چکے تھے۔

''میرے خیال میں ہمیں سب سے پہلے رینجرز ہیڈ کوارٹر جانا چاہیے۔ وہاں سے اصل صورتحال معلوم ہو سکتی ہے'' ـــــ کیپٹن

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

شکیل نے گہری سنجیدگی سے کہا اور جوانا نے اس کی تائید کی۔ چنانچہ وہ دونوں وہاں سے سیدھے رینجرز ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے اور چیف سے رابطہ کیا۔ اس نے انہیں آگاہ کیا کہ شہر کی حدود سے باہر جانے والی مضافاتی سڑک پر جو فارم ہاؤسز کی طرف جاتی ہے وہاں کوئی رینجرز چیک پوسٹ قائم نہیں کی گئی ہے۔ لہٰذا اب یہ بالکل واضح تھا کہ وہ جعلی رینجرز تھے۔ کیپٹن شکیل اس صورتحال کی رپورٹ دینے کے لئے ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو سے رابطہ قائم کرنے لگا۔

صفدر نے نوعمر لڑکیوں کی بری طرح سے مسخ شدہ لاشیں دریافت ہوتے ہی ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو سے رابطہ قائم کیا اور اسے تفصیلی رپورٹ سے آگاہ کر دیا تو ایکسٹو نے کہا۔

’’میں نے انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر سر رحمان سے بات کر لی ہے اور انٹیلی جنس کے مسلح کمانڈوز بہت جلد وہاں پہنچنے والے ہیں جن کی قیادت سیکرٹ سروس کے ممبران کریں گے۔ پورے علاقے کو گھیرے میں لے لو اور اگر سفاک قاتل وہاں موجود ہیں تو انہیں وہاں سے نکلنے کا کوئی موقع نہیں دینا چاہیے۔ عمران بھی پراسرار طور پر غائب ہو چکا ہے اور کیپٹن شکیل نے رپورٹ دی ہے کہ نامعلوم لوگوں نے جعلی رینجرز کے روپ میں اسے اغواء کیا ہے۔ وہ عمران کا سراغ لگانے میں مصروف ہے۔ اب وہاں کی سنگین صورتحال تمہیں اور دیگر ممبران کو ہینڈل کرنا ہے۔ اس سلسلے میں تم وقتاً فوقتاً مجھے اپنی رپورٹ سے آگاہ

ندیم

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

کرتے رہو گے۔" ــــــ ایکسٹو نے ہدایت جاری کرتے ہوئے کہا اور پھر اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

کچھ ہی دیر میں انٹیلی جنس کے مسلح کمانڈوز کے دستے اور لیبارٹری کے ماہرین وہاں پہنچ چکے تھے۔ لیبارٹری ماہرین نے صفدر کے حکم پر فوراً ہی اپنی کارروائی شروع کر دی تاکہ جائے وارداتوں سے کوئی سراغ ضائع نہ ہو سکے۔ صفدر اور دیگر ممبران نے نوعمر لڑکیوں کی مسخ شدہ لاشوں کا بغور جائزہ لیا تھا۔ نعمانی، صدیقی، چوہان اور خاور کو اس نے کمانڈوز کی قیادت پر مقرر کر دیا تھا اور وہ فوراً ہی پورے علاقے میں چاروں طرف پھیل گئے تھے اور قصبے سے باہر جانے والے راستوں کی سخت ناکہ بندی کر لی گئی تھی۔ ان تمام سڑکوں پر رکاوٹیں کھڑی کر دی گئیں جو فارم ہاؤسز کے قصبے کی طرف آتی تھیں اور پھر سیکرٹ سروس کے ممبران قصبے میں چاروں طرف پھیل کر نامعلوم قاتلوں کا سراغ حاصل کرنے کے لئے ایک ایک انچ زمین کا معائنہ کرنے میں مصروف ہو گئے۔ نوعمر لڑکیوں کی لاشیں پوسٹ مارٹم کے لئے انٹیلی جنس کے لیبارٹری ماہرین اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ سیکرٹ سروس کے ممبران نے دیکھا تھا کہ پانچوں کمسن لڑکیوں کو انتہائی وحشت انگیز طریقے سے قتل کیا گیا تھا۔

علاقہ نہایت پرسکون تھا اور کہیں کسی کے قدموں کے نشانات نظر نہیں آ رہے تھے۔ سارا علاقہ مختلف درختوں کی پتیوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ صرف ایک جگہ ان جھاڑیوں سے کچھ فٹ کے فاصلے پر جہاں سے

لاشیں برآمد ہوئی تھیں۔ انہیں کچھ کچلی ہوئی پتیاں حاصل ہوئی تھیں۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اس جگہ کمسن لڑکیوں نے اپنی بقاء کی جنگ لڑی تھی۔ سیکرٹ سروس کے ممبران صفدر تنویر اور جولیا جو اس وقت وہاں موجود تھے انہیں ایک لڑکی کے بائیں کان میں ڈائمنڈ کا ایک آویزہ نظر آیا۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد اس کے دائیں کان کا آویزہ بھی جھاڑیوں سے برآمد ہو گیا جس کا مطلب تھا کہ قاتلوں کا مقصد ان لڑکیوں کو بے رحمی سے قتل کرنا تھا اور کسی چیز سے انہیں غرض نہیں تھی۔

انٹیلی جنس ایجنسی کے فوٹوگرافروں نے صفدر کی ہدایت پر اس جگہ کی تصویریں کھینچ لیں جہاں لڑکیوں کو قتل کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر گل جان کی بیٹی ندا کی کلائی پر ایک قیمتی گھڑی بندھی ہوئی تھی جس سے یہ حقیقت مزید واضح ہو گئی کہ قاتلوں کا مقصد ان لڑکیوں کو لوٹنا ہرگز نہیں تھا۔ اس موقع پر لیبارٹری کے ماہر نے لڑکیوں کے فنگر پرنٹس اور ناخنوں میں پھنسی قاتلوں کی کھال کی کھرچن اور کپڑے کے ریشے حاصل کرنے کے لئے ان کے ہاتھوں کے گرد پلاسٹک کی تھیلیاں رکھ کر انگلیاں محفوظ کر لیں۔ اس کے بعد انٹیلی جنس کے اہلکار لاشیں اٹھانے لگے تو صفدر کی نگاہ ایک لڑکی کی بائیں آنکھ کے اوپر پڑی جہاں کی ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی۔ یہ یقیناً کسی ضرب کا نتیجہ تھی۔ ایک لڑکی کے منہ میں رومال ٹھونسا ہوا تھا۔ لیبارٹری کے ماہرین نے صفدر کی ہدایت پر لاشوں کو مردہ خانے لے جانے سے پہلے اس جگہ کی مٹی اور پتیاں تجزیے کے لئے حاصل کر لیں۔ صفدر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

وغیرہ کو کسی ایسے سراغ کی تلاش تھی جس کی مدد سے قاتلوں تک پہنچا جا سکے۔

کیپٹن شکیل بھی وہاں پہنچ چکا تھا اور سفاک قاتلوں کی تلاش کے سلسلے میں وہ صفدر وغیرہ کا ساتھ دے رہا تھا۔ انٹیلی جنس لیبارٹری کے ڈاکٹروں نے چند گھنٹے میں لاشوں کا پوسٹ مارٹم مکمل کر لیا۔ ان کی رپورٹ کے مطابق تمام لڑکیوں کی موت کھوپڑیوں کی ہڈیاں ٹوٹنے سے واقع ہوئی تھی۔ ان کے سر پر کسی وزنی چیز مثلاً رنچ وغیرہ یا ہتھوڑے سے ضربیں لگائی گئی تھیں۔ لاشیں چونکہ خاصی مسخ ہو چکی تھیں اس لئے ان کی پہچان صرف کپڑوں وغیرہ سے ہی ممکن ہو سکی۔ بدنصیب نوعمر لڑکیوں کی لاشیں دریافت ہونے کے بعد اس امر میں کوئی شبہ نہیں رہ گیا تھا کہ ان کی زندگیوں کے آخری لمحات کس قدر دردناک اور اذیت ناک ثابت ہوئے ہوں گے۔ تنویر اور جولیا کو مزید سراغ رسی کے لئے جائے واردات پر چھوڑ کر باقی سب فارم ہاؤسز کی طرف واپس آ گئے۔

سیکرٹ سروس کے ممبران جلد از جلد سفاک قاتلوں کا سراغ لگانا چاہتے تھے تاکہ وہ بچ کر نہ نکل سکیں۔ اور آئندہ کوئی اور معصوم زندگی ان کی بربریت کا شکار نہ ہو سکے۔ کافی تگ و دو کے بعد صفدر اور اس کے ساتھیوں کو ایک فارم ہاؤس پر زینت نامی ایک درمیانی عمر کی خاتون ملی جس نے اغوا شدہ لڑکیوں کو اس پک اپ ڈرائیور کی پراسرار سبز ڈاج میں صرف چند سیکنڈ کے لئے دیکھا تھا اور جوان معصوم لڑکیوں

آخری سفر ثابت ہوا تھا۔

"مجھے اب بھی ان معصوم لڑکیوں کی آنکھیں اور مرجھائے ہوئے چہرے یاد ہیں۔ ان میں دہشت اور موت کی زردی سمائی ہوئی تھی۔ انہوں نے شاید مدد طلب نظروں سے میری طرف دیکھا تھا۔ میں نے اپنی زندگی میں آج تک اتنی دہشت زدہ آنکھیں نہیں دیکھیں۔ ان کے زرد چہروں نے گویا خوف اور دہشت کی بھیانک تصویر کھینچ دی تھی"۔۔۔۔۔ بیگم زینت نے لڑکھڑاتی آواز میں کہا۔ وہ اس بھیانک اور لرزہ خیز اغواء کی چشم دید گواہ تھی۔

"اور آپ نے کیا دیکھا"۔۔۔۔۔ صفدر نے سپاٹ لہجے میں اس سے پوچھا۔

"وہ سبز پک اپ فارم ہاؤس کے سامنے سے تیز رفتاری سے گزر گئی۔ میں اس کی سائیڈ کی کھڑکی میں سے صرف دو آدمیوں کو دیکھ سکی۔ انہوں نے لڑکیوں کو اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ ایک خوفزدہ لڑکی نے مجھے دیکھ کر پک اپ کی کھڑکی سے باہر جھانکنے کی کوشش کی جو اس کے پچھلے حصے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ سامنے کی طرف جھکی ہوئی تھی بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ وہ اچانک ہی سامنے کی طرف اپنے بائیں گھٹنے کے بل گر پڑی تھی۔ شاید ان آدمیوں میں سے کسی نے اسے سامنے کی طرف دھکا دیا تھا۔ وہ پک اپ جونہی میرے سامنے سے گزری میں نے کچھ آگے جا کر اسے پیچھے سے دیکھا۔ وہ لڑکی عقبی کھڑکی سے میری طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کے فوراً بعد پک

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اپ اچانک مین روڈ سے ایک کچے راستے پر مڑ گئی۔'' ـــــ بیگم زینت نے گھبراہٹ زدہ لہجے میں کہا۔

''جب آپ نے یہ ایڈونچر دیکھا تھا تو کسی کو فوراً کیوں آگاہ نہیں کیا بلکہ پولیس کو فون پر مطلع کر سکتی تھیں۔'' ـــــ صفدر نے تیکھے پن سے کہا۔

''میرے ذہن میں یہ خیال آیا تھا۔ لیکن ان فارم ہاؤسز پر رہنے والے دولت مند والدین کے لاابالی اور کھلنڈرے بچے طرح طرح کے ایڈونچر کرتے رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے میرے فارم ہاؤس میں جگہ جگہ پلاسٹک کے نقلی سانپ پھیلا دیئے تھے جن کی دہشت سے میں بے ہوش ہو گئی تھی۔ اس لئے میرے ذہن میں یہ خیال بھی تھا کہ شاید وہ کوئی ایڈونچر کر رہے ہوں۔'' ـــــ بیگم زینت نے بتایا۔

''جس شخص کو آپ نے پک اپ میں دیکھا تھا اس کا حلیہ کیسا تھا۔'' ـــــ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''بھاری جبڑے کا مالک ہٹا کٹا شخص تھا۔ چہرہ تاثرات سے یکسر عاری، سر سامنے سے گنجا ہو رہا تھا۔ اس کی رنگت تانبے جیسی تھی۔ وہ اپنے ڈیل ڈول سے بے حد مضبوط جسم کا مالک نظر آتا تھا۔'' بیگم زینت نے گہری سنجیدگی میں ڈوبی آواز میں جواب دیا۔

ان اطلاعات نے سیکرٹ سروس کے ممبران کے اندر زبردست تحریک پیدا کر دی اور وہ بے حد جوش وخروش سے قاتل کی تلاش میں سرگرم ہو گئے۔ صفدر نے سب سے پہلے ایکسٹو سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ

کر کے اسے تازہ صورتحال کی رپورٹ دی۔

''پورے علاقے کا گھیرا تنگ کر دو۔ اگر مزید کمانڈوز کی ضرورت ہو تو بھیج دیئے جائیں گے۔ اوور۔'' ـــــ ایکسٹو نے سپاٹ لہجے میں صفدر کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں مزید کچھ کمانڈوز کو بھیج دیا جائے چیف۔ کیونکہ اگر قاتل اسی علاقے کے اندر موجود ہیں تو ان پر قابو پانے کے لئے ہمیں ناکہ بندی مزید سخت کر دینے کی ضرورت ہے۔ ورنہ ان کے نکل بھاگنے کا خطرہ ہے۔ اوور۔'' ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ کچھ دیر میں کمانڈوز کے مزید دستے وہاں پہنچ جائیں گے۔ سفاک قاتلوں کو ہر حال میں گرفتار ہونا چاہیے اور کوشش کرو کہ ان میں سے کچھ قاتل زندہ گرفتار کر لئے جائیں تاکہ ہم اپنی تفتیش مزید آگے بڑھا سکیں۔ اوور اینڈ آل۔'' ـــــ ایکسٹو نے حتمی لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے ٹرانسمیٹر کا رابطہ منقطع کر دیا گیا۔ اس کے بعد وہ نیازی کے فارم ہاؤس کے ایک کمرے میں بیٹھ کر اب تک کی کارروائی کی فائل تیار کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اسی دوران صفدر کو اپنی واچ ٹرانسمیٹر پر کال موصول ہوئی۔ وہ فوراً اٹھ کر کمرے سے باہر آ گیا اور فارم ہاؤس کے ایک خاموش اور تاریک گوشے میں جا کر اس نے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن باہر کھینچ کر کال موصول کی۔

''یس۔ صفدر اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور۔'' ـــــ اس نے واچ ٹرانسمیٹر کا مائیک منہ کے قریب لاتے ہوئے کہا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

''تنویر کالنگ یو صفدر صاحب۔ ہم یہاں جائے واردات پر قاتلوں کی نشاندہی کے لئے کسی سراغ کی تلاش میں تھے۔ اس دوران ہمیں جھاڑیوں میں سے ایک سونے کا گولڈن لاکٹ ملا ہے جس پر عربی زبان میں کچھ مقدس الفاظ کندہ ہیں۔ یہ کسی مقتول لڑکی کا لاکٹ معلوم نہیں ہوتا۔ اوور۔'' ——— دوسری طرف سے تنویر نے صفدر کو مطلع کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ لگتا ہے کوئی اہم لاکٹ ہے۔ تم ایسا کرو کہ وہ لاکٹ لے کر فوراً نیازی کے فارم ہاؤس پر آ جاؤ۔ ہم بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ اوور۔'' ——— صفدر نے چونکتی ہوئی آواز میں کہا اور دوسری طرف سے تنویر نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ صفدر واپس فارم ہاؤس کے اندر کمرے میں چلا گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد تنویر اور جولیا وہاں پہنچ گئے۔ تنویر نے جیب سے ایک سونے کا گولڈن لاکٹ نکال کر صفدر کے سامنے رکھ دیا۔ اس پر عربی کے مقدس الفاظ کندہ تھے۔ اس وقت نیازی بھی ان کے قریب کھڑا تھا۔ گولڈن لاکٹ دیکھ کر وہ حیرت سے اچھل پڑا۔

''یہ۔ یہ آپ کو کہاں سے ملا۔'' ——— اس نے پھٹی پھٹی نظروں سے لاکٹ کو دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''جائے واردات سے۔ جہاں آپ کی بیٹی سمیت پانچ معصوم لڑکیوں کا سفاکانہ قتل ہوا۔ انہی جھاڑیوں میں یہ لاکٹ ایک جگہ اٹکا ہوا تھا۔ تیز سرچ لائٹوں کی روشنی میں ہمیں نظر آیا۔'' ——— تنویر نے

بتایا۔ نیازی لاکٹ کو اٹھا کر قریب کر کے نہایت غور سے اسے دیکھنے لگا۔

''حیرت ہے۔ یہ لاکٹ میں نے تحفے کے طور پر چغتائی صاحب کو دیا تھا۔'' ——— اس نے تذبذب اور خود کلامی کے انداز میں کہا۔

''چغتائی۔ یہ کون آدمی ہے۔ اور کیا یہ کوئی خاص لاکٹ ہے۔'' صفدر نے بھی حیران ہوتے ہوئے اس سے پوچھا۔

''چغتائی صاحب ایک فارم ہاؤس کے مالک ہیں اور قریب ہی ان کا فارم ہاؤس ہے۔ یہ گولڈن لاکٹ واقعی بہت خاص ہے۔ گزشتہ ماہ میں مذہبی زیارتوں کے لئے عرب ریاستوں کے دورے پر گیا تھا۔ چغتائی صاحب بھی میرے ہم مسلک ہیں۔ انہوں نے فرمائش کی تھی کہ میں ان کے لئے یہ مقدس لاکٹ ضرور لے کر آؤں۔ چنانچہ میں نے وہاں سے یہ لاکٹ خرید کر تحفے کے طور پر انہیں دیا تھا اور وہ ہر وقت اسے گلے میں پہنے رکھتے تھے۔ وہ اس مقدس تحفے سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔'' ——— نیازی نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ سفاک قاتلوں میں سے ایک قاتل چغتائی بھی ہے۔ ہمیں اس کے فارم ہاؤس پر جانا ہوگا۔'' ——— صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔

''کیا میں بھی آپ کے ساتھ جا سکتا ہوں۔'' ——— نیازی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے گلوگرفتہ آواز میں کہا۔ صاف لگتا تھا کہ چغتائی کو ایک قاتل کے طور پر جان کر اسے شدید طیش آ گیا تھا۔ وہ اسے اپنے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

گہرے دوستوں میں سے ایک سمجھتا تھا۔

''اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک تو بیٹی کی المناک موت سے آپ پر صدمے کی کیفیت طاری ہے۔ اور پھر ہو سکتا ہے کہ وہاں کوئی گڑ بڑ بھی ہو جائے۔ اس لئے آپ کا جانا مناسب نہیں ہے۔'' صفدر نے جواب دیا اور پھر وہ کیپٹن شکیل، تنویر اور جولیا کے ہمراہ چغتائی کے فارم ہاؤس کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے تینوں کو اسلحہ سمیت ہائی الرٹ رہنے کی تاکید کی تھی۔ چغتائی کے فارم ہاؤس کے بیرونی گیٹ پر ایک رائفل بردار گارڈ تعینات تھا۔ صفدر نے اسے بتایا کہ وہ سیکورٹی ایجنسی کے آدمی ہیں اور چغتائی صاحب سے ملنا چاہتے ہیں۔ سیکورٹی گارڈ نے اس کی بات سن کر انٹر کام پر اندر چغتائی کے پرائیویٹ سیکرٹری سے بات کی۔ اور پھر صفدر کو بتایا کہ ان کا سیکرٹری خود باہر آ رہا ہے۔ چند منٹ بعد کوٹ پتلون میں ملبوس ایک نوجوان بیرونی گیٹ پر آ گیا۔ اس نے ان سے مصافحہ کیا۔

''آپ کس سلسلے میں ان سے ملنا چاہتے ہیں۔'' ــــــ اس نے فکرمندی سے پوچھا۔

''آپ جانتے ہیں کہ شام کے اوقات میں اس علاقے میں پانچ معصوم بچیوں کا پراسرار انداز میں خون کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں علاقے کے مختلف لوگوں سے تحقیق اور تفتیش کی جا رہی ہے۔ اسی سلسلے میں ہمارا چغتائی صاحب سے ملنا ضروری ہے۔'' ــــــ صفدر نے مہذب انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ نوجوان کے چہرے پر سوچ

کی لکیریں ابھر آئی تھیں۔ وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر مطمئن انداز میں ان کی طرف متوجہ ہوا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ اندر آ جائیں۔ میں ان سے آپ کو ملوا دیتا ہوں۔'' ــــــ اس نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر ان چاروں کو فارم ہاؤس کی عمارت کی طرف لے گیا۔ صفدر نے تنویر اور جولیا کو باہر ہی رکنے کی ہدایت کی تاکہ کسی ممکنہ خطرے کی صورت میں وہ باہر رہ کر مناسب اور بر وقت ایکشن لے سکیں۔ نوجوان سیکرٹری نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو ایک عالی شان ڈرائنگ روم میں پہنچا دیا اور خود باہر چلا گیا۔ چند منٹ بعد ایک شخص اندر داخل ہوا۔ وہ بھاری جسم کا مالک تھا۔ سر سے گنجا اور اس کا چہرہ بھرے ہوئے فٹ بال کی طرح گول اور بہت بڑا تھا۔ وہ سفید سوٹ میں ملبوس تھا۔ اپنے چہرے کے خدوخال سے وہ ہرگز کوئی نرم خو یا نفیس شخص معلوم نہیں ہوتا تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے بغور اس کا جائزہ لیا۔

''فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔'' ــــــ اس نے ان کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے متذبذب انداز میں کہا۔

''چغتائی صاحب۔ ہم سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہیں۔ کل شام یہاں کم سن اور معصوم لڑکیوں کو وحشیانہ طریقے سے نامعلوم قاتلوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ ان میں اٹامک انرجی ایجنسی کے چیئرمین ڈاکٹر گل جان کی دو بیٹیاں بھی شامل تھیں۔ سب سے پہلے تو یہ بتائیے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

کہ ڈاکٹر گل جان سے آپ کا کیا تعلق ہے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنی فیملی سمیت آپ کے فارم ہاؤس میں مقیم تھے۔'' ——— صفدر نے عقابی نظروں سے چغتائی کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

''بات یہ ہے کہ ڈاکٹر گل جان میرے سب سے زیادہ قریبی دوست ہیں۔ ہم دونوں کالج فیلو رہ چکے ہیں۔ میں نے انہیں کچھ تعطیلات اپنے فارم ہاؤس پر گزارنے کی دعوت دی تھی جو انہوں نے قبول کر لی۔ ایک دن قبل وہ اپنی فیملی کے ہمراہ یہاں آئے تھے۔ اور بدقسمتی سے اس دوران یہ اندوہناک حادثہ پیش آ گیا ہے۔'' ——— چغتائی نے صدمہ انگیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے مسٹر چغتائی۔ ڈاکٹر گل جان اس ملک کی اتنی بڑی شخصیت ہیں۔ وہ بغیر سکیورٹی کے یہاں آ گئے۔'' ——— کیپٹن شکیل نے شدید حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''وہ اپنی سکیورٹی کے ہمراہ ہی آئے تھے لیکن یہاں میری اپنی سکیورٹی فورس موجود ہے۔ لہٰذا ان کے اپنے سکیورٹی والے انہیں یہاں پہنچا کر واپس چلے گئے۔'' ——— چغتائی نے قدرے مطمئن انداز میں کہا۔ لگتا تھا حالات کا اس پر کوئی زیادہ گہرا اثر نہیں ہوا۔

''ڈاکٹر گل جان اس وقت کہاں ہیں۔ ہم ان سے ملنا چاہتے ہیں۔'' ——— صفدر نے تیکھی نظروں سے چغتائی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ سخت صدمے کی حالت میں ہیں۔ ان پر غشی طاری ہے۔ یہی حالت ان کی بیگم کی ہے۔ وہ اپنی خوابگاہ میں ہیں اور ان کے ذاتی

معالج ان کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔ انہوں نے ڈاکٹر گل جان سے کسی کے بھی ملنے پر پابندی لگا دی ہے۔ حالانکہ مجھ پر بھی۔ لہٰذا میں معذرت خواہ ہوں کہ فی الحال آپ ان سے نہیں مل سکتے۔'' ——— چغتائی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

''دیکھئے مسٹر چغتائی۔ ہم نے بتایا ہے کہ ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور ہمیں ڈاکٹر گل جان سے مل کر حکومت کو ان کے بارے میں رپورٹ کرنا ہے۔ وہ کوئی عام شخصیت نہیں اور موجودہ حالات میں انہیں کسی پرائیویٹ مقام پر نہیں رکھا جا سکتا۔ ان کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ہمیں ہرصورت ان سے ملنا ہوگا ورنہ حکومت کی دیگر خفیہ ایجنسیاں اس معاملے میں کود پڑیں گی اور آپ شدید مشکلات کا شکار ہو جائیں گے۔'' ——— صفدر نے قدرے سخت لہجے میں چغتائی سے کہا۔

''مجھے نہیں معلوم کیا ہوگا۔ لیکن بہرحال ڈاکٹر گل جان میرے مہمان اور عزیز ترین دوست ہیں۔ ان کی حالت ٹھیک نہیں اور ان کے ذاتی معالج ان کا علاج کر رہے ہیں۔ اس صورتحال میں میں کسی کو ان سے ملنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔'' ——— چغتائی نے اٹل لہجے میں کہا۔

''کیا لڑکیوں کے پراسرار قتل کے بارے میں آپ کو کچھ معلوم ہے۔'' ——— کیپٹن شکیل نے اچانک گفتگو کا موضوع تبدیل کر دیا۔

''مجھے کیا معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

کام ہے۔ وہ سراغ لگائیں۔''۔۔۔۔۔ چغتائی نے اس مرتبہ سٹپٹائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

''یہی تو ہم سراغ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اچھا اب آخری سوال اور وہ یہ کہ آپ کا وہ سونے کا مقدس گولڈن لاکٹ کہاں ہے جو نیازی صاحب نے مقدس مقامات کی زیارت سے واپسی پر آپ کو تحفے میں دیا تھا۔ ہم وہ لاکٹ دیکھنا چاہتے ہیں۔''۔۔۔۔۔ صفدر نے اچانک غیر متوقع طور پر یہ سوال کیا تو چغتائی کا ہاتھ بے ساختہ انداز میں اپنے گلے کی طرف بڑھا۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر بوکھلاہٹ نظر آنے لگی۔

''وہ لاکٹ۔ میرے خیال میں ۔ وہ لاکٹ میرے بیڈروم کی الماری ہوگا۔''۔۔۔۔۔ چغتائی نے بوکھلائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

''تمہارا خیال غلط ہے چغتائی۔ اس لئے کہ تمہارا کوئی لاکٹ الماری میں نہیں بلکہ ان جھاڑیوں میں الجھا پڑا تھا جہاں پانچ معصوم بچیوں کا بہیمانہ قتل کیا گیا۔ اور اس وقت وہ لاکٹ ہمارے پاس ہے۔ تم دیکھ سکتے ہو اور بہتر ہے کہ تم ہمارے ساتھ چلو۔ تاکہ اس معاملے پر بات کی جا سکے۔''۔۔۔۔۔ صفدر نے وہ لاکٹ جیب سے نکال کر چغتائی کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔ چغتائی پر خوف کی کیفیت طاری ہوگئی اور وہ یک دم اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ دوسرے لمحے اس نے دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی۔ کیپٹن شکیل نے پھرتی سے ریوالور نکال کر اس کی ٹانگوں پر فائر کیا لیکن وہ باہر نکل چکا تھا۔ گولی صندلی دروازے

پٹ میں گھس گئی۔ اسی اثناء میں صفدر بھی کیپٹن شکیل کے ہمراہ ریوالور سنبھالے دروازے کی طرف لپکا لیکن انہیں فوراً اندر واپس آنا پڑا کیونکہ راہداری کی دائیں سمت سے عمارت کے اندرونی حصے سے کئی رائفل بردار مسلح آدمی دوڑتے چلے آ رہے تھے۔ صفدر بیرونی سمت کھلنے والی کھڑکی کی طرف لپکا۔

''یہاں سے باہر نکلنا ہوگا۔ باہر جا کر ان کا مقابلہ کیا جائے گا۔'' صفدر نے تیز آواز میں کیپٹن شکیل سے کہا۔ اس کے ساتھ ہی صفدر نے بیرونی کھڑکی کے شیشے کا پٹ کھول دیا اور جست لگا کر باہر کود گیا۔ لیکن کیپٹن شکیل کو باہر کودنے کی مہلت نہ مل سکی۔ چغتائی کے مسلح گارڈز دندناتے ہوئے ڈرائنگ روم کے اندر آ گھسے تھے اور اندر آتے ہی انہوں نے فائر کھول دیا۔ کیپٹن شکیل نے بجلی کی سی تیزی سے ایک صوفے کے عقب میں پوزیشن لے لی اور صوفے کی سائیڈ سے آگے آنے والے ایک سکیورٹی گارڈ پر فائر داغ دیا۔ گولی اس کے دائیں گھٹنے میں پیوست ہوگئی۔ اس کی گھٹنے کی ہڈی چکنا چور ہوگئی اور خون کا تیز فوارہ پھوٹ نکلا۔ وہ چیختا ہوا نیچے گر گیا اور رائفل اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اس کے ساتھ ہی صفدر نے کھڑکی کی بیرونی سمت سے پے در پے کئی گولیاں ان گارڈز پر فائر کر دیں۔ ان میں سے ایک گولی دوسرے گارڈ کے پیٹ میں گھس گئی۔ اس کے پیٹ سے بھی خون تیزی سے بہہ نکلا اور وہ اپنی رائفل پھینک کر پیٹ پکڑے بری طرح چنگاڑتا ہوا زمین پر دوہرا ہو گیا۔ باقی گارڈز نے صورتحال دیکھی تو تیزی سے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

نشست گاہ سے باہر نکلتے چلے گئے لیکن باہر سے انہوں نے فائرنگ کا سلسلہ جاری رکھا۔

”کیپٹن شکیل۔ میں ان پر کراس فائرنگ جاری رکھے ہوئے ہوں۔ تم آگے بڑھ کر زخمی ہونے والے دونوں گارڈز کی رائفلوں پر قبضہ کر لو اور کھڑکی کی طرف آ جاؤ“ ______ صفدر نے بیرونی سمت سے تیز آواز میں کیپٹن شکیل سے کہا اور کیپٹن شکیل اپنے ریوالور سے فائر کرتا ہوا اور فرش پر گویا انداز میں رینگتا ہوا سکیورٹی گارڈز کی فرش پر پڑی رائفلوں کی طرف بڑھنے لگا۔ نشست گاہ سے باہر موجود مسلح گارڈز چونکہ آڑ میں تھے اس لئے وہ کیپٹن شکیل کو نہ دیکھ سکے۔ دونوں گھائل ہونے والے گارڈز فرش پر بے حس و حرکت اوندھے پڑے تھے۔ کیپٹن شکیل نے ان کی رائفلوں پر قبضہ کر لیا اور انتہائی تیزی سے رینگتا ہوا واپس بیرونی کھڑکی کے قریب آ گیا۔ اس نے رائفلیں کھڑکی کے کھلے ہوئے پٹ سے باہر پھینک دیں۔

صفدر نے فوراً ایک رائفل اٹھائی اور کیپٹن شکیل کو بدستور نشست گاہ کے فرش پر لیٹے رہنے کی ہدایت کر کے اس نے گارڈز پر رائفل کی گولیوں کی تیز بوچھاڑ پھینکی۔ وہ شاید اس شدید حملے کے لئے تیار نہیں تھے۔ چنانچہ گھبراہٹ کی حالت میں وہ دروازے سے قدرے دور ہٹ گئے۔ کیپٹن شکیل کو موقع مل گیا اور صفدر کے اشارے پر وہ کھڑکی میں سے باہر کود گیا۔ یہ چغتائی کے فارم ہاؤس کی وسیع و عریض عمارت کا طویل کوریڈور تھا جہاں جگہ جگہ سنگ مرمر کے ستون چھت سے منسلک

تھے۔ کیپٹن شکیل نے بھی ریوالور کو اندرونی جیب میں ڈال کر ایک رائفل اٹھائی اور پھر وہ فائرنگ کرتے ہوئے اور ستونوں کی آڑ لیتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے۔ تنویر اور جولیا عمارت کے دوسری طرف موجود تھے جہاں عمارت کے اندر داخل ہونے کا مرکزی دروازہ تھا۔ لیکن چغتائی کے مسلح رائفل بردار سکیورٹی گارڈز وہاں بھی پہنچ چکے تھے اور انہوں نے تنویر اور جولیا پر بھی فائرنگ شروع کر دی تھی۔ وہ دونوں صورتحال کی نزاکت کو بھانپ چکے تھے۔ چنانچہ پہلے تو انہوں نے اپنے ریوالور سے پے در پے گولیاں فائر کر کے گارڈز کو قدرے پیچھے ہٹایا اور پھر انتہائی پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فارم ہاؤس کی مرکزی عمارت کے گرد پھیلے سبزے کے وسیع و عریض قطعات میں جا بجا لگے درختوں کے جھنڈ کے عقب میں پناہ گزین ہو گئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی رائفلوں سے فائر کرتے ہوئے ان کی طرف بڑھ رہے تھے تاکہ انہیں شیلٹر مہیا کیا جا سکے۔ چغتائی کے سکیورٹی گارڈز عمارت کے مختلف حصوں میں پوزیشنیں سنبھالے ہوئے تھے چونکہ صفدر اور کیپٹن شکیل کی طرف سے شدید فائرنگ کی جا رہی تھی۔ اس لئے وہ سامنے آنے سے کترا رہے تھے۔

جلد ہی صفدر اور کیپٹن شکیل فائرنگ کرتے ہوئے تنویر اور جولیا کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے ان کے قریب ہی درختوں کی اوٹ میں پوزیشن حاصل کر لی تھی۔ اس اثناء میں تنویر نے دیکھا کہ فارم ہاؤس کے بیرونی گیٹ پر متعین سکیورٹی گارڈ پھنکارتا ہوا ان کی طرف بھاگا چلا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

آرہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی رائفل لہرا رہی تھی اور اس کے تاثرات ایسے تھے جیسے ایک ہی برسٹ میں ان چاروں کو بھون کر رکھ دے گا۔ تنویر نے فوراً نشانہ باندھ کر اس پر فائر داغ دیا۔ گولی اس کی کھوپڑی توڑتی ہوئی نکل گئی اور بھیجا ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا۔ وہ ایک ہولناک دہاڑ کے ساتھ الٹی قلابازی کھا کر گرا اور بغیر تڑپے ٹھنڈا ہو گیا۔

"ڈرٹی سوائین۔ کسی خنزیر کے بطن سے نمودار ہو کر یہاں چلا آ رہا تھا۔" ـــــ تنویر نے نفرت سے تھوکتے ہوئے کہا۔

"اس کی رائفل پر قبضہ کرو تنویر۔ یہاں سے کسی کو بچ کر نکلنا نہیں چاہیے۔ چغتائی کو بھی نہیں۔" ـــــ صفدر نے گرجتی ہوئی آواز میں کہا۔

"صفدر صاحب۔ اندر ڈاکٹر گل جان اور ان کی بیگم بھی موجود ہیں۔ کہیں وہ چغتائی انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔" ـــــ کیپٹن شکیل نے اپنی تشویش سے آگاہ کرتے ہوئے صفدر سے کہا۔

"ایسا نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ ڈاکٹر گل جان سے کوئی خاص مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے اور جب تک وہ مقاصد حاصل نہیں ہو جائیں گے۔ وہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔" ـــــ صفدر نے مطمئن لہجے میں کہا۔ اس اثناء میں تنویر چھوندار پودوں کی آڑ لیتا ہوا ہلاک ہونے والے سکیورٹی گارڈز کی رائفل حاصل کر چکا تھا۔ دوسری طرف سے مختلف سمتوں سے چغتائی کے گارڈز فائرنگ جاری رکھے ہوئے تھے۔ ادھر سے صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر جوابی فائرنگ کر رہے تھے۔ جولیا کا

اور گولیوں سے خالی ہو چکا تھا اور وہ اس کا میگزین دوبارہ لوڈ نے میں مصروف تھی۔ کچھ لمحوں بعد سکیورٹی گارڈز کی طرف سے نگ بند ہو گئی۔

چند لمحوں بعد اچانک کمپاؤنڈ کی طرف سے گاڑیوں کے اسٹارٹ نے کی آواز سنائی دی۔ صفدر وغیرہ تیزی سے اس طرف متوجہ ہوئے چغتائی کے کم و بیش دس سکیورٹی گارڈ کمپاؤنڈ میں کھڑی دو ہیوی کل جیپوں میں بیٹھ کر انہیں اسٹارٹ کر چکے تھے۔ اور اس سے پہلے کہ صفدر اور اس کے ساتھی ان کی طرف لپکتے۔ جیپیں اسٹارٹ ہو کر تیز رفتاری سے بیک ہوئیں اور فارم ہاؤس کی حدود سے باہر نکلتی چلی گئیں۔

"کیپٹن شکیل۔ فوراً ان کا پیچھا کرو۔ تنویر، جولیا تم بھی ساتھ جاؤ۔ انہیں بچ کر نکلنا نہیں چاہیے۔ میں عمارت کے اندر جا رہا ہوں۔ وہاں چغتائی ڈاکٹر گل جان کے ساتھ موجود ہے۔ انہیں دیکھنا بے حد ضروری ہے۔ بعد میں میں تمہارے پیچھے آ جاؤں گا۔" ـــــ صفدر نے تیز آواز میں کیپٹن شکیل، تنویر اور جولیا کو ہدایت جاری کرتے ہوئے کہا تو وہ تیزی سے اپنے ہتھیاروں سے فائرنگ کرتے ہوئے فارم ہاؤس کے باہر سڑک پر کھڑی اپنی کمانڈو پیکارڈ جیپ کی طرف لپکے۔ ڈرائیونگ سیٹ تنویر نے سنبھال لی تھی۔ کیپٹن شکیل اچھل کر اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ جولیا نے عقبی سیٹ سنبھال لی۔ تنویر نے پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جیپ اسٹارٹ کی۔ سکیورٹی گارڈز کی جیپیں اس

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اثناء میں کم از کم ڈیڑھ فرلانگ دور جا چکی تھیں۔ تنویر نے طوفانی رفتار سے اپنی جیپ ان کے پیچھے لگا دی۔ کیپٹن شکیل اور جولیا نے رائفلوں سے ان پر فائرنگ کا سلسلہ جاری رکھا۔ لیکن سکیورٹی گارڈز کی طرف سے ابھی تک کوئی جوابی فائرنگ نہیں کی گئی۔

صفدر فارم ہاؤس کی عمارت کے اندر داخل ہو چکا تھا۔ رائفل تھامے وہ ہائی الرٹ پوزیشن میں گوریلا طرز پر عمارت کے اندر چغتائی اور ڈاکٹر گل جان کا کھوج لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن عمارت کے اندر کوئی ذی روح موجود نہیں تھا۔ وہاں سے تمام لوگ غائب ہو چکے تھے۔ چغتائی اور ڈاکٹر گل جان کا بھی وہاں کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ صفدر نے عمارت کا کونہ کونہ چھان مارا۔ لیکن سب وہاں سے نکل چکے تھے۔ صفدر عمارت کی عقبی سمت میں آ گیا۔ وہاں اسے فارم ہاؤس کا ایک عقبی گیٹ کھلا نظر آیا اور دور کافی فاصلے پر ایک جیپ کچے راستے پر دھول اڑاتی جاتی دکھائی دی۔ صفدر فوراً ہی سمجھ گیا کہ چغتائی اس جیپ میں ڈاکٹر گل جان اور ان کی بیگم سمیت فرار ہو چکا ہے۔ وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا عمارت کے سامنے والی سمت میں آ گیا۔ وہاں کمپاؤنڈ میں ایک ہائی سپیڈ کمانڈو موٹر سائیکل کھڑی تھی۔ اس کے اگنیشن میں چابی موجود نہیں تھی۔ صفدر نے جیب سے ماسٹر کی نکال کر اگنیشن میں لگائی اور کک لگا کر موٹر سائیکل اسٹارٹ کی۔ اگلے لمحے وہ کمانڈو موٹر سائیکل پر طوفانی رفتار سے چغتائی کے گارڈز اور اپنے ساتھیوں کی جیپوں کے پیچھے جا رہا تھا۔

کیپٹن شکیل اور جولیا آگے جاتی سکیورٹی گارڈز کی جیپ پر مسلسل فائرنگ کر رہے تھے جبکہ گارڈز کی طرف سے بھی جوابی فائرنگ کی جا رہی تھی۔ صفدر کی ہیوی موٹر سائیکل کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ محض چند لمحوں میں اس نے کیپٹن شکیل کی جیپ کو ٹریس کر لیا تھا۔ اس دوران اس نے اپنی واچ ٹرانسمیٹر پر کیپٹن شکیل سے رابطہ قائم کر لیا تھا۔

"کیپٹن شکیل بول رہا ہوں۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ جیپ سے کیپٹن شکیل نے کال رسیور کرتے ہوئے کہا۔

"صفدر کالنگ یو کیپٹن شکیل۔ میں ایک ہیوی موٹر سائیکل پر تم لوگوں کے پیچھے آ رہا ہوں اور صرف ایک فرلانگ کے فاصلے پر موجود ہوں۔ تنویر سے کہو کہ اپنی جیپ کی رفتار بڑھا کر مجرموں کی جیپوں کے قریب پہنچنے کی کوشش کرے اور کسی نہ کسی طرح ان کی جیپیں تباہ کرنے کی کوشش کرو۔ ہمیں ان میں سے کسی ایک کو زندہ بھی گرفتار کرنا ہے۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے گرجتی ہوئی آواز میں کہا۔

"صفدر صاحب۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جلد از جلد مجرموں کے قریب پہنچ سکیں۔ لیکن ان کی جیپوں کی رفتار بھی بہت زیادہ ہے۔ ہم ان کے ٹائر برسٹ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کیپٹن شکیل نے سنسناتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"بیسٹ آف گڈ لک۔ میں بھی جلد تمہارے قریب پہنچنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے پرجوش لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی موٹر سائیکل کی رفتار میں اضافہ کرتا چلا گیا۔ کیپٹن

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

شکیل اور جولیا رائفلوں سے آگے جاتی گارڈز کی جیپوں پر فائرنگ کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے تھے۔ تنویر چونکہ جیپ کو ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس لئے وہ فائرنگ کرنے سے قاصر تھا۔ گارڈز کی طرف سے بھی جوابی فائرنگ شروع ہو گئی تھی۔ ان کے درمیان کم از کم دو فرلانگ کا فاصلہ اب بھی برقرار تھا کیونکہ گارڈز کی جیپوں کی رفتار بھی بہت تیز تھی۔ کیپٹن شکیل اور جولیا کے پاس موجود رائفلوں سے گولیاں تیزی سے ختم ہو رہی تھیں اور یوں لگ رہا تھا کہ وہ زیادہ دیر تک مجرموں پر فائرنگ کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکیں گے۔

چند منٹ کے وقفے سے صفدر اپنے ساتھیوں کی جیپ کے پاس پہنچ چکا تھا۔ جونہی وہ جیپ کے پہلو میں پہنچا تو اس نے تنویر کو جیپ کی رفتار قدرے کم کرنے کا اشارہ کیا اور جولیا سے کہا کہ وہ جیپ کا سائیڈ کا دروازہ کھول دے گا کہ وہ جیپ کے اندر کود سکے۔ جولیا نے فوراً سائیڈ دروازہ کھول دیا۔ اس دوران تنویر نے جیپ کی رفتار قدرے ہلکی کر دی تھی۔ چنانچہ صفدر نے ایک ماہر جمناسٹک کی طرح چلتی ہوئی موٹر سائیکل سے جیپ کی طرف جست لگائی اور دوڑتی جیپ کے دروازے سے اندر کود گیا۔ یہ اس کی انتہائی مہارت تھی کہ وہ دوڑتی جیپ کے اندر کود گیا تھا۔ ورنہ اندازے کی ذرا سی غلطی اس کے لئے جان لیوا ثابت ہو سکتی تھی۔ اس کی موٹر سائیکل لہراتی ہوئی سڑک کے کنارے درختوں کے جھنڈ میں جا گھسی۔

صفدر کے جیپ کے اندر آتے ہی جولیا نے دروازہ بند کر دیا اور

تنویر نے اس کی رفتار میں پھر اضافہ کر دیا۔ صفدر نے فوری طور پر دائیں سمت کی کھڑکی کی طرف پوزیشن سنبھال لی اور کندھے سے لٹکی رائفل اتار کر آگے جاتی مجرموں کی جیپوں پر بے تحاشا گولیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ کیپٹن شکیل اور جولیا کی رائفلیں گولیوں سے خالی ہو چکی تھیں۔ انہوں نے اپنے ریوالوروں کے میگزین لوڈ کر لئے تھے اور صفدر کے ساتھ ساتھ وہ بھی ریوالوروں سے مجرموں کی جیپوں پر فائر کر رہے تھے لیکن اس تابڑ توڑ فائرنگ کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو رہا تھا کیونکہ ان دونوں پارٹیوں کے درمیان فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ اسی لمحے فارم ہاؤسز کے قصبے کی حدود ختم ہو گئی۔ آگے گھنے درختوں سے ڈھکے جنگلات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ یہ وہ علاقہ تھا جہاں پانچ کمسن لڑکیوں کے گروپ کا وحشیانہ قتل کیا گیا تھا۔ رات کے اندھیرے میں مجرموں کی دونوں جیپیں گھنے جنگل میں داخل ہو کر غائب ہو گئیں۔ صفدر نے تنویر کو جیپ روکنے کی ہدایت کی۔ وہ مناسب ہتھیاروں کے بغیر اندھا دھند مجرموں کے پیچھے اس تاریک اور گھنے جنگل میں داخل نہیں ہونا چاہتا تھا۔ اس کی ہدایت پر تنویر نے جیپ روک دی۔

''میرے خیال میں مزید پیش قدمی سے پہلے ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کو کال کر کے صورتحال سے آگاہ کرنا چاہیے۔ اس کے بعد ہی کوئی اگلا اقدام کرنا مناسب ہو گا''۔۔۔۔۔ صفدر نے متفکر لہجے میں کہا۔ کیپٹن شکیل، تنویر اور جولیا نے اس کے خیال کی تائید کی۔ چنانچہ صفدر اپنی واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو سے رابطہ کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ جلد ہی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

رابطہ قائم ہو گیا۔

''ایکسٹو انڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور۔''۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''صفدر کالنگ یو چیف۔''۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا اور پھر جلدی جلدی مختصر انداز میں ایکسٹو کو تمام تفصیل سے آگاہ کر دیا۔

''ڈاکٹر گل جان کا اغواء بہت حساس معاملہ ہے۔ اس سے پاکیشیا کی سلامتی کو بہت بڑے خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹر گل جان ان دنوں اٹامک انرجی ایجنسی کے خفیہ اور حساس ترین پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں۔ ان کی اپنی بیگم سمیت فوراً برآمدگی ضروری ہے۔ انٹیلی جنس کے مزید کمانڈو دستے نیازی کے فارم ہاؤس پر پہنچ چکے ہیں۔ تم فوراً وہاں جا کر ان کی کمانڈ سنبھال لو۔ اس کے علاوہ میں نعمانی، صدیقی، چوہان اور خاور کو بھی پورے علاقے کے گرد گھیرا تنگ کرنے کی ہدایت کر رہا ہوں۔ یہ کمانڈو آپریشن جلد از جلد مکمل ہونا چاہیے۔ لیکن مجرموں میں سے چند کا زندہ گرفتار ہونا بھی ضروری ہے تاکہ ان پر سے پردہ اٹھایا جا سکے۔ معلوم ہوا ہے کہ ان کا تعلق دنیا کے سفاک ترین قاتلوں کی تنظیم ہارڈ کلرز سے ہے۔ لیکن ان کا بگ باس کون ہے اس بارے میں فی الحال کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ اوور۔''۔۔۔۔ ایکسٹو نے بھرائی ہوئی آواز میں صفدر کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب کا بھی کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ کیا انہیں بھی ہارڈ کلرز نے غائب کیا ہے۔ اوور۔''۔۔۔۔ صفدر نے تشویش کن لہجے

میں پوچھا۔

''اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہو سکتا ہے وہ ہارڈ کلرز کے ہتھے ہی چڑھا ہو۔ چونکہ کیپٹن شکیل اور جوانا کو شہر سے باہر جانے والی مضافاتی سڑک پر اس کی تباہ شدہ ٹو سیٹر مل گئی تھی۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ ایک بڑے حادثے سے دوچار ہوا ہے۔ بہرحال چغتائی والے آپریشن کو مکمل کرنے کے بعد ڈاکٹر گل جان اور عمران کی تلاش کے لئے آپریشن شروع کیا جائے گا۔ اوور اینڈ آل۔''۔۔۔۔ ایکسٹو نے تفصیلات سے صفدر کو آگاہ کرتے ہوئے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

صفدر نے اپنے ساتھیوں میں سے کیپٹن شکیل اور جولیا کو چغتائی کے گارڈز کے پیچھے جنگل کی طرف روانہ کر دیا اور انہیں سیکرٹ سروس کے دیگر ممبران کے ساتھ مل کر قاتلوں کے گرد گھیرا تنگ کرنے کی ہدایت کی۔ جبکہ خود وہ تنویر کے ہمراہ پیدل ہی نیازی کے فارم ہاؤس کی طرف روانہ ہو گیا جو وہاں سے قریب ہی واقع تھا اور انٹیلی جنس کمانڈوز کے تازہ دم دستے وہاں پہنچ چکے تھے۔ وہ سب ٹیلی سکوپ رائفلوں سے مسلح تھے جن کے عدسے رات کی تاریکی میں دیکھنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ وہ بکتر بند گاڑیوں میں وہاں آئے تھے اور ان کی تعداد کم از کم دو درجن تھی۔ صفدر اور تنویر نے ان کی کمان سنبھال لی اور بکتر بند گاڑیوں میں سوار ہو کر جنگل کی طرف روانہ ہوئے جہاں چغتائی کے مسلح گارڈز نے پناہ حاصل کر رکھی تھی۔ راستے میں صفدر نے اپنی واچ ٹرانسمیٹر پر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

چوہان سے رابطہ قائم کر لیا۔

''چوہان اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور۔''______ ٹرانسمیٹر کا رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے چوہان کی آواز سنائی دی۔

''صفدر کالنگ یو۔ میں تنویر کے ہمراہ کچھ رائفل بردار کمانڈوز کو لے کر جنگل کی طرف آ رہا ہوں۔ وہاں مزید کچھ مجرموں نے پناہ حاصل کی ہے۔ تم لوگ اس وقت کس پوزیشن میں ہو۔ اوور۔'' صفدر نے گونج دار آواز میں اس سے پوچھا۔

''صفدر صاحب۔ ہم نے یعنی میں، خاور، صدیقی اور نعمانی نے اپنے کمانڈوز کے ہمراہ چاروں طرف سے علاقے کو گھیر لیا ہے۔ کیپٹن شکیل اور جولیا بھی ابھی کچھ دیر پہلے ہم سے آ ملے ہیں۔ اور ہم بہت کم درمیانی فاصلے سے دشمن کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ چغتائی کے گارڈز جو ابھی ابھی یہاں آئے ہیں درختوں کے گھنے جھنڈ میں چھپے ہوئے ہیں۔ لیکن ہم ان کا سراغ لگا لیں گے۔ ابھی کچھ دیر پہلے ایکسٹو کی کال بھی آئی ہے۔ ایکسٹو کا حکم ہے کہ کچھ لوگوں کو زندہ بھی گرفتار کیا جائے تاکہ ان کے بارے میں تفصیل سے معلوم کیا جا سکے کہ وہ کون ہیں اور وحشیانہ قتل کی کن وارداتوں میں ملوث ہیں۔ اوور۔'' چوہان نے پوری تفصیلات سے صفدر کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ خاصا پرجوش تھا۔

''یقیناً۔ کچھ قاتلوں کا زندہ گرفتار کرنا بے حد ضروری ہے۔ بیسٹ آف یوگڈ لک۔ مجھے یقین ہے کہ ہم کامیاب ہوں گے۔ اوور اینڈ

آل۔''______ صفدر نے بھی بھرپور یقین اور جوش کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اور پھر سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

جلد ہی صفدر اور جولیا اپنے کمانڈوز کے ساتھ اس مقام پر پہنچ گئے جہاں کیپٹن شکیل اور چوہان موجود تھے اور ان کے ساتھ پانچ رائفل بردار کمانڈو بھی موجود تھے۔ جولیا صدیقی کے ساتھ موجود تھی۔ کیپٹن شکیل نے تمام ممبران کو اٹیک کرتے ہوئے بیک وقت آگے بڑھنے کا حکم دے دیا تھا۔ یہ علاقہ گھنے درختوں پر مشتمل تھا اور اندھیرا اس قدر گہرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ لیکن ان میں سے ہر ایک کے پاس ٹیلی سکوپ رائفل موجود تھی جو اندھیرے میں بھی دیکھنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

صفدر اور اس کے ساتھیوں نے تیزی سے گھنے درختوں میں فائرنگ شروع کی اور بیک وقت محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ وہ ایک دائرے کی شکل میں آگے بڑھ رہے تھے تاکہ وہاں چھپے ہوئے قاتل بھاگ نہ سکیں۔ کچھ دیر تک انکی طرف سے فائرنگ کی جاتی رہی لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ ادھر سے مسلسل خاموشی تھی۔ صفدر کو شک گزرا کہ وہاں مجرم ہیں بھی یا نہیں۔ اس نے عارضی طور پر اپنے ساتھیوں کو فائرنگ روکنے کی ہدایت کی اور گوریلا انداز میں آگے بڑھنے لگا تاکہ یہ اندازہ لگا سکے کہ مبینہ قاتل کس جگہ پر موجود ہیں۔ ابھی وہ چند قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ بغتتاً نامعلوم سمت سے بے تحاشا گولیاں برسائی جانے لگیں۔ یہ گولیاں مختلف ہتھیاروں سے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

برسائی جا رہی تھیں اور ان کی شدت بہت زیادہ تھی۔ یقینی طور پر گولیاں وہاں کسی جگہ چھپے ہوئے قاتلوں اور چغتائی کے کمانڈوز کی طرف سے برسائی جا رہی تھیں۔

"سب لوگ آڑ میں چلے جاؤ۔ اور زمین پر لیٹ جاؤ" ——— صفدر نے تیز لہجے میں اپنے ساتھیوں کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔ چنانچہ وہ بھی مدمقابل قاتلوں پر گولیوں کی بارش کرتے ہوئے انتہائی تیز رفتاری سے مختلف درختوں کی اوٹ میں چلے گئے اور زمین پر اوندھے منہ لیٹ کر پوزیشنیں سنبھال لیں۔ ٹیلی سکوپ میں انہیں کچھ فاصلے پر ہیولے سے نظر آئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے بے دریغ ان پر فائر کھول دیئے۔ وہ ہیولے بری طرح چیختے ہوئے زمین پر ڈھیر ہو گئے۔ یقینی طور پر وہ قاتل ہی تھے۔

اسی لمحے فضا میں ایک سمت سے کوبرا ہیلی کاپٹر نمودار ہوا۔ اس کی روشنیاں گل تھیں اور صرف پنکھے کے پروں کی آواز رات کی تاریکی اور سناٹے میں بری طرح گونج رہی تھی۔ صفدر وغیرہ چونک کر اس کوبرا ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھنے لگے۔ صفدر نے اس پر فائرنگ کا فیصلہ کیا۔ لیکن اس سے پہلے ہی کوبرا ہیلی کاپٹر سے ہینڈ گرنیڈ اور مارٹر گولے پھینکے جانے لگے۔ ہر طرف زوردار دھماکے گونجنے شروع ہو گئے اور آگ ہی آگ نظر آنے لگی۔ صفدر اور اس کے تمام ساتھیوں کو اس بمباری سے بچنے کے لئے فوری طور پر پیچھے جانا پڑ گیا۔ کوبرا ہیلی کاپٹر تیز ترین بمباری کرتا ہوا رات کی گہری تاریکی میں گھنے درختوں کے

قریب ایک کھلی جگہ پر اتر گیا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران اور ڈوز ہیلی کاپٹر کی بمباری کی زد میں آنے سے بچنے کے لئے بہت جا چکے تھے اور وہاں سے انہیں درختوں کے اندر لینڈ کئے گئے کوبرا کاپٹر کی درست پوزیشن کا اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔ صفدر اور اس کے شاید اندازے سے ہی فائرنگ کر رہے تھے لیکن دوسری طرف کوئی ردعمل دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ صفدر وغیرہ فائرنگ ضائع جا رہی تھی۔ چند منٹ بعد کوبرا ہیلی کاپٹر اچانک فضا بلند ہوا اور تیزی سے پرواز کرتا ہوا ان کی نظروں سے بہت دور گیا۔ تقریباً پندرہ منٹ صفدر اور اس کے ساتھیوں نے فائرنگ بند کیونکہ دوسری طرف سے بھی مسلسل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ پھر ساتھیوں نے تیز سرچ لائٹیں روشن کیں اور ان کی روشنی میں آگے بڑھنے لگے۔ درختوں کے اندر گھنی جھاڑیوں میں دو قاتلوں کی چھلنی شدہ لاشیں پڑی تھیں۔ باقی تمام ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر وہاں سے فرار ہو چکے تھے۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

مرچنٹ نامی انتہائی مکروہ شکل وصورت کا شخص کارٹل کے سفاک ترین قاتلوں میں سے سب سے زیادہ سفاک تھا۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ وہ انسانی عفریت تھا اور دنیا کے مختلف حصوں میں اب تک سینکڑوں انسانوں کو قتل کر چکا تھا۔ انسانی لاش پر سے اس کا گوشت اتار دینے کی اسے خاص مہارت حاصل تھی۔ اور اس کی قتل کی ہوئی لاش دیکھ کر سخت سے سخت دل انسان بھی تھرا اٹھتا تھا۔ اس کے چہرے اور جسم کے مختلف حصوں پر عجیب وغریب زخموں کے نشانات تھے اور منہ سے کراہت آمیز بدبو آتی رہتی تھی۔ وہ جب کسی انسان کو انتہائی وحشت انگیز انداز میں موت کے گھاٹ اتار دیتا تھا تو عموماً اس کے جسم کا گوشت اتار کر رکھ دیتا تھا۔ اور اگر اس پر بہت زیادہ وحشت طاری ہوتی تھی تو وہ انسانی گوشت چبانے سے بھی باز نہ آتا تھا۔ وہ قدیم دور کے آدم خور وحشیوں جیسا تھا اور اس جدید ترین دور میں بھی

نے افریقہ کے قدیم وحشی قبائل کے خونخوار آدم خوروں کی یاد تازہ کی تھی۔

وہ اس وقت کارٹل کے خفیہ چیمبر میں موجود تھا جہاں کارٹل کے چغتائی بھی موجود تھا۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ڈاکٹر گل جان اور ان کی بیگم کو یرغمال بنا کر وہاں لا چکا تھا۔ کارٹل کا یہ فارم ہاؤس دراصل کی زیر زمین سرگرمیوں کا خفیہ ٹھکانہ تھا۔ اس سے قبل عمران کو بھی کے آدمی وہاں لا چکے تھے اور اس وقت عمران ایک خفیہ تہہ خانے میں قید تھا۔ ڈاکٹر گل جان اور ان کی بیگم کو ایک الگ تہہ خانے میں رکھا تھا۔ کارٹل کو جب بھی اپنا کوئی خونی مشن مکمل کرنا ہوتا تھا تو دہشت گردی کی ہولناک فضا قائم کرنے کے لئے وہ ہمیشہ مرچنٹ کی خدمات حاصل کرتا تھا۔

"چغتائی۔ تم فوری طور پر زیر زمین چلے جاؤ۔ کیونکہ تم سیکرٹ سروس کی نظر میں آ چکے ہو۔ اس لئے اب تمہارا منظر عام پر رہنا خطرناک ہے۔ اگر سیکرٹ سروس کو معمولی بھنک بھی پڑ گئی کہ تم اس خفیہ ٹھکانے پر موجود ہو تو وہ اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ البتہ تم سکیورٹی گارڈز کے ہمراہ ڈاکٹر گل جان اور عمران پر کڑی نظر رکھو۔ خصوصاً عمران پر۔ وہ ایسا افلاطون ہے کہ اس سے کچھ بھی بعید نہیں کہ کب اور کیسے یہاں سے فرار ہو جائے۔ وقت آنے پر ہمیں ان کی اشد ضرورت ہوگی۔ سمجھ گئے تم"۔۔۔۔۔۔ کارٹل نے پھنکارتی ہوئی آواز میں اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"آپ فکر نہ کریں باس۔ میں اپنی ذمہ داریاں پوری طرح نبھاؤں گا" ۔۔۔۔ چغتائی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو" ۔۔۔۔ کارٹل نے سپاٹ لہجے میں کہا اور چغتائی اٹھ کر اس خفیہ چیمبر سے باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد کارٹل نے میز پر رکھی ایک سرخ فائل اٹھا کر مرچنٹ کی طرف بڑھا دی۔

"مرچنٹ۔ اس ہٹ لسٹ میں دس مطلوب شکاروں کی مکمل تفصیلات موجود ہیں جن میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کچھ ایجنٹوں کے نام بھی ہیں۔ ان سب کو تم نے اپنے خاص ہولناک طریقے سے قتل کرنا ہے۔ دہشت اور قتل و غارت گری کی ایسی ہولناک فضا قائم کرنی ہے کہ پاکیشیائی حکومت ہی نہیں بلکہ دنیا کی بڑی بڑی خفیہ ایجنسیاں بھی کانپ کر رہ جائیں" ۔۔۔۔ کارٹل نے فائل اس کے حوالے کرتے ہوئے سنسناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کارٹل۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ مرچنٹ کی ایک ہی خوبی ہے۔ اور وہ یہ کہ مرچنٹ انسانوں کو قتل ہی نہیں کرتا بلکہ ان کا گوشت اتار کر چبا جاتا ہے۔ کیا تم نے کبھی مرچنٹ کو انسانی گوشت چباتے نہیں دیکھا۔ آج کی جدید دنیا کا سب سے بڑا آدم خور میں ہوں" ۔۔۔۔ مرچنٹ نے زہر آلود لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی تعفن زدہ زرد آنکھوں سے آگ کے شعلے سے لپکتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ اس کے سیاہ دانتوں پر گندگی کی موٹی تہہ جمی ہوئی تھی۔

"اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ اسی لئے تو میں تمہاری سب سے

زیادہ قدر کرتا ہوں۔ اب تم اپنے مشن پر روانہ ہو جاؤ۔ میں چاہتا ہوں کہ تم جلد از جلد اسے مکمل کر لو" ۔۔۔۔ کارٹل نے ایک زہریلی مسکراہٹ چہرے پر مسلط کرتے ہوئے کہا۔ چنانچہ مرچنٹ فائل لے کر وہاں سے نکلا اور فارم ہاؤس کی مرکزی عمارت کے کمپاؤنڈ میں کھڑی کیڈلاک کار میں سوار ہو کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد کارٹل بھی اپنے خفیہ چیمبر سے نکلا اور لفٹ کے ذریعے اس تہہ خانے میں آ گیا جہاں عمران کو قید کیا گیا تھا۔ اسے لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا اور یہ زنجیریں دیواروں میں نصب آہنی کڑوں کے ساتھ لاک کر دی گئی تھیں۔ کارٹل کو تہہ خانے میں داخل ہوتے دیکھ کر عمران طنزیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ کچھ زخمی بھی تھا۔

"اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتاؤ۔ میں فوراً بندوبست کر دوں گا۔ کارٹل تم جیسے ذہین دشمنوں کی بہت قدر کرتا ہے" ۔۔۔۔ کارٹل نے گھٹنوں کے بل عمران کے سامنے بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ لیکن اس کا انداز طنزیہ تھا۔

"کار۔ ٹل۔ یہ نام ہے یا کسی کار کا ٹل۔ جس طرح بچے گلی ڈنڈے میں ٹل لگاتے ہیں اسی طرح شاید تم کاروں کو ٹل لگاتے ہو گے۔ اپنا نام تبدیل کرو ورنہ کسی دن تمہیں بھی ٹل لگ جائے گا" عمران نے کھلنڈرے پن سے کہا۔

"میں تمہاری بات کا برا نہیں مناتا۔ اس لئے کہ تم میرے خاص دشمن ہو۔ ویسے بھی "سمورائی" والے کیس میں تم سے ٹکرانے کا کوئی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

خاص لطف نہیں آیا تھا۔ لہٰذا اس مرتبہ دل کی ساری حسرتیں پوری کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے تمہیں میرا ایک اہم کام بھی کرنا ہے۔ ڈاکٹر گل جان کے ذریعے اٹامک انرجی کے سینٹری فیوز جوان کی تازہ ترین ایجاد ہے وہ تم مجھے فراہم کرو گے۔ ویسے میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ ڈاکٹر گل جان اور ان کی چہیتی بیگم دونوں میرے قبضے میں ہیں۔''۔۔۔۔ کارٹل نے کرخت لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر عمران قدرے چونکا۔ اگر ڈاکٹر گل جان اس کے قبضے میں تھے تو یہ پاکیشیا کی سلامتی کے لئے بہت خطرناک بات تھی۔

''لگتا ہے ڈاکٹر گل جان کے میرے قبضے میں ہونے کی خبر سن کر تمہیں سانپ سونگھ گیا ہے۔''۔۔۔۔ کارٹل نے تیکھی نظروں سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مجھے شاید کسی سانپ نے سونگھا ہو گا اور اب میں جسے سونگھوں گا تو اس سانپ کا سارا زہر اس میں بھر جائے گا۔ تم ذرا مجھ سے دور رہنے کی کوشش کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ میں تمہیں سونگھ لوں۔''۔۔۔۔ عمران نے بظاہر مسخرے پن سے کہا لیکن اس کے لہجے میں تلخی چھپی ہوئی تھی۔ اس کی بات سن کر کارٹل بے ساختہ طنزیہ قہقہے لگانے لگا۔

''مجھے تمہاری یہی باتیں تو پسند ہیں۔ بہرحال جلد ہی تم سے دوبارہ ملاقات ہو گی۔''۔۔۔۔ کارٹل نے سپاٹ لہجے میں کہا اور وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

پاکیشیا کے غیر معروف چھوٹے سے شہر سندر نگر میں رات نصف سفر طے کر چکی تھی۔ بیشتر لوگ سو چکے تھے یا سونے کی تیاری کر رہے تھے۔ اس چھوٹے سے شہر میں تفریح نام کی کوئی خاص چیز موجود نہیں تھی۔ کہیں اکا دکا ریسٹورنٹ یا چائے خانوں کے سوا ہر سو تاریکی کا تسلسل تھا۔ سکوت نے فضا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ معاً ایک اپارٹمنٹ سے ایک نوجوان دوڑتا ہوا باہر نکلا اور گشت پر نکلے ہوئے دو پولیس والوں کے سامنے جا کر ہانپنے لگا۔ اس کی ایک کلائی سے ہتھکڑی لٹک رہی تھی اور اس کے چہرے پر خوف و دہشت کے گہرے تاثرات مسلط تھے۔ وہ باقاعدہ کانپ رہا تھا۔

''میرے اپارٹمنٹ کے اندر ایک جنونی پاگل شخص موجود ہے۔ وہ مجھے قتل کر دینا چاہتا ہے۔''۔۔۔۔ نوجوان نے اپنے اپارٹمنٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر پولیس والے بے حد

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

حیران رہ گئے۔

''کیا مطلب۔کون ہے وہ شخص۔''______ایک پولیس والے نے حیرت سے پوچھا۔

''میں نہیں جانتا وہ کون ہے۔لیکن وہ اچانک میرے اپارٹمنٹ میں گھس آیا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ میرا دل نکال کر کھا جائے گا۔ یہ دیکھو۔ یہ ہتھکڑی بھی اسی نے مجھے لگائی ہے۔''______نوجوان نے خوف سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

دونوں پولیس والے اس کے ساتھ اس کے اپارٹمنٹ گئے۔ بیرونی دروازہ اندر سے مقفل تھا۔ جس کا مطلب یہی تھا کہ اس کے اپارٹمنٹ کے اندر کوئی موجود ہے۔ پولیس والے نے کال بیل بجائی۔ چند لمحوں بعد ایک خوفناک شکل وصورت کے شخص نے دروازہ کھولا۔ اس کے حلیے سے ہی نظر آرہا تھا کہ وہ کوئی خطرناک شخص ہے۔ خاص طور پر اس کے چہرے پر زخموں کے عجیب وغریب نشانات اس کی شخصیت کو بے حد خوفناک اور بھیانک بنا رہے تھے۔ وہ کارنل کے ہارڈ کلرز کا سب سے سفاک ترین قاتل مرچنٹ تھا۔ پولیس والوں کو دیکھ کر اس کے چہرے پر ایک زہر خند مسکراہٹ دکھائی دینے لگی اور اس کی آنکھوں میں وحشت عود کر آئی۔

''کیا بات ہے۔تم لوگ یہاں کس سلسلے میں آئے ہو۔'' مرچنٹ نے غراتی ہوئی آواز میں پولیس والوں سے کہا۔

''یہ کیا ہے۔تم نے اس نوجوان کے ہاتھوں میں ہتھکڑی کیوں لگائی

اور اس کے اپارٹمنٹ میں غیر قانونی طور پر کیسے گھس گئے۔ یہ بھی کہ یہ ہتھکڑی تم نے کہاں سے حاصل کی ہے۔''______ایک پولیس والے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس نوجوان کا اپارٹمنٹ۔ یہ سب کیا بکواس ہے۔ یہاں میں رہتا ہوں۔لگتا ہے یہ کوئی پاگل نوجوان ہے۔''______مرچنٹ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو پولیس والے حیران کن نظروں سے اس نوجوان کی طرف دیکھنے لگے۔

''یہ شخص۔ یہ بہت بڑا جھوٹ بول رہا ہے۔ میرا نام رحمان ہے۔ اور میں آرمڈ فورسز کی ایمونیشن تیار کرنے والی ہیوی انڈسٹری میں ریسرچ آفیسر کی حیثیت سے کام کرتا ہوں جو اس شہر کے مضافات میں قائم ہے۔ آپ بے شک میرے ساتھ والے اپارٹمنٹ کے لوگوں سے تصدیق کرلیں۔''______رحمان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اس وقت سب لوگ سو رہے ہیں۔ آپ اپارٹمنٹ کے اندر آجائیں۔ میں آپ کو ثبوت پیش کر دیتا ہوں۔''______مرچنٹ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ چنانچہ وہ تینوں اپارٹمنٹ کے اندر داخل ہو گئے۔

''مجھے یہ شخص کسی حوالات سے بھاگا ہوا مجرم لگتا ہے۔ اس لئے اس کے ہاتھ میں ہتھکڑی ہے۔شاید یہ میرے اپارٹمنٹ میں پناہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔لیکن اس پاگل نے آپ پولیس والوں سے رابطہ کرکے بہت بڑی غلطی کی۔ پولیس کی حراست سے بھاگ کر خود ہی پولیس والوں کے پاس چلا گیا۔''______مرچنٹ نے نشست گاہ میں داخل

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ہوتے ہوئے کہا۔

"بکواس۔ یہ بکواس کر رہا ہے۔ اگر میں بھاگا ہوتا تو مجھے پولیس والوں کے پاس جانے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ خوفناک شکل کا آدمی زبردستی میرے اپارٹمنٹ میں گھسا۔ مجھے قابو کر کے ہتھکڑی لگا دی اور پھر مجھے قتل کرنا چاہتا تھا۔ وہ تو میری قسمت اچھی تھی کہ کسی نہ کسی طرح اس کی گرفت سے نکل کر بھاگنے میں کامیاب ہوگیا۔ نہ جانے یہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتا تھا۔"——رحمان نے گھبراہٹ زدہ لہجے میں پولیس والوں کو بتایا۔ اس کے چہرے سے خوف کے تاثرات صاف واضح تھے۔

"تم دونوں کو ہمارے ساتھ پولیس اسٹیشن چلنا ہوگا۔ وہاں پولیس چیف ہی یہ فیصلہ کر سکے گا کہ تم دونوں میں سے سچا کون ہے۔ ہمارے پاس کوئی بھی فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں۔"——پولیس والوں نے حتمی لہجے میں کہا۔

"میں تیار ہوں۔"——رحمان نے جواب دیا۔

"مسٹر۔ تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔ وہیں پہنچ کر اب ساری بات چیت ہوگی۔"——پولیس والوں نے مرچنٹ سے کہا۔ لیکن اسی لمحے مرچنٹ کسی خونخوار عقاب کی مانند پولیس والوں پر جھپٹ پڑا اور ان کی گردنیں اپنے آہنی بازوؤں کے حصار میں جکڑ کر ایک ہی جھٹکے سے توڑ ڈالیں۔ وہ دونوں خرخراہٹ کی آوازیں نکالتے ہوئے زمین پر ڈھیر ہو گئے۔ رحمان نے یہ خوفناک صورتحال دیکھ کر وہاں سے بھاگنے کی کوشش

لیکن اس کی یہ کوشش ناکام ہوگئی۔ مرچنٹ نے عقب سے ایک شو پیس اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا۔ شو پیس شیشے کا تھا۔ رحمان چیخ کر سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکرایا اور دوہرا ہو کر زمین پر گر گیا۔ اسی لمحے مرچنٹ نے اپنی کمر کے دائیں پہلو کے ساتھ بندھا ہوا ایک ہتھوڑا نکالا اور آگے بڑھ کر رحمان کے سر پر اندھا دھند انداز میں ہتھوڑا برسانے لگا۔ رحمان کی کھوپڑی پاش پاش ہو کر رہ گئی۔ کچھ دیر تک وہ مرغ بسمل کی مانند بری طرح تڑپتا رہا پھر ٹھنڈا ہو گیا۔ مرچنٹ کا ہتھوڑا خون آلود ہو چکا تھا۔

"پہلا شکار۔ اپنے انجام کو پہنچا۔"——مرچنٹ نے خود کلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے اپنی بربریت کا مظاہرہ شروع کیا۔ اس نے تینوں لاشوں کے ٹکڑے کر کے ہر عضو الگ کر دیا۔ ہڈیوں پر سے گوشت اتار کر انہیں ہتھوڑے سے پیس کر رکھ دیا اور پلاسٹک کی تھیلیوں میں بھر کر فریزر میں ٹھونس دیا۔ اس بھیانک کارروائی کے بعد وہ اپارٹمنٹ سے باہر نکل آیا۔ اس کی کار اپارٹمنٹ کے پارکنگ ایریا میں کھڑی تھی۔ وہ کار میں بیٹھ کر نہایت اطمینان سے وہاں سے روانہ ہو گیا۔ وہاں سے وہ سیدھا اپنے شہر واپس آیا اور ساگا کے کچرے والے گودام کے اڈے پر پہنچ گیا۔ اس کا یہ سفر تقریباً ایک گھنٹے میں طے ہوا تھا۔ ساگا کا اڈہ شہر کے گنجان ڈاؤن ٹاؤن کے علاقے میں تھا۔ اس نے مرچنٹ کا گرمجوشی سے اپنے اڈے پر استقبال کیا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

”پہلا شکار اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے۔ اور اس کے ساتھ دو پولیس والے راہ چلتے مفت میں رگڑے گئے۔ بہرحال تم کارٹل کو میری طرف سے یہ ”خوشخبری“ پہنچا دو۔ اس کے بعد میں اگلی کارروائی کی تیاری کروں گا۔“ ـــــ مرچنٹ نے اس سے کہا۔ چنانچہ ساگا نے ایک ٹرانسمیٹر پر کارٹل سے رابطہ قائم کیا اور اسے مرچنٹ کی رپورٹ سے آگاہ کیا۔

”مرچنٹ سے کہو کہ اپنا مشن جاری رکھے۔ لیکن فی الحال میرے ساتھ ٹرانسمیٹر پر رابطہ نہ کیا جائے۔ کیونکہ پاکیشیا کی قانون نافذ کرنے والی تمام خفیہ ایجنسیاں حرکت میں آچکی ہیں اور ہائی الرٹ ہیں۔ ہمارے ہارڈ کلرز کو وسیع پیمانے پر تلاش کیا جارہا ہے۔ اس لئے ہمارے ٹرانسمیٹر روابط بھی ٹریس ہونے کا خطرہ ہے۔ آئندہ مرچنٹ یا دوسرے لوگوں کی طرف سے جو بھی رپورٹ ہوگی وہ تم خود آکر مجھے پیش کرو گے۔“ ـــــ دوسری طرف سے کارٹل نے سخت لہجے میں ہدایت کرتے ہوئے کہا اور پھر رابطہ منقطع کر دیا۔ ساگا نے مرچنٹ کو بھی کارٹل کی نئی ہدایت سے آگاہ کر دیا۔

مرچنٹ وہاں سے اٹھ کر میک اپ روم میں چلا گیا۔ میک اپ کے ذریعے اپنے ظاہری حلیے میں کافی تبدیلیاں پیدا کر کے وہ وہاں سے نکلا۔ اس وقت شکل وصورت سے وہ ایک مہذب اور نفیس شخص دکھائی دے رہا تھا۔ اب وہ اپنے نئے ٹارگٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کا رخ شہر کے ڈپلومیٹک ایونیو کی طرف تھا۔ مشن کے مطابق وہاں سے

اسے پاکیشیا کے ہمسایہ ملک کاشین کے سفیر کے بیٹے چیانگ چاؤ کو اغوا کر کے ٹھکانے لگانا تھا۔ اس ٹارگٹ کا مقصد کاشین اور پاکیشیا کے سفارتی تعلقات کے درمیان رکاوٹ پیدا کرنا تھا۔ کاشین پاکیشیا کے دوست ممالک میں پہلے نمبر پر تھا اور پاکیشیا کے نئے ایٹمی پروگرام میں اسے جدید ٹیکنالوجی کی سہولیات فراہم کر رہا تھا۔ کارٹل نے ان دونوں ممالک کے دوستانہ تعلقات کو ہٹ کرنے کے لئے منصوبہ بندی ترتیب دی اور مرچنٹ کو اس پر عمل درآمد کے لئے مقرر کیا۔ اب مرچنٹ اپنے اسی مشن پر روانہ ہوا تھا۔

مرچنٹ کو فراہم کی گئی معلومات کے مطابق کاشین کے سفیر کا سولہ سالہ بیٹا چیانگ چاؤ اس وقت جوگنگ کے لئے شہر کے مرکزی گارڈن میں آیا کرتا تھا۔ یہ اس کا روزانہ کا معمول تھا۔ جب مرچنٹ گارڈن پہنچا تو چیانگ چاؤ ایک سوئمنگ پول میں تیراکی کی تیاری کر رہا تھا۔ گارڈن کے اندر دیگر لوگ بھی موجود تھے۔ لیکن یہ سب مختلف ملکوں کے سفارت خانوں کے لوگ تھے۔ پاکیشیائی حکومت نے اس خوبصورت گارڈن کو صرف سفارت کاروں اور ان کی فیملی کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔ مرچنٹ کے پاس ایک جعلی کارڈ موجود تھا جو عملے کے لوگوں کی شناخت کے لئے ہوتا ہے۔ اس نے گیٹ پر موجود سکیورٹی گارڈز کو وہ کارڈ دکھایا۔

”میں ابھی کل ہی اپنی ایمبیسی کی طرف سے تعینات ہو کر یہاں آیا ہوں۔ سوچا اس گارڈن کی سیر کر لی جائے۔“ ـــــ مرچنٹ نے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ایک دلآویز قسم کی مسکراہٹ اپنے چہرے پر طاری کرتے ہوئے مہذبانہ لہجے میں کہا۔

"ویلکم سر۔ یہ گارڈن آپ لوگوں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ یہاں بھرپور لطف اندوز ہوں گے۔" سکیورٹی گارڈ نے مودبانہ لہجے میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ چنانچہ مرچنٹ اپنی کار پارکنگ ایریا میں کھڑی کر کے گارڈن کے اندر چلا گیا۔ وہ چہل قدمی کرنے والے انداز میں سیدھا چیانگ کے پاس پہنچ گیا۔

"ہیلو ینگ مین۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو تم کاشین کے ایمبیسڈر کے بیٹے چیانگ ہو۔" ——— مرچنٹ نے ایک خوش کن مسکراہٹ کے ساتھ اپنا ہاتھ مصافحے کے لئے اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ چیانگ نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر اس سے ہاتھ ملایا۔

"آپ کا اندازہ سو فیصد درست ہے انکل۔۔۔" ——— چیانگ نے بھی مسکرا کر کہا لیکن اپنا فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔ کیونکہ اسے انہیں معلوم تھا کہ اس کے سامنے کون ہے۔

"مرچنٹ۔ میرا نام مرچنٹ ہے۔ اور میں ابھی کل ہی ایکریمیائی ایمبیسی میں آیا ہوں۔ کلچرل ڈیپارٹمنٹ کا انچارج آفیسر ہوں۔ تم بے حد سڈول اور اسمارٹ جسم کے مالک ہو۔ شکل وصورت میں بھی لاکھوں میں ایک ہو۔ اگلے ہفتے ایکریمیا میں مردوں کا مقابلہ حسن منعقد کیا جا رہا ہے۔ اگر تم اس میں حصہ لو تو میرے خیال میں پہلا انعام حاصل کر سکتے ہو۔" ——— مرچنٹ نے اسے سبز باغ دکھاتے ہوئے

کہا۔ اس کی بات سن کر چیانگ کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی۔

"مرچنٹ انکل۔ میں ضرور اس مقابلے میں حصہ لینا پسند کروں گا۔ لیکن مجھے اس کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ہیں۔" ——— چیانگ نے جذبات سے لبریز آواز میں کہا۔

"معلومات میں تمہیں فراہم کروں گا۔ کیونکہ اس مقابلے کے آرگنائزر میں سے ایک میں بھی ہوں۔ میں تمہارا ایک عمدہ سا فوٹو گراف اتار کر بھجوا دوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ تمہیں فوراً اس مردانہ مقابلہ حسن میں شرکت کی دعوت دے دی جائے گی۔ تم ایسا کرو کہ تیراکی کا پروگرام منسوخ کر دو اور میرے ساتھ چلو۔ میں اپنے اپارٹمنٹ میں تمہارا ایک فوٹوگراف حاصل کروں گا۔ ایک نہایت عمدہ فوٹوگراف۔" ——— مرچنٹ نے اسے شیشے میں اتارتے ہوئے کہا اور چیانگ اس کی چکنی چپڑی باتوں میں آ گیا۔ مرچنٹ اسے ایک اپارٹمنٹ میں لے آیا جو کارٹل نے پہلے سے ایک فرضی نام پر عارضی طور پر حاصل کر رکھا تھا۔ چیانگ کو قتل کرنے سے پہلے مرچنٹ اسے مدہوش کرنا چاہتا تھا۔ اس نے چیانگ کو نشست گاہ میں بٹھایا اور کچن میں جا کر فریج کھولا۔ اس کا ارادہ تھا کہ بیئر میں نشہ آور سفوف ملا کر چیانگ کو پلائے۔ فریج سے بیئر کی بوتل لے کر جب وہ واپس نشست گاہ میں آیا تو دو سیاہ فام لڑکیاں وہاں موجود تھیں اور چیانگ سے باتیں کر رہی تھیں۔ مرچنٹ کو حیرت ہوئی کہ وہ اچانک کہاں سے آ گئیں۔ وہ دونوں بے حجابی سے چیانگ کے ساتھ نہ صرف باتیں کر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

رہی تھیں بلکہ چھیڑ چھاڑ بھی کر رہی تھیں۔

''یہ دونوں کون ہیں چیانگ۔'' ــــــ مرچنٹ نے نشست گاہ میں داخل ہو کر حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔ لڑکیاں چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

''کسی افریقی ملک کی ایمبیسی کے لوگوں کی بیٹیاں ہیں۔ اکثر اوقات ڈپلومیٹک ایونیو کے اس علاقے میں مٹرگشت کرتی رہتی ہیں۔ پچھلے کچھ عرصے سے میرے ساتھ نتھی ہونے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ابھی انہوں نے مجھے آپ کے ساتھ اس اپارٹمنٹ میں آتے دیکھا تو ہمارے پیچھے یہ بھی اندر چلی آئیں۔ اور وہ بھی بغیر اجازت۔'' چیانگ نے تلخ انداز میں مرچنٹ کو بتایا۔ لگتا تھا وہ سیاہ فام لڑکیوں سے سخت تنگ تھا۔

''تم دونوں کی جرأت کیسے ہوئی کہ بغیر اجازت میرے اپارٹمنٹ میں گھس آؤ۔ دفعان ہو جاؤ یہاں سے۔'' ــــــ مرچنٹ نے چنگاڑتے ہوئے کہا تو سیاہ فام لڑکیاں زخمی شیرنیوں کی طرح اسے گھورنے لگیں۔

''یہ ہمارا بوائے فرینڈ ہے۔ ہم جہاں چاہیں اس سے ملنے جا سکتی ہیں۔'' ــــــ ایک سیاہ فام لڑکی نے غصے سے کہا۔

''تم یہاں سے دفع ہو گی یا میں اٹھا کر باہر پھینکوں۔'' مرچنٹ چیخا۔ سیاہ فام لڑکیاں بے حد تیز طرار تھیں اور شاید ضرورت سے زیادہ بولڈ بھی تھیں۔ وہ مرچنٹ پر جھپٹ پڑیں۔ اسے نوچنے کھسوٹنے لگیں۔ یہ دیکھ کر مرچنٹ نے انہیں زوردار تھپڑ رسید کئے اور گھسیٹ کر

انہیں اپارٹمنٹ سے باہر پھینک دیا۔ وہ خوفناک نتائج کی دھمکیاں دیتی ہوئی وہاں سے چلی گئیں۔

''یہ اندر کیسے آ گئیں۔ اور تم لوگ آپس میں کیا باتیں کر رہے تھے۔'' ــــــ ان دونوں کو نکالنے کے بعد مرچنٹ نے خائف زدہ انداز میں پوچھا۔

''بیرونی دروازہ کھلا ہوا تھا۔ یہ دونوں انتہائی نڈر اور بے باک ہیں اور میرے علاوہ کئی دیگر لڑکوں سے زبردستی دوستی قائم کرنا چاہتی ہیں۔ لیکن ہم ایشیائی لوگ نگروز کو زیادہ پسند نہیں کرتے۔ یہ سڑک پر اپنی کار میں کہیں جا رہی تھیں کہ ہمیں اپارٹمنٹ کے اندر آتے دیکھا۔ بس یہ بھی ہمارے پیچھے دھڑلے سے اندر آ گئیں۔'' ــــــ چیانگ نے تفصیل سے مرچنٹ کو بتایا۔ مرچنٹ کو تشویش پیدا ہو گئی کہ کہیں اس کی کارروائی ناکام نہ ہو جائے اور کئے کرائے پر پانی پھر جائے۔ چنانچہ کسی غیر متوقع صورتحال کے پیش آنے سے پہلے اس نے اپنے منصوبے پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

مرچنٹ نے ایک گلاس میں تھوڑی سی بیئر ڈالی اور اس میں نشہ آور سفوف کی آمیزش کر کے گلاس چیانگ کی طرف بڑھا دیا۔

''لو۔ پہلے تھوڑی سی بیئر پی لو۔ میں خاص طور پر تمہارے لئے لے کر آیا ہوں۔'' ــــــ مرچنٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن میں عموماً بیئر نہیں پیتا انکل مرچنٹ۔ کبھی کبھار ڈنر سے پہلے چکھ لیتا ہوں۔'' ــــــ چیانگ نے قدرے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرتے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ہوئے کہا۔

''ارے تو میں کب پیتا ہوں۔ یہ تو صرف اس لئے ہے کہ تمہارے سڈول جسم میں تناؤ پیدا ہوگا اور بازوؤں کی مچھلیاں مزید ابھر آئیں گی۔ اس سے فوٹوگراف نہایت عمدہ بنے گی۔ شاباش۔ لو پی لو۔ اور شرٹ اتار دو۔''۔۔۔۔۔۔ مرچنٹ نے نہایت ہوشیاری سے اسے چمکارتے ہوئے کہا۔ چنانچہ چیانگ نے اس کے اصرار پر بیئر کے گھونٹ حلق سے اتار لئے۔ چند ہی لمحوں بعد وہ جھومنے لگا۔ مرچنٹ خالی گلاس اٹھا ہی رہا تھا تین سفید پوش اس کے اپارٹمنٹ کے داخلی دروازے پر نمودار ہوئے۔ ان کے پیچھے وہی دونوں نیگرو لڑکیاں تھیں جو چند منٹ پہلے لڑ جھگڑ کر وہاں سے گئی تھیں۔ جنہیں مرچنٹ نے زبردستی دھکیل کر اپارٹمنٹ سے باہر پھینکا تھا۔ اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ وہ قانون کے آدمیوں کو وہاں لے آئی ہیں۔

''ہم سکیورٹی ایجنسی کے لوگ ہیں۔ ان غیر ملکی لڑکیوں نے شکایت کی ہے کہ تم نے انہیں مارا پیٹا ہے۔ تم نے ایسا کیوں کیا۔'' سکیورٹی والے نے مرچنٹ سے کہا۔

''اس لئے کہ یہ بغیر اجازت اور زبردستی میرے اپارٹمنٹ کے اندر گھس آئی تھیں۔ میں نے انہیں نکل جانے کو کہا تو انہوں نے پہل کرتے ہوئے مجھے زدوکوب کرنا شروع کر دیا۔ جواباً مجھے ایکشن لینا پڑا۔''۔۔۔۔۔۔ مرچنٹ نے خونخوار نظروں سے لڑکیوں کو گھورتے ہوئے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن یہ کہہ رہی ہیں کہ یہ اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ یہاں آئی تھیں اور ان کا بوائے فرینڈ اندر ہے۔'' دوسرے سکیورٹی مین نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''بکواس کر رہی ہیں یہ۔ وہ ان کا بوائے فرینڈ نہیں ہے۔ بلکہ وہ انہیں جانتا بھی نہیں۔ وہ کاشین کے ایمبیسڈر کا بیٹا چیانگ ہے۔ جبکہ میرا تعلق ایکریمیائی ایمبیسی سے ہے۔ وہ ایکریمیا میں ہونے والے روانہ مقابلہ حسن میں حصہ لینا چاہتا ہے۔ اسی سلسلے میں وہ اپنا فوٹوگراف بنوانے یہاں آیا ہے۔ یہ پاگل لڑکیاں معلوم نہیں کیا چاہتی ہیں۔''۔۔۔۔۔۔ مرچنٹ نے تلخ و ترش لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان لڑکیوں نے کچھ اور ہی کہانی سنائی ہے۔ لہٰذا ہم چیانگ سے خود ملنا چاہیں گے۔''۔۔۔۔۔۔ سکیورٹی مین نے تذبذب کے عالم میں کہا تو مرچنٹ انہیں نشست گاہ میں لے آیا۔ وہاں چیانگ نشے کی حالت میں ایک صوفے پر نیم دراز تھا۔ سکیورٹی والوں نے غور سے اس کا جائزہ لیا۔

''کیا یہ سچ ہے کہ تم پوز اتروانے کے لئے یہاں آئے ہو اور ان لڑکیوں سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔''۔۔۔۔۔۔ ایک سکیورٹی مین نے چیانگ سے پوچھا۔

''ہا۔ آں۔ پوز۔ بیوٹی فل پوز۔ میں ان لڑکیوں کو نہیں جانتا۔'' چیانگ نے مدہوشی میں لڑکھڑاتی آواز میں جواب دیا۔ سکیورٹی والوں کو

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

چیانگ کی بات پر یقین آ گیا اور انہوں نے نیگرو لڑکیوں کو یہ وارننگ دے کر چھوڑ دیا کہ آئندہ ایسی کوئی غلط حرکت نہ کریں۔ وہ اول فول بکتی شدید طیش کی حالت میں وہاں سے چلی گئیں۔ سکیورٹی والے بھی واپس چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی مرچنٹ نے اپارٹمنٹ کا بیرونی دروازہ اندر سے لاک کر دیا اور اپنی وحشیانہ کارروائی کا آغاز کر دیا۔ پہلے اس نے مدہوش پڑے چیانگ کا گلا گھونٹ کر اسے ہلاک کیا اور پھر ایک کھردرے دندانے دار چاقو سے اس کے جسم پر سے گوشت اتارنے لگا۔ وہ اس کی لاش کو وحشت اور بربریت کا نشان بنا رہا تھا۔

اس بھیانک کارروائی سے فارغ ہو کر اس نے واش روم میں اپنے خون آلود ہاتھ صاف کئے اور پھر اپارٹمنٹ سے نکل کر اپنی کار میں ساگا کے خفیہ ٹھکانے کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے وہاں پہنچتے ہی ساگا نے اپنے ایک آدمی کو اس تازہ کارروائی کی رپورٹ کارٹل کو دینے کے لئے اسے فارم ہاؤس کی طرف روانہ کر دیا۔ شام تک چیانگ کی لاش اس اپارٹمنٹ سے برآمد ہو چکی تھی۔ اس سے پہلے سندر نگر سے آرمڈ فورسز کی ایمونیشن انڈسٹری کے ریسرچ آفیسر رحمان اور اس کے ساتھ دو پولیس والوں کی لاشیں بھی دریافت ہو چکی تھیں۔ ان چاروں کو اس قدر وحشیانہ انداز میں قتل کر کے ان کی لاشوں کے ٹکڑے کئے گئے تھے کہ پاکیشیا کے ذرائع ابلاغ چیخ اٹھے۔ حکومتی ایوان بھی لرز اٹھے اور بڑے پیمانے پر ہلچل مچ گئی۔ دانش منزل میں بلیک زیرو کو ہاٹ لائن پر سر سلطان کی کال موصول ہوئی۔

''ایکسٹو اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور''۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ایکسٹو کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

''سلطان کالنگ یو۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ اتنے وحشیانہ قتل۔ لگتا ہے پاکیشیا دنیا کے سفاک ترین قاتلوں کی زد میں آ چکا ہے۔ عمران کا بھی کچھ پتہ نہیں کہاں غائب ہے۔ حالات بہت زیادہ شدت اختیار کر گئے ہیں''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان نے انتہائی پریشان کن آواز میں کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں سر۔ پچھلے کئی دنوں سے پراسرار قاتلوں کی وحشیانہ کارروائیاں جاری ہیں۔ کئی اہم شخصیات کو انتہائی بہیمانہ انداز میں موت کے گھاٹ اتارا گیا ہے۔ عمران کے علاوہ ڈاکٹر گل جان بھی غائب ہیں اور میرا اندازہ ہے کہ وہ انہی ہارڈ کلرز کی تحویل میں ہیں۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کو متحرک کیا جا چکا ہے۔ ایک موقع پر تو ہم ہارڈ کلرز کی شہ رگ تک پہنچ گئے تھے۔ لیکن پھر وہ نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ زیادہ دیر تک خود کو قانون کی نظروں سے اوجھل نہیں رکھ سکیں گے۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران پوری جانفشانی سے ان کی تلاش میں ہیں۔ اوور'' بلیک زیرو نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

''صدر مملکت اور وزیر اعظم کی طرف سے شدید دباؤ ہے کہ ان خوفناک قاتلوں کو فوراً گرفتار کر کے منظر عام پر لایا جائے۔ عمران اور ڈاکٹر گل جان کا بھی جلد از جلد سراغ لگایا جائے۔ ڈاکٹر گل جان کی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

گمشدگی کا مطلب یہ ہے کہ پاکیشیا کی سلامتی کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ ان دنوں ان کی نگرانی میں پاکیشیا کے جدید ترین ایٹمی پروگرام پر کام جاری ہے۔ کوئی بھی دشمن اس سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرسکتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام معاملات کو سیکرٹ سروس ہی بہتر طور پر حل کرسکتی ہے۔ اوور۔'' ـــــ سر سلطان نے گلوگرفتہ آواز میں کہا۔

''آپ فکر مند نہ ہوں سر۔ سیکرٹ سروس پوری طرح چوکس ہے۔ جلد ہی دشمن کو کچل دیا جائے گا۔ اوور۔'' ـــــ بلیک زیرو نے پرجوش انداز میں جواب دیا۔

''جونہی کوئی اہم پیش رفت ہو تو حکومت کو رپوٹ پیش کی جائے۔ حکومت اب زیادہ دیر تک ان خونی واقعات کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اوور اینڈ آل۔'' ـــــ دوسری طرف سے سر سلطان نے سرد لہجے میں کہا اور پھر ہاٹ لائن کا رابطہ منقطع کر دیا گیا۔ اس کے فوراً بعد بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر پر صفدر سے رابطہ قائم کیا۔

''صفدر۔ اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور۔'' ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو کالنگ یو۔ تم فوراً دانش منزل پہنچو۔ باقی ممبران کو بھی یہاں طلب کیا جا رہا ہے۔ پاکیشیا میں اس وقت پے درپے اہم شخصیات کو وحشیانہ طریقے سے قتل کرنے کی وارداتیں پیش آئیں ہیں۔ ان کے خلاف آپریشن کے لئے فوراً ایک لائحہ عمل تیار کرنا ہے۔ اوور

اینڈ آل۔'' ـــــ بلیک زیرو نے مختصراً کہا اور پھر رابطہ منقطع کر کے باری باری دیگر تمام ممبران کو کال کر کے دانش منزل طلب کیا۔ کچھ ہی دیر میں سیکرٹ سروس کے تمام ممبران دانش منزل کے ساؤنڈ پروف میٹنگ ہال میں پہنچ چکے تھے اور ایکسٹو اسپیکر پر ان سے مخاطب تھا۔

''ہارڈ کلرز کے خلاف آپریشن تیز کرنے کے احکامات حکومت کی طرف سے جاری کئے گئے ہیں۔ تم سب کو ہارڈ کلرز کی تلاش کے لئے اپنی کارروائی کا دائرہ وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ میں اس آپریشن کی کمان کے لئے صفدر کو مقرر کررہا ہوں۔ آگے صفدر جس طرح مناسب سمجھے مختلف گروپ تشکیل دے سکتا ہے۔ مگر پراسرار ہارڈ کلرز کا جلد از جلد سراغ لگانا بے حد ضروری ہے۔'' ـــــ ایکسٹو نے گونجتی ہوئی آواز میں ان سے کہا۔ چنانچہ اس کے بعد ایک مشترکہ لائحہ عمل ترتیب دیا گیا اور ہارڈ کلرز کی تلاش کے لئے سیکرٹ سروس کے ممبران غیر معمولی انداز میں حرکت میں آگئے۔ وسیع پیمانے پر ان کی تلاش کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔

اب مرچنٹ کا اگلا نشانہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی اہم ممبر ہونا تھا۔ ان سب کی تفصیل اس سرخ فائل میں موجود تھی جو کارنل نے مرچنٹ کے حوالے کی تھی۔ مرچنٹ کی خواہش تھی کہ سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کو بھی وہ اسی وحشیانہ طریقے سے قتل کرے جس طرح وہ اپنے پہلے شکاروں کو ٹھکانے لگا چکا تھا۔ مرچنٹ اس وقت ساگا کے سکریپ والے گوداموں کے خفیہ ٹھکانے پر موجود تھا۔ اس نے فائل کا بغور

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

جائزہ لینے کے بعد جولیا کو اپنا ہدف مقرر کیا اور ساگا کے ٹھکانے سے نکل کر اپنے نئے شکار یعنی جولیا کی تلاش میں روانہ ہوا۔ اس کے پاس جولیا کے فلیٹ کا پتہ موجود تھا۔ لیکن جب وہ اس کے فلیٹ پر پہنچا تو وہ مقفل تھا۔ کیونکہ جولیا خود ایکسٹو کے حکم کے مطابق ہارڈ کلرز کی تلاش میں تھی۔

مرچنٹ نے اپنی حکمت عملی کے مطابق ماسٹر کی سے جولیا کے فلیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر ڈرائنگ روم میں ایک خفیہ جگہ ہلکا ٹائم بم نصب کر دیا۔ پھر وہ فلیٹ سے نکل کر باہر آ گیا اور اس پلازہ کے بالکل سامنے ایک ریسٹورنٹ میں آ کر بیٹھ گیا جس کے شیشوں سے وہ جولیا کے فلیٹ کو بخوبی واچ کر سکتا تھا۔ ٹھیک دس منٹ بعد ایک دھماکہ ہوا اور جولیا کے فلیٹ کا ایک حصہ مسمار ہو گیا اور وہاں سے آگ اور دھواں اٹھنے لگا۔ پلازہ میں ہر طرف سراسیمگی پھیل گئی۔ لوگ اپنے فلیٹوں سے نکل کر افراتفری کے عالم میں پلازہ سے باہر کی طرف بھاگنے لگے۔ ہر طرف شور و غل اور افراتفری پھیل گئی تھی۔ پلازہ کے سامنے مین روڈ پر بھی لوگوں کا اژدہام جمع ہو گیا۔

کچھ ہی دیر میں پولیس اور سکیورٹی فورسز والے وہاں پہنچ گئے۔ فائر بریگیڈیئر کی گاڑیاں بھی طلب کر لی گئیں اور آگ پر قابو پانے کی کوشش کی جانے لگی۔ جولیا اس وقت تنویر کے ہمراہ انٹیلی جنس ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں موجود تھی جہاں سے وہ مختلف قاتلوں کے ریکارڈ حاصل کر رہے تھے تاکہ ان کی روشنی میں ہارڈ کلرز کا سراغ لگایا جا

ے۔ جولیا کے ایک ہمسائے نے اسے سیل فون پر آگاہ کیا کہ اس کے ٹ کو ٹائم بم سے ہٹ کیا گیا ہے اور فلیٹ کا کافی حصہ تباہ ہو گیا ہے۔ یہ اطلاع ملتے ہی جولیا فوراً تنویر کے ہمراہ اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گئی۔ وہاں صورت حال نہایت ابتر تھی۔ اگرچہ کوئی طاقتور ٹائم استعمال نہیں کیا گیا تھا لیکن دھماکے اور فلیٹ کی تباہی کی وجہ سے رے علاقے میں خوف و دہشت پھیل گئی تھی۔

”تمہارے خیال میں یہ کس کی کارروائی ہو سکتی ہے۔“ ـــــ جولیا نے تشویش کن لہجے میں تنویر سے کہا۔

”مس جولیا۔ پاکیشیا میں اس وقت ہارڈ کلرز کا گروپ موجود ہے۔ ہی یہ کارروائی کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب انہیں معلوم تھا کہ آپ فلیٹ کے اندر موجود نہیں ہیں تو پھر انہیں ایسی کارروائی کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔“ ـــــ تنویر نے سوچ میں گم لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے اس کے پیچھے ان کی کوئی گہری سازش کارفرما ہو۔ ہمیں صفدر صاحب سے بات کرنی چاہیے۔“ ـــــ جولیا نے متذبذب انداز میں کہا اور تنویر نے اس کی تائید کی۔ چنانچہ وہ اپنی کار میں آ کر بیٹھ گئے۔ جولیا نے کار کے تمام شیشے چڑھا دیئے اور ٹرانسمیٹر پر صفدر سے رابطہ قائم کرنے میں مصروف ہو گئی۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

”صفدر اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور۔“ ـــــ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

''جولیا کالنگ یو۔ ابھی کچھ دیر پہلے میرے فلیٹ میں ٹائم بم کا دھماکہ ہوا ہے۔ دھماکہ زیادہ شدید نہیں تھا۔ اور نہ ہی زیادہ تباہی ہوئی ہے۔ نامعلوم دشمنوں کی طرف سے یہ کارروائی ہوئی ہے۔ اوور'' جولیا نے مختصراً صفدر کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

''ہوسکتا ہے ہارڈکلرز نے ہماری توجہ اس آپریشن سے ہٹانے کے لئے یہ کام کیا ہو جو ہم نے ان کے خلاف وسیع پیمانے پر شروع کر دیا ہے۔ فی الحال اس معاملے کو چھوڑ دیں اور تنویر کے ساتھ مل کر اپنا کام جاری رکھیں۔ اوور''۔۔۔۔ صفدر نے بغیر کسی تاثر کے جواب دیا۔

''لیکن کام سے فراغت کے بعد میرے لئے رہائش کا کیا کرنا ہوگا صفدر صاحب۔ فلیٹ تو تباہ ہو چکا ہے۔ کیا مجھے کسی ہوٹل میں قیام کرنا ہوگا۔ اوور''۔۔۔۔ جولیا نے پریشانی سے پوچھا۔

''اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے خیال میں آپ سائیکومینشن یا رانا ہاؤس میں سے کسی ایک جگہ عارضی قیام کرسکتی ہیں۔ ویسے میں اس سلسلے میں چیف سے بات کرلوں گا۔ فی الحال اپنے کام پر توجہ دیں۔ اوور اینڈ آل''۔۔۔۔ صفدر نے دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور پھر سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ تنویر اور جولیا وہاں سے واپس انٹیلی جنس ایجنسی کے ہیڈکوارٹر آ گئے۔ انہیں یہ شک بھی نہ ہوسکا کہ مرچنٹ نہایت خاموشی اور ہوشیاری سے اپنی کار میں ان کا تعاقب کر رہا تھا۔

جولیا اور تنویر انٹیلی جنس کے ہیڈکوارٹر کے کرائمز ڈیپارٹمنٹ میں

اس ریکارڈ کی چھان بین کر رہے تھے جس میں ایسے سفاک ترین قاتلوں کا ریکارڈ موجود تھا جو وحشیانہ انداز میں انسانی قتل کے ماہر تھے۔ یہاں تک کہ قتل کے بعد لاش پر سے گوشت تک نوچ ڈالتے تھے۔ انسانی قتل کا اس سے زیادہ خون آشام طریقہ اور کوئی نہ تھا۔ انہیں بہت کم قاتلوں کے بارے میں ایسا ریکارڈ مل سکا۔ ان میں سے بیشتر سزائے موت پا چکے تھے۔ یا پھر اتنے پرانے کیس تھے کہ وہ کب کے مرکھپ چکے تھے یا ضعیفی کی زندگی گزار رہے تھے۔ کئی گھنٹے کی اعصاب شکن چھان بین کے بعد وہ انٹیلی جنس کے ریکارڈ روم سے نکلے اور کافی پینے ایک قریبی ریسٹورنٹ میں چلے گئے۔ مرچنٹ جو انٹیلی جنس کی عمارت سے باہر انہی کا منتظر تھا۔ ان کے وہاں سے نکلتے ہی وہ اپنی کار میں ان کے پیچھے لگ گیا۔ ریسٹورنٹ کے سامنے پارکنگ ایریا میں کار کھڑی کر کے وہ ریسٹورنٹ کے اندر چلا گیا۔ لیکن اندر جانے سے پہلے اس نے ایک ریموٹ کنٹرول بم تنویر کی کار کے نیچے نصب کر دیا۔ اس وقت وہ کوٹ پتلون میں ملبوس ایک سیکرٹ ایجنٹ کے روپ میں تھا۔ جب وہ ریسٹورنٹ میں داخل ہوا تو جولیا اور تنویر سامنے ایک میز کے گرد بیٹھے کافی کی چسکیاں لے رہے تھے۔ مرچنٹ بلا تامل ان کے قریب چلا گیا اور اپنی آنکھوں پر سیاہ چشمہ درست کرتا ہوا ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

''ایکسکیوزمی۔ آئی ایم سیکرٹ ایجنٹ فرام گرین لینڈ یارڈ۔ میرے پاس آپ لوگوں کے لئے ایک اہم خفیہ اطلاع موجود ہے۔'' مرچنٹ

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

نے ایک ماہر سیکرٹ ایجنٹ کے انداز میں سپاٹ لہجے میں کہا۔ تنویر اور جولیا اس کی بات سن کر بری طرح چونکے۔

''کیسی اطلاع۔ اور اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم واقعی گرین لینڈ یارڈ کے سیکرٹ ایجنٹ ہو''۔۔۔ جولیا نے گہری نظروں سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ جواب میں اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک گولڈن بیج نکال کر انہیں دکھا دیا جو ظاہر کرتا تھا کہ وہ گرین لینڈ کی خفیہ سراغ رساں ایجنسی کا سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ تنویر نے اس کے شناختی بیج کا بغور جائزہ لینے کے بعد اسے واپس کر دیا۔

''خفیہ اطلاع کیا ہے''۔۔۔ تنویر نے ہنوز اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یہاں نہیں۔ آپ خود بھی سیکرٹ ایجنٹ ہیں اور ہم سیکرٹ ایجنٹوں کا ایک قول ہے کہ صرف دیواروں کے ہی کان نہیں ہوتے بلکہ ہر چیز کے کان ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر آپ میرے ساتھ چلیں تو بات ہو سکتی ہے''۔۔۔ مرچنٹ نے سرد لہجے میں کہا۔

''کہاں۔ تم کہاں جاؤ گے''۔۔۔ جولیا نے تیکھی نظروں سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہوٹل گرینڈ انٹرنیشنل۔ وہاں میرا سوئٹ بک ہے۔ وہیں جا کر بات ہو سکتی ہے''۔۔۔ مرچنٹ نے جواب دیا۔

''تم اپنے سوئٹ کا نمبر ہمیں دے دو۔ ہم بعد میں تم سے رابطہ کر کے بات کر لیں گے''۔۔۔ تنویر نے سوچتے ہوئے کہا۔

''دیکھئے۔ میں گرین لینڈ سے صرف اور صرف آپ کو ایک اہم خفیہ اطلاع پہنچانے آیا ہوں اور وہ خفیہ اطلاع ہارڈ کلرز کے بارے میں ہے جو پاکیشیا میں جگہ جگہ پھیل چکے ہیں''۔۔۔ مرچنٹ نے قدرے تلخ انداز میں کہا تو جولیا اور تنویر اس کی بات سن کر بھونچکے رہ گئے۔ وہ جن ہارڈ کلرز کی تلاش میں تھے انہی کی بات یہ سیکرٹ ایجنٹ کر رہا تھا۔

''ہمیں اپنے چیف سے بات کرنا ہو گی۔ ان کی اجازت کے بعد ہی ہم تمہارے ساتھ جا سکتے ہیں''۔۔۔ تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہارڈ کلرز کے لوگ یقینی طور پر میری یہاں موجودگی سے آگاہ ہو چکے ہیں۔ اگر تم اپنے چیف سے بات کرو گے تو ہو سکتا ہے وہ تمہاری کال ٹریس کر لیں۔ اس صورت میں ہمارے لئے بہت زیادہ خطرات پیدا ہو جائیں گے۔ تمہیں ہر قسم کے تحفظات ذہن سے مٹا کر میرے ساتھ چلنا ہو گا۔ ورنہ میں واپس چلا جاتا ہوں اور اپنی ایجنسی کو رپورٹ کر دوں گا کہ تم نے خود ہی وہ خفیہ اطلاع حاصل کرنے میں دلچسپی نہیں لی جو ہارڈ کلرز کے بارے میں ہمارے پاس موجود ہے''۔۔۔ مرچنٹ نے ایک جھٹکے دار لہجے میں کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تنویر جولیا تذبذب کی حالت میں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''ٹھہرو۔ ایسا کرتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ میرے فلیٹ میں چلو۔ ہم وہاں ساؤنڈ پروف فلیٹ میں بیٹھ کر اطمینان سے بات کر لیں گے''۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

تنویر نے اسے مزید پیش کش کی۔

"یہ بھی ناممکن بات ہے مسٹر تنویر۔ کیونکہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ چند گھنٹے پہلے ہارڈ کلرز نے مادام جولیا کے فلیٹ کو ٹائم بم سے نشانہ بنایا ہے۔ آپ نہیں جانتے ہارڈ کلرز کتنی چابکدستی سے کارروائیاں کر رہے ہیں۔ ہم آپ کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ ویسے بھی یہ ہارڈ کلرز ہماری گرین لینڈ یارڈ کو سنگین وارداتوں میں مطلوب ہیں۔ آپ میری بات مان لیں۔ مادام جولیا میری گاڑی میں میرے ساتھ چلتی ہیں اور آپ اپنی گاڑی میں ہمارے پیچھے رہیں۔ یہ ایک محفوظ طریقہ ہے۔" ——— مرچنٹ نے حتمی لہجے میں ان سے کہا۔ چند لمحے سوچ بچار کے بعد وہ مرچنٹ کی بات ماننے پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ مرچنٹ سب سے پہلے ریسٹورنٹ سے باہر نکلا اور پارکنگ سے اپنی کار نکال کر مین روڈ پر لے آیا۔ جولیا اس کے پیچھے آئی اور اس کے ساتھ والی سیٹ پر آ بیٹھی۔ چند لمحوں بعد تنویر بھی باہر آ گیا۔ وہ بھی اپنی کار پارکنگ سے نکال لایا تھا۔ قریباً بیس پچیس گز کے فاصلے سے دونوں گاڑیاں آگے پیچھے گرینڈ انٹرنیشنل ہوٹل کی طرف روانہ ہو گئیں۔

ایک کراسنگ پر ریڈ سگنل کی وجہ سے مرچنٹ نے گاڑی روکی تو گاڑیوں کی ایک طویل قطار وہاں لگ گئی۔ تنویر کی کار کافی پیچھے تھی۔ سگنل کی زرد لائٹ روشن ہونے سے پہلے مرچنٹ نے ایک ننھا سا ریموٹ کنٹرول آلہ جیب سے نکالا اور اس کا پاور بٹن پش کر دیا۔ بٹن دبتے ہی ایک زوردار دھماکہ ہوا اور تنویر کی کار کے نیچے نصب ریموٹ

کنٹرول بم پھٹ گیا۔ اس کی کار کے ساتھ ساتھ اردگرد اور آگے پیچھے کھڑی کئی گاڑیوں کے پرخچے اڑ گئے۔ جولیا نے پلٹ کر دیکھا تو اس کی سٹی گم ہو گئی۔ تباہی اس قدر خوفناک تھی کہ تنویر کی سلامتی کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ سڑک پر دور تک آگ کے الاؤ بلند ہونے لگے۔ جولیا گھبراہٹ زدہ انداز میں مرچنٹ کی طرف مڑی تو اچانک سپرے کی ایک تیز پھوار اس کے نتھنوں سے ٹکرائی۔ اگلے لمحے وہ بے ہوشی کی وادی میں اتر چکی تھی۔ عین اسی لمحے سگنل کراسنگ کی سبز بتی روشن ہو گئی اور مرچنٹ نے اطمینان سے کار آگے بڑھا دی۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

سرسلطان اپنے دفتر میں بیٹھے ہارڈ کلرز کی تازہ ترین وارداتوں پر مبنی رپورٹوں کا مطالعہ کر رہے تھے۔ ان کے سامنے ان کا پرائیویٹ سیکرٹری بھی کسی کام کے سلسلے میں ان کے پاس ہی بیٹھا تھا کہ دفعتاً ان کے پرائیویٹ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ سر سلطان نے چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر اپنے پی اے کو کال رسیور کرنے کا اشارہ کیا۔ پی اے نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

”یس۔ پی اے ٹو فارن سیکرٹری۔“ ——— پی اے نے مدھم آواز میں کہا۔

”کیا میں فارن سیکرٹری سے بات کر سکتا ہوں۔“ ——— دوسری طرف سے ایک سنسناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ضرور۔ آپ کون بات کر رہے ہیں۔“ ——— پی اے نے بدستور مدھم لہجے میں جواب دیا۔

”کارنل۔“ ——— دوسری طرف سے آتی ہوئی آواز میں مزید سنسناہٹ پیدا ہو گئی۔ پی اے نے فوراً ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ دیا اور سر سلطان کی طرف متوجہ ہوا۔

”سر۔ کوئی کارنل نامی شخص ہے۔ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔“ پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں ان سے کہا۔

”کارنل۔ کون کارنل۔ اوہ۔ میں سمجھا۔ لاؤ بات کراؤ مجھ سے۔“ سر سلطان نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا اور پھر پی اے سے رسیور لے کر کان سے لگا لیا۔

”سلطان بات کر رہا ہوں۔ فارن سیکرٹری۔“ ——— سر سلطان نے تذبذب کے لہجے میں کہا۔

”آداب بجا لاتا ہوں سر سلطان۔ آپ نے مجھے پہچان تو لیا ہوگا۔ میں ہوں کارنل۔ وہی سمورائی کے کیس والا کارنل۔ جس کی درگت بنانے میں عمران نے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ لیکن اسے حالات کی ستم ظریفی کہیے یا قدرت کے کمالات۔ کہ وہی کارنل اب دوبارہ پاکیشیا میں موجود ہے۔ اور عمران ایک مریل چوہے کی طرح میرے پنجرے میں بند ہے۔ آپ ان حالات پر کیا تبصرہ کریں گے سر سلطان۔“ دوسری طرف سے کارنل نے اپنی بھاری آواز میں طنز کرتے ہوئے کہا۔

”میں کوئی تبصرہ نگار نہیں ہوں کارنل۔ مطلب کی بات کرو کہ کیا چاہتے ہو۔“ ——— سر سلطان نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"یہ بہت اچھی بات ہے کہ آپ فوراً مطلب کی بات پر آ گئے۔ بات یہ ہے کہ اس وقت عمران کے علاوہ ڈاکٹر گل جان اور ان کی بیگم میری تحویل میں ہیں۔ اور میرے ہارڈ کلرز پورے پاکیشیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان کے وحشیانہ قتل و غارت گری کے عملی مظاہرے آپ دیکھ بھی چکے ہیں۔ کرنل نعمان فیملی سمیت مارا گیا۔ پاکیشیا کی ٹاپ ماڈل شالیہ بے چاری ماری گئی۔ ڈاکٹر گل جان کی بیٹیاں اور دیگر اہم لوگوں کی بیٹیاں بھیانک انداز میں قتل کر دی گئیں۔ آرمڈ فورسز کی ایمونیشن انڈسٹری کا نوجوان ریسرچر رحمان خون ریزی کا شکار ہوا۔ کاشین کے ایمبیڈر کا بیٹا چیانگ المناک انداز میں موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ یہ تمام وارداتیں میرے ہارڈ کلرز کی دیدہ دلیری کا نتیجہ ہیں۔ میرے ہارڈ کلرز انسان نہیں قدیم دور کے آدم خور وحشی ہیں۔ اور یہ آدم خور نہ جانے ابھی اور کتنے انسانوں کا گوشت چبائیں گے۔۔۔۔" کارٹل نے فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے بھیانہ انداز میں سر سلطان سے کہا۔

"میں نے تم سے کہا ہے کہ صرف یہ بتاؤ کہ آخر تم چاہتے کیا ہو۔" سر سلطان نے زچ ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میں کچھ زیادہ نہیں چاہتا۔ پاکیشیا نے اپنے نئے اٹمی پروگرام کے تحت جو جدید ترین سینٹری فیوجز تیار کیے ہیں۔ ان میں سے پانچ عدد سینٹری فیوجز ہمارے حوالے کر دیے جائیں۔ اس کے بدلے ہم عمران اور ڈاکٹر گل جان کو زندہ چھوڑ دیں گے۔ ورنہ۔۔۔

ی صورت میں نہ صرف ان دونوں کو وحشیانہ موت کے پنجوں میں دیا جائے گا بلکہ پاکیشیا میں قتل و غارت گری کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اور میری یہ بات بھی کان کھول کر سن لیں کہ سینٹری فیوجز آپ خود میرے آدمی کے حوالے کرنے آئیں گے اور اگر آپ کے میک اپ میں کسی اور نے آنے کی کوشش کی تو اس کے نتائج بہت ہولناک ہوں گے۔ میں پاکیشیائی سیکرٹ سروس کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ دشمن کو ڈاج دینے میں ان کا جواب نہیں ہے۔ لیکن میں ڈاج کھانے والوں میں سے نہیں ہوں۔ میں جس جگہ کا تعین کروں گا اس جگہ آپ خود آ کر سینٹری فیوجز میرے آدمی کو دیں گے۔ اور اگر نقلی سینٹری فیوجز دینے کی کوشش کی گئی تو اس صورت میں کیا ہو گا۔ اس کی تمام تر ذمہ داری خود آپ پر عائد ہو گی۔ لہٰذا آپ سوچ سمجھ کر فیصلہ کر لیں۔ میں ٹھیک ایک گھنٹے بعد دوبارہ رابطہ کروں گا۔ گڈ بائی۔" دوسری طرف سے کارٹل نے تفصیلاً اپنے مطالبات سر سلطان کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا اور پھر رابطہ منقطع کر دیا۔

سر سلطان نے فوراً اپنے پی اے سے کہا کہ وہ ٹیلی کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ کر کے معلوم کرے کہ یہ کال کہاں سے کی جا رہی تھی۔ چنانچہ پی اے نے نمبر پریس کر کے ٹیلی کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ کو دیا۔ وہاں سے فوراً ہی تصدیق کر دی گئی کہ وزارتِ خارجہ کے دفتر کال ایک پبلک فون بوتھ سے کی گئی ہے جو شہر کے شمال میں ایک تفریحی سپاٹ کے قریب نصب کیا گیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کارٹل کو ٹریس

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن سر سلطان نے اسی وقت انٹیلی جنس ایجنسی کے ڈائریکٹر سر رحمان سے ہاٹ لائن پر رابطہ کر کے انہیں ہدایت کی کہ شہر کے تمام پبلک ٹیلی فون بوتھ سخت نگرانی میں لے لئے جائیں اور یہ کارروائی خفیہ انداز میں آدھے گھنٹے کے اندر اندر سر انجام دے دی جائے کیونکہ کارٹل نے ایک گھنٹے بعد دوبارہ رابطے کا کہا تھا۔ اور یہ عین ممکن ہے کہ وہ کسی اور فون بوتھ سے ان سے رابطہ کرے گا۔ اس کے بعد سر سلطان ہاٹ لائن پر ایکسٹو سے رابطے میں مصروف ہو گئے۔

''ایکسٹو اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور''۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کو ایکسٹو کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''سلطان بول رہا ہوں۔ ایک بہت ہی اہم اطلاع ہے۔ اور وہ یہ کہ پاکیشیا میں قتل و غارت گری کی جو بھیانک اور وحشیانہ وارداتیں ہو رہی ہیں ان کا سرغنہ کارٹل ہے۔ یہ وہی کارٹل ہے جو سمورائی کا نائب تھا اور کلب لینڈ میں منشیات اور اسلحہ سمگلنگ کا وسیع نیٹ ورک چلاتا تھا۔ سمورائی والے کیس میں اس نے پاکیشیا آ کر اپنے ہی ایک ایجنٹ کو انتہائی سفاکی سے قتل کر دیا تھا۔ اس کی گردن تن سے جدا کر دی تھی اور پھر غائب ہو گیا تھا۔ بعد میں عمران اور سیکرٹ سروس نے سمورائی اور کارٹل کے پورے نیٹ ورک کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ سمورائی تو اس آپریشن میں مارا گیا تھا لیکن کارٹل فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اب وہ ایک بار پھر ایک نئے روپ میں پاکیشیا میں وارد ہو چکا ہے۔

ر''۔۔۔۔ سر سلطان نے ایکسٹو کو سمورائی والے کیس سے آگاہ رتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں سر۔ اس کیس کی تمام تفصیلات کا مجھے علم ہے سر۔ کارٹل ک انتہائی درجے کا سفاک ترین قاتل ہے۔ لیکن عمران کے پاس اس کے بارے میں زیادہ معلومات موجود ہیں۔ اوور''۔۔۔۔ دوسری رف سے ایکسٹو نے جواب دیا۔

''عمران تو اس وقت خود کارٹل کی قید میں ہے۔ وہ کچھ کرنے کی زیشن میں نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر گل جان اور ان کی بیگم بھی ں کی تحویل میں ہیں۔ وہ ان دونوں کو یرغمال کے طور پر استعمال کر ہے ہیں۔ ابھی کچھ منٹ پہلے کارٹل نے خود مجھ سے فون پر رابطہ کیا تھا ر مطالبہ کیا کہ اگر ہم اپنے تازہ ترین ایٹمی پروگرام کے سلسلے میں تیار کے ہوئے سینٹری فیوجز اس کے حوالے کر دیں تو وہ عمران اور ڈاکٹر گل جان کو بیگم سمیت چھوڑ دے گا۔ تم تو جانتے ہو کہ سینٹری فیوجز جدید ترین حساس ایٹمی ٹیکنالوجی کا وہ پرزہ ہے جو ایٹم بم کا دل ہوتا ہے۔ جس طرح دل کے بغیر کوئی جاندار حرکت نہیں کر سکتا اسی طرح سینٹری فیوجز کے بغیر ایٹم بم محض ایک کھوکھلا خول ہوتا ہے۔ اگر یہ ایٹمی دل کارٹل سے سفاک ترین دہشت گرد کے ہاتھ میں چلے گئے تو دنیا کا ایک بڑا ہولناک تباہی کی زد میں آ جائے گا۔ اور اس کی تمام تر ذمہ داری کیشیا پر عائد ہو گی۔ ان دگرگوں حالات میں اب تم ہی ہو جو کچھ کر تے ہو۔ اور حکومت پاکیشیا کو کارٹل جیسے ہارڈ کلر کے سامنے سرینڈر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ہونے سے بچا سکتے ہو۔ اوور"۔۔۔۔ سر سلطان نے نہایت پریشان کن لہجے میں تمام صورتحال سے ایکسٹو کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں سر۔ جونہی کارٹل کی کال موصول ہو تو آپ فوراً اسے دانش منزل میں میری ہاٹ لائن سے لنک کر دیں۔ آپ کی جگہ میں خود کارٹل سے بات کروں گا۔ اوور"۔۔۔۔ ایکسٹو نے مطمئن لہجے میں سر سلطان سے کہا۔

"کیا تمہارے ذہن میں کوئی لائن آف ایکشن ہے۔ اوور" سر سلطان نے ایکسٹو کی بات سن کر اطمینان بخش لہجے میں کہا۔

"ابھی تو نہیں ہے سر۔ لیکن میں کوئی نہ کوئی حل تلاش کر لوں گا۔ آپ مکمل طور پر مطمئن رہیں۔ اوور"۔۔۔۔ ایکسٹو نے گہرے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ جیسا تم نے کہا ہے ویسا ہی ہوگا۔ اس کے علاوہ شہر کے تمام پبلک فون بوتھ پر انٹیلی جنس کے آدمی نگرانی کے لئے مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ شاید کارٹل اس طریقے سے بھی ٹریس ہو جائے۔ بہرحال اب اس کے خلاف کارروائی ٹھوس اور مضبوط ہونی چاہیے۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ سر سلطان نے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر ہاٹ لائن کا رابطہ منقطع کر دیا گیا۔ ٹھیک ایک گھنٹے بعد ان کے پرائیویٹ ٹیلی فون کی گھنٹی گونج اٹھی۔ سر سلطان نے اپنے پی اے کو کال ریسیو کرنے کے لئے کہا۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔ حسب توقع کال کارٹل کی تھی۔

"کارٹل بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے میری بات کراؤ۔" دوسری طرف سے کارٹل کی پھنکارتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہولڈ رکھو۔ ابھی سر سلطان سے تمہاری بات کروا دی جائے گی۔" پی اے نے مختصر جواب دیا اور پھر سر سلطان کے حکم کے مطابق کریڈل پر ایک بٹن پش کر کے اس کا رابطہ دانش منزل میں ایکسٹو کے سپیشل فون سے جوڑ دیا۔ جونہی ایکسٹو کے فون سے رابطہ قائم ہوا تو بلیک زیرو کے فون کریڈل پر ایک سرخ نقطہ روشن ہو گیا۔ بلیک زیرو فوراً سمجھ گیا کہ کارٹل نے سر سلطان کو کال کی ہے۔ اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"سلطان بول رہا ہوں کارٹل۔ ہم نے تمہارا مطالبہ تسلیم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ لیکن اس سے پہلے ایک بات طے کرنا ضروری ہے۔" بلیک زیرو نے سر سلطان کی آواز میں اس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"فیصلہ تو آپ نے بالکل ٹھیک کیا ہے سر سلطان۔ مگر اب آپ کیا طے کرنا چاہتے ہیں۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کارٹل نے جھٹکے دار لہجے میں جواب دیا۔

"بات یہ طے کرنا ہے کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم سینٹری فیوجز حاصل کرنے کے بعد ڈاکٹر گل جان اور عمران کو چھوڑ دو گے۔ انہیں ہلاک نہیں کرو گے۔"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سر سلطان کی آواز میں کارٹل کو اپنی تشویش سے آگاہ کیا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

''کارنل ہر سودا اپنی زبان پر کرتا ہے اور دنیا کی بڑی سے بڑی حکومت بھی یہ گواہی دے گی کہ کارنل نے زبان کی ڈیل میں کبھی ڈنڈی نہیں ماری۔ وہ چاہے اپنے آپ پر بھروسہ نہ رکھتے ہوں لیکن کارنل کی زبان پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ آپ بھی کارنل اور اس کی زبان پر بھروسہ رکھیں۔'' ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کارنل نے بڑے کروفر سے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اگر معاملہ میرا ذاتی ہوتا تو میں ضرور تم پر بھروسہ کر کے یہ ڈیل کر لیتا۔ لیکن اعلیٰ حکومتی شخصیات کا مطالبہ ہے کہ تم سے بھی یہ ضمانت حاصل کی جائے کہ تم مطلوبہ لوگوں کو زندہ واپس کر دو گے۔ کیونکہ تم پہلے ہی بہت زیادہ قتل و غارت گری کر چکے ہو۔ بلکہ پاکیشیا کی تاریخ میں قتل کی ایسی خون آشام وارداتیں پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئیں۔'' ۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے تذبذب کے لہجے میں کہا۔

''میں اس سے بھی زیادہ بھیانک طریقے سے خونریزی کر سکتا ہوں۔ اس لئے اپنی حکومت کی اعلیٰ شخصیات کو سمجھاؤ سر سلطان۔ وہ اپنی ہٹ دھرمی کے بغیر کارنل کی بات مان لیں۔ ورنہ مزید ہولناک نتائج بھگتنے کے لئے خود کو تیار کر لیں۔'' ۔۔۔۔۔ کارنل نے واضح الفاظ میں دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

''کیا ایسا نہیں ہو سکتا کارنل کہ ہم ''ایک ہاتھ لو ایک ہاتھ دو'' کی پالیسی اختیار کر لیں۔ یعنی جس وقت سینٹری فیوجز تمہارے حوالے کئے

جائیں تو اسی وقت تم ڈاکٹر گل جان اور عمران کو ہمارے حوالے کر دو۔ اس طرح معاملہ دونوں طرف سے بالکل صاف ہو جائے گا۔'' بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں اسے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

''کارنل ایسی واہیات ڈیل نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ پاکیشیا والوں کا کوئی بھروسہ نہیں۔ اس بات کا سو فیصد امکان ہے کہ جعلی سینٹری فیوجز ہمارے حوالے کئے جا سکتے ہیں۔ ماضی میں پاکیشیائی حکومت اور سیکرٹ سروس والوں نے اپنے دشمنوں کو پھانسنے کے لئے ایسے کئی دھوکے دیئے ہیں۔ خود میرے بگ باس سمورائی کو دھوکے اور فریب دیئے جا چکے ہیں۔ لہذا کارنل اب ایسے کسی جال میں پھنسنے والا نہیں ہے۔ ہمیں سینٹری فیوجز کو چیک کرنے کے لئے کچھ وقت درکار ہو گا۔ اگر وہ اصلی ہوئے تو پھر عمران، ڈاکٹر گل جان اور ان کی بیگم کو فوراً آپ کے حوالے کر دیا جائے گا۔ بس اس سے زیادہ اور کوئی بات نہیں۔'' ۔۔۔۔۔ کارنل نے حتمی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ ڈیل تمہاری شرائط پر طے کر لی جائے گی۔ لیکن پاکیشیائی حکومت کا کہنا ہے کہ اس کے پاس فی الوقت صرف تین عدد سینٹری فیوجز ہیں۔ اور یہی تمہارے حوالے کئے جا سکتے ہیں۔ جبکہ تم نے پانچ کا مطالبہ کر رکھا ہے۔'' ۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے دانستہ بے بسی کا سا انداز اپناتے ہوئے کہا۔ دراصل وہ کارنل کو یہی تاثر دینا چاہتا تھا کہ پاکیشیائی حکومت اس کے سامنے مکمل طور پر سرینڈر کر رہی ہے۔

''میں پاکیشیائی حکومت کی بات نہیں مانتا۔ مکاری، چالاکی اور

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

جھوٹ بولنے میں اس حکومت کا کوئی ثانی نہیں۔ میرا اپنا دعویٰ یہ ہے کہ تم لوگوں کے پاس ایک درجن سے بھی زائد سینٹری فیوجز موجود ہیں۔ میں نے ان میں سے صرف پانچ کا مطالبہ کیا ہے۔ اگر تم لوگ مطالبہ تسلیم نہیں کرتے تو بھاڑ میں جاؤ۔ میں جلد ہی اپنا کام شروع کرنے والا ہوں۔'' ——— کارٹل نے دھاڑتی ہوئی آواز میں کہا۔ وہ غصے میں آپ سے تم پر اتر آیا تھا۔ اس کے انداز سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ اب وہ مزید کوئی بات کئے بغیر رابطہ ختم کر دے گا۔

''ٹھیک ہے کارٹل۔ حکومت کی اعلیٰ شخصیات سے میں بات کرتا ہوں۔ شاید وہ تمہارا مطالبہ من وعن مان لیں۔ یہ بتاؤ کہ اس ڈیل کے لئے تمہارا طریقہ کار کیا ہوگا۔'' ——— بلیک زیرو نے بالآخر ہتھیار ڈالنے کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

''طریقہ بہت آسان ہے۔ آپ پانچ سینٹری فیوجز لے کر شہر کے شمال میں سیاہ سمندری چٹانوں کے علاقے میں آجائیں۔ رات ٹھیک آٹھ بجے آپ کو یہاں پہنچ جانا چاہیے۔ یہاں سیاہ سمندری چٹانوں پر سے آپ کو ریڈ لائٹ کا ایک کاشن دیا جائے گا۔ آپ اس کاشن والی جگہ پر پہنچیں گے تو میرا ایک آدمی وہاں آپ سے معاملہ طے کر لے گا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ سینٹری فیوجز آپ خود لے کر آئیں گے اور یہ بالکل اصلی ہونے چاہئیں۔ ورنہ سارا معاملہ درہم برہم ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ آپ کو اکیلے آنا ہوگا۔ آپ کے ساتھ کسی قسم کی سیکورٹی نہیں ہونی چاہیے۔'' ——— کارٹل نے خشک لہجے میں کہا۔

''میں ایک بوڑھا شخص ہوں کارٹل۔ اکیلا اس تاریک ایریئے میں کیسے آسکتا ہوں۔ میری نظر بھی کمزور ہے۔ کوئی حادثہ بھی ہو سکتا ہے۔ میرے ساتھ میرے ڈرائیور کو لازماً آنا ہوگا۔ لیکن وہ مسلح نہیں ہوگا۔'' بلیک زیرو نے گڑبڑاتی ہوئی آواز میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ ڈرائیور کے ساتھ آجائیں۔ لیکن کاشن والی جگہ پر ڈرائیور نہیں آسکتا۔ وہاں آپ کو تنہا آنا ہوگا۔ رات کو ٹھیک آٹھ بجے۔ یاد رکھیے گا۔ اوکے گڈ بائے۔'' ——— کارٹل نے آخر میں بڑے پھیکے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹیلی فونک رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

بلیک زیرو نے فوراً اس کی کال ٹریس کی کہ وہ کہاں سے کی جا رہی تھی۔ اور یہ جان کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ اس بار کال کسی پبلک فون بوتھ سے نہیں بلکہ ایک پرائیویٹ سیلولر فون سے کی گئی تھی۔ ظاہر ہے کارٹل کوئی بے وقوف آدمی تو ہرگز نہیں تھا۔ اس نے معلوم کر لیا ہوگا کہ پہلی فون کال کے بعد شہر کے تمام پبلک فون بوتھ انٹیلی جنس کی نگرانی میں ہیں۔ چنانچہ اس نے سیلولر فون استعمال کیا تھا۔ بلیک زیرو اپنی حکمت عملی پہلے ہی ترتیب دے چکا تھا۔ چنانچہ اس نے سر سلطان سے ہاٹ لائن پر رابطہ قائم کیا۔

''یس۔ پی اے ٹو سر سلطان۔'' ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پرائیویٹ سیکرٹری نے کہا۔

''ایکسٹو کالنگ۔ سر سلطان سے بات کروائیے۔ فوراً'' ——— بلیک

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

زیرو نے ایکسٹو کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

''یس سر۔ ون منٹ ہولڈ پلیز۔''۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر فوراً ہی سر سلطان لائن پر آ گئے۔

''سلطان بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے مسٹر ایکسٹو۔''۔۔۔۔۔۔ سر سلطان نے گہری سنجیدگی سے کہا۔

''سر۔ میں نے پورا پلان ترتیب دے دیا ہے۔ آپ یہ بتائیے کہ آپ کے پاس ڈمی سینٹری فیوجز تو موجود ہوں گے۔''۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

''بالکل ہیں۔ بلکہ خاصی تعداد میں ایسے ڈمی سینٹری فیوجز وزارت دفاع کے پاس موجود ہیں۔ کیا تمہیں ان کی ضرورت ہے۔'' دوسری طرف سے سر سلطان نے متذبذب لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ آپ وہ پانچ عدد ڈمی سینٹری فیوجز جلد از جلد دانش منزل میرے پاس بھجوا دیجئے۔ باقی کی کارروائی کی رپورٹ میں آپ کو بعد میں دوں گا۔''۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پرتمکنت آواز میں کہا۔

''بہتر ہے۔ میں ابھی وہ ڈمی سینٹری فیوجز بھیج دیتا ہوں۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی عطا فرمائے۔'' سر سلطان نے پرجوش اور جذبات سے لبریز آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع کر دیا گیا۔ ٹائیگر اس وقت دانش منزل میں موجود تھا۔ بلیک زیرو نے انٹرکام پر اسے ہدایت کی کہ جونہی کوئی شخص پیکٹ وغیرہ لے کر آئے تو اس سے وہ پیکٹ وصول کر کے آپریشن روم میں

دے۔ اس کے بعد بلیک زیرو خود میک اپ روم میں چلا گیا۔

تقریباً بیس منٹ بعد وزارتِ دفاع کا ایک ایجنٹ دانش منزل کے بیرونی گیٹ پر نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھ میں سیلیفون کی تھیلی میں لپٹا ہوا ایک پیکٹ تھا۔ ٹائیگر نے گیٹ پر جا کر اس سے تھیلی وصول کی اور آپریشن روم میں ایکسٹو کی مخصوص میز پر رکھ کر نشست گاہ میں واپس آ گیا۔ بلیک زیرو میک اپ روم میں سر سلطان کا حلیہ اختیار کرنے میں مصروف تھا۔ تقریباً دو گھنٹے کی کاوش کے بعد وہ فول پروف میک اپ سے خود کو مکمل طور پر سر سلطان کا روپ دے چکا تھا۔ اس نے ٹو پیس سوٹ زیب تن کیا۔ ٹائی لگائی اور دیگر لوازمات مکمل کر کے آپریشن روم میں آ گیا۔ وہاں سیلیفون کی وہ تھیلی میز پر موجود تھی جو وزارت دفاع کی طرف سے بھیجی گئی تھی۔ اس میں پانچ سینٹری فیوجز تھے جو ظاہر ہے ڈمی تھے۔ اس نے وہ تھیلی اٹھائی اور انٹرکام پر ٹائیگر کو ہدایت کی کہ سر سلطان اس وقت دانش منزل میں موجود ہیں۔ وہ پارکنگ میں آ رہے ہیں۔ تم نے انہیں ایک جگہ پہنچانا ہے۔ لہٰذا وہ اپنی گاڑی میں انہیں مطلوبہ جگہ لے جائے لیکن گاڑی پر وزارت خارجہ کی نمبر پلیٹیں ضرور آویزاں کر لینا۔

ٹائیگر کو ہدایت دے کر بلیک زیرو سر سلطان کی شکل وصورت اور حلیے میں آپریشن روم سے نکل کر پارکنگ میں چلا گیا۔ چند لمحے بعد ٹائیگر بھی ہاتھ میں وزارت خارجہ کی سبز رنگ کی نمبر پلیٹیں پکڑے وہاں آ گیا۔ سر سلطان سے سلام دعا کے بعد اس نے کار کی نمبر پلیٹیں تبدیل

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

کیس اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ بلیک زیرو دانستہ عقبی نشست پر بیٹھا تھا۔ کار اسٹارٹ ہو کر پارکنگ سے باہر نکلی۔ دانش منزل کا آٹو سسٹم بیرونی گیٹ خود بخود کھلا اور اسی طرح بند ہو گیا۔ کار مڑ کر سنٹرل روڈ پر آ گئی۔

''شہر کے شمال کی سمت سیاہ سمندری چٹانوں کا ایک علاقہ ہے۔ جس سے آگے سمندر پھیلا ہوا ہے۔ اس طرف جانا ہے۔'' ــــــ بلیک زیرو نے سر سلطان کی آواز میں اور لب و لہجہ میں ٹائیگر سے کہا۔ چنانچہ بلیک زیرو کی ہدایت پر ٹائیگر نے کار کا رخ اس سمت جانے والی سڑک پر موڑ دیا۔ جب وہ اس سیاہ سمندری چٹانوں کے علاقے میں پہنچے تو آٹھ بجنے میں تین منٹ باقی تھے۔

''تم قریب ہی کہیں چھپ کر انتظار کرو۔ اگر مزید تمہاری ضرورت ہوئی تو ایکسٹو مطلع کر دے گا۔'' ــــــ بلیک زیرو نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کار ریورس کر کے واپس مڑ گیا۔ اسی لمحے ایک بلند چٹان کے عقب سے تیز سرخ روشنی کا کاشن دیا جانے لگا۔ بلیک زیرو سیلیکون کی تھیلی سنبھالے اس کاشن کی طرف چل پڑا۔ جونہی وہ اس چٹان کے اوپر چڑھا تو دائیں اور بائیں سمت سے دو اسٹین گن بردار نمودار ہوئے جن کے چہرے سیاہ نقابوں میں لپٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے یکلخت بلیک زیرو کو اسٹین گنوں کی زد میں لے لیا۔

''چٹان کے اوپر سے گزر کر نیچے اترو۔ تمہیں ساحل سمندر کی طرف جانا ہے۔'' ــــــ ان میں سے ایک نے گرجتی ہوئی آواز میں بلیک

زیرو کو حکم دیا۔ بلیک زیرو نے ان کا بغور جائزہ لینے کی کوشش کی لیکن تاریکی کی وجہ سے کوئی چیز واضح دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ بلیک زیرو خاموشی سے اس بلند چٹان کو عبور کر کے نیچے کی طرف اترتا چلا گیا۔ اسٹین گن بردار بھی اس کے ساتھ ساتھ نیچے اتر گئے۔ چٹان سے نیچے ریتلی زمین پر آتے ہی انہوں نے بلیک زیرو کو ساحل کی طرف آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ چند قدم آگے بڑھنے کے بعد بلیک زیرو کو تاریکی کے باوجود ساحل کے قریب ایک گن شپ ہیلی کاپٹر کھڑا دکھائی دیا۔ اسٹین گن بردار اسے اسی طرف لے جا رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے۔

''کیا تم سنٹری فیوجز لے آئے ہو۔ اور یہ کتنے ہیں۔'' ــــــ ان میں سے ایک نے کرخت لہجے میں بلیک زیرو سے دریافت کیا۔

''اس سیلیکون کے تھیلے میں سنٹری فیوجز ہی ہیں اور ان کی تعداد پانچ ہے۔'' ــــــ بلیک زیرو نے مطمئن انداز میں جواب دیا۔ اس کی بات سن کر ایک اسٹین گن بردار ہیلی کاپٹر کے پائلٹ ڈور سے اندر کود گیا اور اس نے ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ سنبھال لی۔ دوسرے اسٹین گن بردار نے بلیک زیرو کو ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں داخل ہونے کا حکم دیا۔

''کیا مطلب۔ کارنل سے بات ہوئی تھی کہ تم سنٹری فیوجز وصول کر کے مجھے واپس جانے دو گے۔ اب مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو۔'' ــــــ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"کچھ کہنے سننے کی گنجائش نہیں۔ جو کہا جا رہا ہے خاموشی سے اس پر عمل کرو۔ سینٹری فیوجز کی چیکنگ کے بعد تمہیں اور دیگر لوگوں کو چھوڑ دیا جائے گا۔" ——— اسٹین گن بردار نے غراتی ہوئی آواز میں کہا اور اسٹین گن کی نال بلیک زیرو کی کمر سے لگا دی۔

"کیا تم مجھے بھی یرغمال بنا رہے ہو۔" ——— بلیک زیرو نے ٹپٹاتے ہوئے کہا۔

"تم سے کہا گیا ہے کہ خاموش رہو۔ اب کچھ بولے تو بے موت مارے جاؤ گے۔ چلو ہیلی کاپٹر میں بیٹھو۔ ہری اپ۔" ——— اسٹین گن بردار نے نال بلیک زیرو کی کمر میں گاڑتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں حکم دیا۔ اس اثناء میں ہیلی کاپٹر کا انجن اسٹارٹ ہو چکا تھا اور اس کے پنکھے پر تیزی سے حرکت پذیر تھے۔ اگر وہ یونہی باہر کھڑے رہتے تو ہوا کے پریشر سے اڑ کر دور جا گرتے۔ چنانچہ بلیک زیرو جھنجلائے ہوئے انداز میں اسٹینڈ پر پاؤں رکھتا ہوا ہیلی کاپٹر کے اندر چلا گیا۔ اس کے پیچھے اسٹین گن بردار بھی چھلانگ لگا کر اندر کودا۔ اس نے بلیک زیرو کو اپنے سامنے والی نشست پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ بلیک زیرو کی پشت پائلٹ کی طرف تھی۔ ان کے سوار ہوتے ہی ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور تیزی سے سمندری حدود کے اندر آگے بڑھنے لگا۔

"یہ سیلیکون تھیلی مجھے دو۔" ——— بلیک زیرو کے سامنے بیٹھے اسٹین گن بردار نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹاتے ہوئے گونجدار لہجے میں کہا۔ وہ ایک سفید فام تھا اور اپنے ٹھوس جسم سے وہ فری اسٹائل کشتی

لڑنے والا ریسلر لگتا تھا۔ بلیک زیرو نے خاموشی سے وہ تھیلی اس کی طرف بڑھا دی۔ ریسلر نما سفید فام نے اس کی زپ کھولی اور اس میں سے ایک سینٹری فیوجز نکال کر ہیلی کاپٹر کی چھت میں نصب مرکری بلب کی روشنی کے سامنے اسے گھما پھرا کر یوں چیک کرنے لگا جیسے پارے والے تھرمامیٹر کا پارہ دیکھا جاتا ہے۔

"اسے یوں بے احتیاطی سے مت گھماؤ۔ یہ انتہائی حساس چیز ہے۔ اگر ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا تو ہم سب اس کی ریڈیائی انفراریڈ شعاعوں کی زد میں آ کر پانی کی طرح پگھل جائیں گے۔ بلکہ کئی کلومیٹر کے دائرے میں تمام جانداروں کا یہی حال ہوگا۔" ——— بلیک زیرو نے اسے متنبہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ واقعی اصلی ہیں۔" ——— ریسلر نما سفید فام نے جوشیلے انداز میں کہا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے۔ یہ نقلی ہیں۔ کیا تم انہیں یہاں گرا کر چیک کرو گے کہ یہ اصلی ہیں یا نقلی۔ مگر یاد رکھو۔ چیکنگ کے اس طریقے میں تم اگلی دنیا سدھار جاؤ گے اور مجھے اور اپنے اس ساتھی کو بھی بالجبر ساتھ لیتے جاؤ گے۔" ——— بلیک زیرو نے ناک سکیڑتے ہوئے نفرت آمیز لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ہمارا ایسا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ ہمارے چیف باس کارٹل کے پاس جدید ریسرچ لیبارٹری موجود ہے۔ وہاں پر انہیں یقیناً چیک کر لیا جائے گا۔ اور ہاں۔ میرا نام شائل ہے۔ کچھ ایٹمی ٹیکنالوجی کی سوجھ

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

بوجھ میں بھی رکھتا ہوں۔ اور یہ پائلٹ سیٹ پر مالکو موجود ہے۔ جانتے ہو اس نے کیا کیا تھا۔ اس نے ڈاکٹر گل جان کو قابو کرنے کے لیے پاکیشیا کی ٹاپ سپر ماڈل شالیہ کو اغواء کیا تھا۔ لیکن بعد میں بے چاری اس وحشی کے ہاتھوں ماری گئی۔ ہم کسی کو بھی قتل کرنے میں سب سے زیادہ ترجیح اس چیز کو دیتے ہیں کہ قتل ہونے والا اس طریقے سے قتل ہو کہ دیکھنے والوں پر ہمیشہ کے لئے دہشت اور خوف کا حصار مسلط ہو جائے۔ اس لئے کہ ہم ہارڈ کلرز ہیں۔“ ——— شالی نامی ہارڈ کلر نے کسی زخمی بھینسے کی ڈکراتی آواز میں بلیک زیرو سے کہا۔

”یہ بات تم مجھ سے کیوں کہہ رہے ہو۔ کیا مجھے بھی اپنے خاص طریقے سے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔“ ——— بلیک زیرو نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

”فی الحال تو ایسا کوئی منصوبہ نہیں۔ کارٹل کے حکم کے مطابق ہمیں تمہارے ساتھ سمندر میں موجود اپنے سپر شپ بحری جہاز پر لینڈ کرنا ہے۔ جہاں کارٹل بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہا ہے۔“ ——— شالی نے گویا انکشاف کرتے ہوئے کہا اورر اس کی بات سن کر بلیک زیرو بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اسے سمندر کے اندر کھڑے کسی بڑے بحری جہاز پر لے جایا جائے گا۔ کارٹل کی کارروائی بہت مربوط اور منظم دکھائی دے رہی تھی۔ بلیک زیرو کے ذہن میں یکدم یہ خیال اجاگر ہوا کہ کارٹل کے بحری جہاز پر لینڈ کرنے سے پہلے ہی اسے ایکشن لینا چاہیے۔ ہیلی کاپٹر بہت نیچی پرواز

کر رہا تھا۔

ایکشن کا فیصلہ کرتے ہی بلیک زیرو یکدم سامنے کی نشست پر بیٹھے پہلوان نما سفید فام شالی پر جھپٹ پڑا۔ اسے شاید بلیک زیرو کی طرف سے اس کارروائی کی ہرگز امید نہیں تھی۔ بلیک زیرو نے بجلی کی سی سرعت سے اس پر جھپٹتے ہوئے ایک ہاتھ سے اس کی اسٹین گن پر قبضہ کر لیا جبکہ دوسرے ہاتھ کا فولادی گھونسہ اس کے جبڑے پر لگا۔ تڑخ کی آواز کے ساتھ جبڑا لڑکڑا کر رہ گیا اور شالی بری طرح منہ سے خرخراہٹ کی یوں آوازیں نکالنے لگا جیسے کسی کند چھری سے بکرے کی آدھی شہ رگ کاٹ دی گئی ہو۔ پائلٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا شالی کا ساتھی مالکو جو ہیلی کاپٹر کو کنٹرول کر رہا تھا اس یکا یک بدلتی سورتحال پر بھونچکا رہ گیا۔ اور چند لمحوں بعد جب اس کے حواس کچھ درست ہوئے تو اس نے تلملاتے ہوئے اپنے قریب رکھی اسٹین گن اٹھانے کی کوشش کی لیکن اس وقت تک بلیک زیرو اس کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔ اس نے عقب سے اسٹین گن کا آہنی دستہ مالکو کی گردن پر دے مارا۔ وار اس قدر شدید تھا کہ مالکو کی آنکھوں کے سامنے رنگ برنگے ستارے گردش کرنے لگے۔ اگلے لمحے بلیک زیرو نے تیزی سے جھپٹ کر اس کی اسٹین گن اٹھائی اور ہیلی کاپٹر کی سائیڈ کی کھڑکی سے باہر اچھال دی۔

”خاموشی سے ہیلی کاپٹر کو کنٹرول کرو۔ ورنہ ہمارے ساتھ تم بھی مارے جاؤ گے۔“ ——— بلیک زیرو نے پھنکارتی ہوئی آواز میں اسے حکم دیا اور پھر وہ شالی کی طرف پلٹا جو اپنے حواس بحال کر کے بلیک

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

زیرو پر حملہ آور ہونے کی کوشش میں تھا۔ بلیک زیرو کسی چھلاوے کی طرح اچھل کر اس پر جھپٹا اور اس کو سر کے لمبے بالوں سے قابو کر کے اس کا منہ زوردار دھماکے سے ہیلی کاپٹر کی باڈی سے ٹکرا دیا۔ شالی کے منہ سے ایک تیز سسکاری نکلی۔ اسی لمحے بلیک زیرو نے سائیڈ دروازے کا ہینڈل کھینچ کر شالی کو ہیلی کاپٹر سے باہر اچھال دیا اور اس کے پیچھے خود بھی باہر چھلانگ لگا دی۔ وہ دونوں ہوا میں تیرتے ہوئے آگے پیچھے سمندر میں جا گرے۔ وہ ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر پانی میں گرے تھے۔ سمندر اس جگہ زیادہ گہرا نہیں تھا۔

سمندر میں گرتے ہی وہ تہہ تک چلے گئے اور جب بلیک زیرو ابھر کر سطح آب پر آیا تو شالی اس کے قریب ہی پانی میں ڈبکیاں کھا رہا تھا۔ وہ اپنے حواس میں نہیں تھا۔ بلیک زیرو تیزی سے تیرتا ہوا شالی کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے قریب پہنچ کر بلیک زیرو نے کھڑی ہتھیلی کا ایک مخصوص وار اس کی گردن کے پیچھے والے حصے پر کیا۔ یہ ایسا وار تھا کہ شالی ڈکرا کر بے ہوش ہو گیا اور پانی میں ڈوبنے لگا۔ لیکن بلیک زیرو نے اسے ڈوبنے نہیں دیا۔ اس نے شالی کا سر دبوچا اور تیرتا ہوا سمندر کے کنارے کی طرف جانے لگا۔ تقریباً پندرہ منٹ کی تیراکی کے بعد وہ شالی کو گردن سے دبوچے، پانی میں گھسیٹتا ہوا کنارے پر لے آیا۔ ہیلی کاپٹر دور تاریکی میں کہیں گم ہو چکا تھا۔

کنارے پر پہنچ کر بلیک زیرو چند منٹ تک اپنا سانس بحال کرتا رہا۔ پھر اس نے بھاری بھرکم شالی کو اپنے کندھے پر ڈالا اور ایک

ہموار مقام سے سیاہ سمندری چٹانوں کا علاقہ کراس کر کے سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے اسے اپنے عقب میں ہیلی کاپٹر کی تیز گونج سنائی دی۔ بلیک زیرو نے چونک کر مڑ کر پیچھے دیکھا۔ وہی گن شپ ہیلی کاپٹر اب تیز سرچ لائٹس نیچے پھینکتا ہوا برق رفتاری سے ساحل کی طرف آ رہا تھا۔ لیکن اس کا رخ بلیک زیرو کی طرف نہیں تھا۔ بلیک زیرو نے اپنی رفتار بڑھا دی۔ سڑک کے کنارے گھنے درختوں کی آڑ میں پہنچ کر اس نے واچ ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر سے رابطہ قائم کیا۔

''ٹائیگر اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور'' ــــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو کالنگ یو ٹائیگر۔ ساحل سمندر کی طرف اسی مقام پر سر سلطان موجود ہیں جہاں تم نے انہیں ڈراپ کیا تھا۔ ان کے ساتھ ایک خطرناک مجرم بھی ہے لیکن بے ہوش ہے۔ فوراً وہاں پہنچو اور سر سلطان کو اس خطرناک مجرم سمیت دانش منزل لے آؤ۔ کوئیک اینڈ فاسٹ۔ اوور'' ــــــ بلیک زیرو نے تیز آواز میں اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

''میں پانچ منٹ میں پہنچ جاؤں گا جناب۔ اوور'' ــــــ ٹائیگر نے مستعدی سے کہا اور بلیک زیرو نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ کارٹل کا گن شپ ہیلی کاپٹر مخالف سمت میں چلا گیا تھا۔ وہ یقینی طور پر بلیک زیرو اور شالی کی تلاش میں تھا۔ ٹھیک پانچ منٹ میں ٹائیگر اپنی کار میں وہاں پہنچ گیا۔ انہوں نے بے ہوش شالی کو اٹھا کر عقبی سیٹ پر ڈالا اور تیزی سے دانش منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

تنویر نے ریسٹورنٹ سے نکل کر اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور اسے اسٹارٹ کر کے پارکنگ سے باہر مین روڈ پر لے آیا۔ یہ شہر کی سب سے زیادہ بارونق شاہراہ ایلیٹ روڈ تھی۔ جولیا اس سیکرٹ ایجنٹ کے ساتھ کار میں بیٹھ چکی تھی۔ جس نے خود کو دنیا کی اہم ترین سراغ رساں ایجنسی گرین لینڈ یارڈ کا سیکرٹ ایجنٹ ظاہر کیا تھا اور انہیں بتایا تھا کہ وہ صرف اور صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہارڈ کلرز کے بارے میں اہم راز دینے خاص طور پر پاکیشیا آیا ہے۔ معاملہ چونکہ ہارڈ کلرز کے سراغ کا تھا جن کی تلاش میں پوری سیکرٹ سروس پاگلوں کی طرح ماری ماری پھر رہی تھی اس لئے تنویر اور جولیا کو چارو ناچار اس پر یقین کرنا پڑا۔ تنویر نے کسی ممکنہ خطرے کے پیش نظر ایکسٹو یا صفدر سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن گرین لینڈ یارڈ کے سیکرٹ ایجنٹ نے کال ٹریس ہو جانے کے پیش نظر تنویر کو منع کر دیا

بہرحال اب چونکہ تنویر اپنی کار میں تنہا موجود تھا اور جولیا اس سیکرٹ ایجنٹ کی گاڑی میں تھی اور وہ آگے جا چکی تھی۔ اس لئے تنویر نے صفدر سے بات کر لینے میں کوئی قباحت محسوس نہ کی اور اپنی واچ ٹرانسمیٹر پر صفدر سے رابطے میں مصروف ہو گیا۔

''صفدر اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور''۔۔۔۔۔ واچ ٹرانسمیٹر کا رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''تنویر کالنگ یو۔ صفدر صاحب۔ ایک اہم اطلاع ہے۔ میں اور جولیا انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر کے ریکارڈ ڈیپارٹمنٹ سے ہارڈ کلرز کے بارے میں کچھ معلومات اور کوائف جمع کرنے کے بعد ایک ریسٹورنٹ میں کافی پی رہے تھے کہ چند منٹ پہلے اچانک ایک سیکرٹ ایجنٹ وہاں ہمیں ملا۔ اس نے بتایا کہ وہ گرین لینڈ یارڈ سے خاص طور پر ہارڈ کلرز کے متعلق کچھ اہم راز دینے ہمارے پاس پاکیشیا آیا ہے۔ اس نے ہمیں اپنے ہوٹل گرینڈ انٹرنیشنل کے سوئٹ چلنے کی پیش کش کی۔ میں اسے اپنے ساتھ اپنے فلیٹ لے جانا چاہتا تھا لیکن اس نے انکار کر دیا کہ جولیا کے فلیٹ کی تباہی کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی ایجنٹ کی رہائش گاہ محفوظ نہیں کیونکہ ہارڈ کلرز پاگل کتوں کی طرح ہماری بو سونگھتے پھر رہے ہیں۔ میں چاہتا تھا کہ اس کے ساتھ جانے سے پہلے آپ سے بات کر لوں لیکن اس نے اس سے بھی منع کر دیا۔ چنانچہ بحالت مجبوری ہمیں اس کی بات ماننا پڑی کیونکہ یہ ہارڈ کلرز کے سراغ کا نازک معاملہ تھا اور ہم اپنا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

چاہتے تھے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ ہم ایلیٹ روڈ پر جا رہے ہیں۔ جولیا اس سیکرٹ ایجنٹ کے ہمراہ اس کی گاڑی میں ہے اور وہ مجھ سے چند سو گز آگے ہے۔ میں اپنی گاڑی میں ان کے پیچھے جا رہا ہوں۔ اوور'' ـــــ تنویر نے تفصیل سے تمام رپورٹ سے صفدر کو آگاہ کرتے ہوئے کہا کیونکہ اس وقت آپریشن کی کمان صفدر ہی کے ہاتھ میں تھی۔

''تم نے سخت غلطی کی ہے تنویر۔ نہ جانے وہ شخص سیکرٹ ایجنٹ ہے بھی یا نہیں۔ تمہیں آنکھیں بند کر کے اس پر اعتماد نہیں کر لینا چاہیے تھا۔ اوور'' ـــــ دوسری طرف سے صفدر نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''ہم نے چیک کر لیا تھا صفدر صاحب۔ اس کے پاس گرین ہینڈ یارڈ کا گولڈن بیج موجود تھا۔ اوور'' ـــــ تنویر نے جواب دیا۔

''کیسی بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو تنویر۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایک اہم ممبر ہو۔ تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ ایسے جعلی بیجز تیار کر لینا مشکل کام نہیں۔ تمہیں جولیا کو ہرگز اس کے ساتھ نہیں بٹھانا چاہیے تھا۔ مجھے جولیا پر بھی شدید غصہ آ رہا ہے۔ کیا اس کی آنکھوں پر بھی پٹی بندھ گئی تھی جو ایک اجنبی کے ساتھ روانہ ہو گئی۔ تمہیں کم از کم مجھ سے یا ایکسٹو سے بات کر لینی چاہیے تھی۔ اوور'' ـــــ صفدر نے شدید غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا اور تنویر کو ندامت محسوس ہونے لگی کہ واقعی ان سے ایک بڑی غلطی سرزد ہو چکی ہے۔

''ہم نے کوشش کی تھی صفدر صاحب۔ آپ سے یا چیف سے بات کر لیں۔ لیکن وہ سیکرٹ ایجنٹ نہیں مان رہا تھا اور واپس جا رہا تھا۔ بہرحال ہم سے واقعی غلطی ہو گئی۔ سوری فار دیٹ۔ اوور'' ـــــ تنویر نے شرمندگی سے کہا۔

''جا رہا تھا تو جانے دیتے۔ ہم نے دعوت دے کر تو اسے یہاں نہیں بلوایا تھا۔ خیر میں دیکھتا ہوں کہ کیا کیا جا سکتا ہے۔ اوور'' دوسری طرف سے صفدر نے گہری سنجیدگی سے کہا۔

''اگر آپ کہیں تو میں انہیں روک لوں اوور'' ـــــ تنویر نے جوشیلے انداز میں کہا۔

''اب اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ بہرحال کوشش کرو کہ ان کی گاڑی کے قریب ہو سکو۔ اتفاق سے میں اور نعمانی ایلیٹ روڈ کے قریب ہی موجود ہیں اور چند لمحوں میں پہلے کراسنگ پر پہنچ جائیں گے۔ اس مبینہ سیکرٹ ایجنٹ کی گاڑی کون سی ہے۔ اوور'' ـــــ صفدر نے تشویش زدہ آواز میں دریافت کیا۔

''انگوری رنگ کی شیورلیٹ ہے۔ اتفاقاً اس وقت وہ بھی ایلیٹ روڈ کے پہلے کراسنگ پر پہنچ چکی ہے۔ اوور'' ـــــ تنویر نے اس کار کے بارے میں صفدر کو انفام کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم ہائی الرٹ رہو۔ میں پہنچ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل'' ـــــ صفدر نے خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا رابطہ منقطع ہو گیا۔ اسی لمحے پہلے کراسنگ پر سرخ بتی روشن

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ہو چکی تھی اور ٹریفک سگنل پر رکنا شروع ہو گئی۔ تنویر کو بھی اپنی کار روکنا پڑی۔ یہ ایک مصروف شاہراہ تھی ۔ اس لئے سگنل پر ریڈلائٹ ہوتے ہی گاڑیوں کی طویل قطار نظر آنے لگی۔ تنویر کی کار کافی پیچھے تھی۔ جبکہ سیکرٹ ایجنٹ اور جولیا والی انگوری کلر شیورلیٹ کراسنگ سگنل کی فرنٹ لائن میں تھی۔ ابھی گرین سگنل روشن نہیں ہوا تھا کہ اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ تنویر کی کار کے نیچے نصب ریموٹ کنٹرول بم پھٹنے سے ہوا تھا جو مرچنٹ نے وہاں نصب کیا تھا اور وہی مرچنٹ اس وقت جولیا کے ساتھ گرین لینڈ یارڈ کے سیکرٹ ایجنٹ کے روپ میں اپنی کار میں موجود تھا۔

دھماکہ اس قدر شدید اور زوردار تھا کہ نہ صرف تنویر کی کار کے پرخچے اڑ گئے بلکہ اردگرد کی کئی گاڑیاں بھی تباہ ہو کر رہ گئیں۔ سڑک پر کئی فٹ گہرا گڑھا پڑ گیا۔ قریبی عمارتوں کے شیشے ٹوٹ گئے۔ تنویر خون میں تر بتر حالت میں اچھل کر سڑک کنارے فٹ پاتھ پر جا پڑا۔ وہ پوری طرح خون میں نہا چکا تھا اور جسم جگہ جگہ سے زخمی تھا۔ سڑک پر ہلچل اور افراتفری پھیلتی چلی گئی۔ اسی دوران کراسنگ کا گرین سگنل روشن ہو گیا اور ٹریفک تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی لیکن تباہ شدہ گاڑیاں اپنی جگہ پر موجود تھیں۔

کراسنگ کا گرین سگنل روشن ہوتے ہی صفدر کی جیپ کراسنگ روڈ کی فرنٹ لین پر آ چکی تھی لیکن ظاہر ہے کہ اب اس کراسنگ روڈ کا ریڈ سگنل روشن تھا اور اس طرف کی ٹریفک بند ہو چکی تھی۔ صفدر کی نظر

اسی انگوری کلر شیورلیٹ پر پڑی جس میں ایک سفید فام کے ساتھ جولیا موجود تھی۔ ایلیٹ روڈ کا یہ گرین سگنل کھلنے سے پہلے ہی تنویر کی کار میں بم دھماکہ ہو چکا تھا اور پھر اگلے لمحے صفدر نے مرچنٹ کو جولیا کے چہرے پر سپرے کی تیز پھوار پھینکتے دیکھا۔ نعمانی صفدر کے ساتھ والی سیٹ پر موجود تھا۔ اس نے بھی جولیا کو دیکھ لیا تھا۔

”نیچے اترو نعمانی۔ کوئیکلی۔ دھماکے کی طرف جاؤ۔ میرے خیال میں تنویر کی گاڑی میں دھماکہ ہوا ہے۔ اور اس سفید فام نے جولیا کو بے ہوش کر دیا ہے۔ جلدی کرو۔ مجھے ان کا پیچھا کرنا ہے۔ ہری اپ“ صفدر نے چیختے ہوئے کہا تو نعمانی ایک ہی جست میں جیپ سے کود کر دیوانہ وار تنویر کی کار کی طرف بھاگا جو مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھی۔ مرچنٹ نے جولیا کو بے ہوش کرتے ہی اپنی کار تیز رفتاری سے آگے بڑھا دی۔ چونکہ وہ سگنل کی فرنٹ لین میں تھا اور اس کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں تھا۔ اس لئے اس کی کار بے حد تیز تھی۔ صفدر نے بے ساختہ ایکسیلیٹر دبا دیا اور ریڈ سگنل توڑتا ہوا مرچنٹ کی کار کے پیچھے لپکا۔ اس نے اتنی تیزی سے جیپ کو موڑا کہ ٹائروں کی زبردست چرچراہٹ سے فضا دور تک گونج اٹھی۔ اگلے لمحے صفدر نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے ریوالور نکال لیا۔

مرچنٹ نے بھی ٹائروں کی زبردست چرچراہٹ کی آواز سے صفدر کی جیپ کو اپنے پیچھے آتے دیکھ لیا اور فوراً سمجھ گیا کہ اسے ٹریس کر لیا گیا ہے۔ اس نے بھی ہولسٹر سے اپنا پسٹل نکال لیا تھا مگر صفدر اس

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

قدر تیزی سے اس کے پہلو میں پہنچ گیا کہ مرچنٹ کو سنبھلنے کا موقع
سکا۔ صفدر کی جیپ اس کی کار کو دائیں سائیڈ کے ساتھ تقریباً چھو
تھی اور ان کی رفتار سو کلومیٹر سے بھی زیادہ تھی۔

''گاڑی روکو۔ یو ڈیم فول۔ ورنہ شوٹ کر دوں گا''۔۔۔۔۔ صفدر
نے ریوالور کی نال کا رخ اس کے سر کی طرف کرتے ہوئے غرا کر کہا
لیکن مرچنٹ نے اس کی دھمکی کا کوئی نوٹس نہیں لیا اور اپنی کار کی سپ
بڑھاتے ہوئے اور ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ کنٹرول کرتے ہو
دوسرے ہاتھ سے پسٹل کا رخ صفدر کی طرف کر دیا۔ یہ دیکھ کر صف
نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ گولی برق کی رفتا
سے مرچنٹ کی طرف گئی۔ لیکن اس نے پلک جھپکنے میں اپنا سر نیچے جھ
لیا اور صفدر کی فائر کی ہوئی گولی جولیا کی سمت کے شیشے کو توڑتی ہوئی
باہر نکل گئی۔ صفدر نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ریوالور کی نالی کا رخ
تھوڑا سا نیچے رکھ کر دوسرا فائر داغ دیا۔ لیکن دونوں گاڑیوں کی رفتار
بہت زیادہ تیز ہونے کی وجہ سے اس مرتبہ گولی مرچنٹ کی کار کی باڈی
سے ٹکرا گئی۔

مرچنٹ بھی جوابی فائر کرنے کا موقع تلاش کر رہا تھا۔ صفدر کے
دوسرے فائر کے بعد اسے موقع مل گیا اور اس نے پسٹل سے فائر دا
دیا۔ مگر صفدر خود کو سرعت سے پیچھے کر چکا تھا۔ اس کی سیٹ کی پشت
بھی ایسی سپرنگ ایبل تھی جو ذرا سے دباؤ سے خود بخود پیچھے چلی جاتی
تھی۔ چنانچہ پسٹل کی گولی صفدر کے سینے کے سامنے سے تقریباً دو انچ

سے گزر کر کھڑکی کے راستے باہر چلی گئی۔ صفدر نے اسے
ر کا موقع نہیں دیا۔ اور اس نے یکدم اسٹیرنگ وہیل کو تیزی
تے ہوئے اپنی جیپ کو مرچنٹ کی کار سے ٹکرا دیا۔ اس نے
رسک لیا تھا۔ کیونکہ مرچنٹ کی کار الٹ بھی سکتی تھی اور جولیا
کار کی اگلی نشست پر بے ہوش پڑی تھی۔ صفدر کی ہیوی وہیکل
ور دار دھماکے سے مرچنٹ کی کار سے ٹکرائی۔ کار کا توازن بگڑ گیا
ٹیرنگ وہیل پر مرچنٹ کا کنٹرول لوز ہو گیا۔ سو کلومیٹر سے زیادہ
سے بھاگتی ہوئی مرچنٹ کی کار بری طرح لڑکھڑاتی ہوئی فٹ پاتھ
ھی اور سامنے آنے والے ایک آہنی پول سے ہولناک دھماکے
ساتھ جا ٹکرائی۔ ونڈ اسکرین چکنا چور ہو گئی۔ مرچنٹ کے ساتھ
ر جولیا کا سر بھی ڈیش بورڈ سے بری طرح ٹکرایا۔ اور ان دونوں
سروں سے خون تیزی سے بہنے لگا۔ صفدر نے فوراً اپنی جیپ کو
لگائے اور چند گز آگے جا کر اس کی جیپ سڑک کنارے رک

مرچنٹ اگرچہ کار دھماکے سے شدید زخمی ہو گیا تھا لیکن اس نے
حواس بحال رکھے اور پھرتی سے کار کا دروازہ کھول کر سڑک کے
ری سمت بھاگا۔ اس اثناء میں صفدر جیپ سے باہر آ چکا تھا اور اس
ریوالور کا رخ مرچنٹ کی طرف تھا۔

''رک جاؤ۔ ورنہ میں بے دریغ فائر کر دوں گا''۔۔۔۔۔ صفدر نے
تی ہوئی آواز میں کہا مگر وہ دیوانہ وار ٹریفک کے اژدہام میں سڑک

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

پر بھاگتا ہوا دوسری سمت جانے لگا۔ یہ دیکھ کر صفدر نے اس کی ٹانگ کا نشانہ لیا اور فائر داغ دیا۔ گولی مرچنٹ کی بائیں ٹانگ کے عقبی سمت گھٹنے سے ذرا اوپر لگی اور وہ اچھل کر چیختا ہوا دو رویہ سڑک کی درمیانی گرین بیلٹ کے اوپر جا گرا۔ صفدر دوسرا فائر کرنے ہی لگا تھا کہ مرچنٹ اچھل کر دوسری سمت کی سڑک پر چلا گیا۔ وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا اور نتیجے کے طور پر وہ تیز رفتار ٹریفک کی زد میں آ گیا اور ایک ہیوی وہیکل آئل ٹینکر اسے بری طرح کچلتا ہوا آگے نکل گیا۔ مرچنٹ کا کچلا ہوا جسم سڑک کے ساتھ چپک چکا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر صفدر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

اسی لمحے پولیس کی چار موبائل گاڑیاں تیز سائرن بجاتی وہاں پہنچ گئیں۔ پولیس اہلکار اپنی بندوقیں لہراتے کمانڈوز کے انداز میں گاڑیوں سے کودے۔ مرچنٹ کی تباہ شدہ کار کے ساتھ ساتھ انہوں نے صفدر کو بھی اپنے گھیرے میں لے لیا۔ ایک پولیس سب انسپکٹر خونخوار نظروں سے صفدر کو گھورتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ اس نے اپنا سروس ریوالور نکال کر ہاتھ میں تھام لیا۔

''اپنا ریوالور مجھے دے دو۔ اور پولیس کی گاڑی میں بیٹھو۔'' سب انسپکٹر نے عتاب آلود نظروں سے صفدر کو گھورتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا۔'' ـــــ صفدر نے غصے سے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

''مطلب کے بچے۔ اتنے مصروف اور پوش علاقے میں دہشت

گردی کرتے ہو۔ مطلب تمہیں تب پتہ چلے گا جب پھانسی کے پھندے پر لٹکو گے۔ لاؤ۔ یہ ریوالور میرے حوالے کرو۔'' ـــــ سب انسپکٹر نے طیش سے پاگل ہوتے ہوئے کہا۔

''اپنے حواس میں رہو انسپکٹر۔ شاید تم مجھے نہیں جانتے۔ اسی لئے احمقوں کی طرح چنگھاڑ رہے ہو۔'' ـــــ صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ تو میرے لئے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ تم کون ہو۔ ٹھیک ہے تم چیف منسٹر کے بڑے بھائی ہو گے۔ یا آرمی چیف کے برادر نسبتی ہو گے۔ یا صدر مملکت کے ہم زلف ہو گے۔ لیکن اپنی یہ رشتے داریاں پولیس اسٹیشن جا کر رجسٹر کروانا۔ فی الحال سرنڈر کرو اور خود کو پولیس کے حوالے کر دو۔'' ـــــ سب انسپکٹر نے بھی جواب آں غزل کے طور پر صفدر پر طنز کرتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ۔ یو ڈیم فول۔ تم جس شخص سے بات کر رہے ہو وہ سپیشل پولیس فورسز کا چیف ہے۔'' ـــــ صفدر نے نہایت بارعب اور گرجتی ہوئی آواز میں کہا اور جیب سے چیف آف سپیشل پولیس کا کارڈ نکال کر اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیا۔ کارڈ پر نظر پڑتے ہی سب انسپکٹر کے چہرے پر اچانک زردی طاری ہو گئی۔

''اوہ۔ اوہ۔ سر آپ۔ سپیشل پولیس فورسز۔ آئی ایم سوری سر۔ مجھے کیسے پتہ چلتا کہ آپ۔ چیف۔'' ـــــ سب انسپکٹر نے بوکھلاہٹ سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

’’یہ دیکھو۔ اور غور سے دیکھو۔‘‘ ـــــ صفدر نے پھر سپیشل پولیس فورسز کے چیف کا کارڈ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا اور سب انسپکٹر کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔

’’مجھے معاف کر دیں سر۔ دراصل۔ وہ۔ یہ ہنگامہ دیکھ کر میں کچھ سمجھ نہیں سکا تھا۔‘‘ ـــــ سب انسپکٹر بری طرح بوکھلا کر رہ گیا۔

’’اب مجھے سلیوٹ کرنا تم پر فرض ہو گیا ہے۔‘‘ ـــــ صفدر نے کارڈ واپس جیب میں رکھتے ہوئے کہا تو نہ صرف سب انسپکٹر کی ایڑیاں بج اٹھیں بلکہ اس کے ساتھ دیگر اہلکاروں کے سلیوٹ دھڑا دھڑ گونجنے لگے۔ صفدر نے بارعب انداز میں مڑ کر مرچنٹ کی کار سے بے ہوش اور زخمی پڑی جولیا کو نکال کر اپنی جیپ میں ڈالا اور پھر سب انسپکٹر کی طرف متوجہ ہوا۔

’’اس دہشت گرد کی کچلی ہوئی لاش کو اکٹھا کر کے سپیشل پولیس فورسز کے ہیڈ کوارٹر پہنچاؤ۔‘‘ ـــــ صفدر نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر اسے اسٹارٹ کیا اور سپیشل ہسپتال کی طرف روانہ ہو گیا۔ جولیا کو فوری طور پر وہاں پہنچانا ضروری تھا کیونکہ وہ نہ صرف زہریلی گیس کے زیر اثر تھی بلکہ شدید زخمی بھی تھی۔ سپیشل ہسپتال کی طرف جاتے ہوئے اس نے واچ ٹرانسمیٹر پر نعمانی سے رابطہ قائم کیا۔

’’نعمانی اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور۔‘‘ ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے نعمانی کی آواز سنائی دی۔

’’صفدر کالنگ یو۔ تنویر کی کیا حالت ہے نعمانی۔ اوور۔‘‘ ـــــ صفدر نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

’’ویری ڈینجرس صفدر صاحب۔ میں اس وقت جائے حادثہ پر موجود ہوں پولیس اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لوگ بھی پہنچ گئے ہیں۔ تنویر کی حالت انتہائی خطرناک ہے۔ اس کے جسم سے خون مسلسل بہہ رہا ہے۔ شدید زخموں سے پورا جسم مضروب ہو چکا ہے۔ ویسے شکر ہے کہ اس نے بم پروف جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ جس سے اس کی باڈی کریش ہونے سے بچ گئی۔ لیکن یہ معلوم نہیں ہو رہا کہ وہ سانس لے رہا ہے یا نہیں۔ اوور۔‘‘ ـــــ دوسری طرف سے نعمانی نے انتہائی متفکر لہجے میں جواب دیا۔

’’اوہ۔ بیڈ لک۔ تنویر کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔ تم فوراً اسے سپیشل ہسپتال پہنچانے کا بندوبست کرو۔ ایمبولینس ہائر کرنے کے لئے کال کرو یا پھر پرائیویٹ ٹیکسی یا کسی بھی ذریعے سے۔ جلد از جلد تنویر کو ہسپتال پہنچاؤ۔ میں بھی وہاں موجود ہوں گا۔ جولیا بھی شدید زخمی حالت میں ہے۔ اوور۔‘‘ ـــــ صفدر نے گلوگرفتہ لہجے میں کہا۔

’’جی بہتر صفدر صاحب۔ میں جلد ہی تنویر کو لے کر وہاں پہنچتا ہوں۔ اوور۔‘‘ ـــــ نعمانی نے مضبوط آواز میں کہا۔

’’میں تمہارا منتظر ہوں۔ اوور اینڈ آل۔‘‘ ـــــ صفدر نے تشویش زدہ انداز میں کہا اور ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا رابطہ منقطع کر دیا۔ چند منٹ میں وہ سپیشل ہسپتال پہنچ گیا۔ جولیا کو فوراً اسٹریچر پر ڈال کر ایمرجنسی بھیج

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

دیا گیا جبکہ صفدر ڈاکٹر صدیقی کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اپنے کمرے میں ہی موجود تھے اور ایک میڈیکل رپورٹ کا مطالعہ کر رہے تھے۔ صفدر کو دیکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت گرمجوشی کے ساتھ اس سے مصافحہ کیا۔

''آیئے صفدر صاحب۔ آپ اور ہسپتال میں۔ خیریت تو ہے ناں۔'' انہوں نے قدرے تشویش سے پوچھا۔

''خیریت نہیں ہے ڈاکٹر صدیقی۔ جولیا کو کچھ مجرموں نے شدید ن ر ے۔ زہریلی گیس سے وہ بے ہوش بھی ہے اور اس وقت ایمرجن ن میں ہے۔'' ——— صفدر نے صدمہ انگیز لہجے میں ڈاکٹر صدیقی کو آگاہ کیا۔

''اوہ۔ ہو۔ ہو۔ یہ تو واقعی بری خبر ہے۔ تم یہاں بیٹھو۔ میں تمہارے لئے کافی بھجواتا ہوں اور مادام جولیا کو سپیشل آپریشن تھیٹر میں ٹرانسفر کرنے کا بندوبست کرتا ہوں۔ اس کا ٹریٹمنٹ مجھے خود کرنا ہو گا۔'' ——— ڈاکٹر صدیقی نے فکرمندی سے کہا۔ لیکن صفدر بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

''مجھے بھی آپ کے ساتھ جانا ہوگا ڈاکٹر صدیقی۔ کیونکہ ابھی نعمانی ایک اور ممبر تنویر کو لے کر آ رہا ہے۔ اور تنویر کے بارے میں وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ سانس لے رہا ہے یا نہیں۔ اس کی کار کو ریموٹ کنٹرول بم سے اڑایا گیا ہے۔ ویسے خوش قسمتی سے اس نے بم پروف جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔'' ——— صفدر نے انہیں ایک اور ٹریجڈی سے

آگاہ کیا تو ڈاکٹر صدیقی کا چہرہ زرد نظر آنے لگا۔ وہ عمران کے حقیقی اور سچے مداحوں میں سے ایک تھے۔

''مجھے معلوم ہوا تھا کہ کچھ ملک دشمن عناصر نے پاکیشیا کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ لیکن سیکرٹ سروس کے ساتھ ایسے اندوہناک واقعات کا پیش آنا دل دہلا دینے کے مترادف ہے۔ بہر حال آؤ۔ دیکھتے ہیں۔'' ڈاکٹر صدیقی نے غم زدہ لہجے میں کہا۔ اور صفدر کے ساتھ کمرے سے نکل کر ایمرجنسی کی طرف چلے گئے۔ اس وقت تک نعمانی بھی تنویر کو لے کر وہاں پہنچ چکا تھا۔ تنویر کی حالت بے حد مخدوش تھی۔ جسم کے مختلف حصوں سے گوشت اڑ گیا تھا۔ خون اس قدر بہہ چکا تھا کہ شاید ہی اس کی کچھ مقدار اس کے جسم میں باقی رہ گئی ہو۔ ڈاکٹر صدیقی نے سب سے پہلے اسٹیتھو سکوپ سے تنویر کے دل کی دھڑکن چیک کی لیکن وہ اس قدر آہستہ تھی کہ ڈاکٹر صدیقی کے چہرے پر شدید گھبراہٹ کے آثار دکھائی دینے لگے۔

''ان دونوں زخمیوں کو فوراً سپیشل آپریشن تھیٹر میں ٹرانسفر کرو۔ کوئیکلی ایٹ ونس۔'' ——— ڈاکٹر صدیقی نے مضطرب انداز میں اپنے ماتحت عملے کو حکم جاری کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ خود بھی صفدر کے ساتھ سپیشل آپریشن تھیٹر کی طرف تیز تیز قدموں سے روانہ ہوئے۔

''ریلیکس ڈاکٹر صدیقی۔ آپ تو ڈاکٹر ہیں۔ آپ کا پریشان ہونا ٹھیک نہیں۔'' ——— صفدر نے پرسکون انداز میں ان سے کہا۔

''تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن تنویر کی حالت خطرے کی آخری

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

حدود کو چھو رہی ہے۔ بم بلاسٹ کے دھماکے سے اس کے تمام فزیو سسٹم بریک ڈاؤن ہو کر رہ گئے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ۔'' ڈاکٹر صدیقی بوکھلاہٹ میں اپنا جملہ بھی مکمل نہ کر پائے۔

''اللہ مالک ہے ڈاکٹر صدیقی۔ گھبرانے، پریشان یا فکر مند ہونے سے کچھ نہیں ہوسکتا۔ آپ اپنی کوشش کیجئے اور باقی سب کچھ اس ذات پاک پر چھوڑ دیجئے۔ زندگی اور موت اسی کے ہاتھ میں ہے۔'' صفدر نے باوجودیکہ وہ خود بھی انتہائی اضطراب میں تھا لیکن اس نازک موقع پر ڈاکٹر صدیقی کو ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا اور وہ اثبات میں سر ہلانے لگے۔

تنویر اور جولیا کو سپیشل آپریشن تھیٹر میں پہنچایا جا چکا تھا۔ جولیا کو تو انہوں نے دیگر ڈاکٹروں کی کسٹڈی میں دے دیا جبکہ تنویر کی ٹریٹمنٹ میں وہ خود اور ان کے اسسٹنٹ ڈاکٹرز تیزی سے مصروف ہو گئے۔ مصنوعی نظام تنفس کی بحالی کے لئے آکسیجن ماسک لگا کر سلنڈر سے آکسیجن فراہم کی گئی۔ کارڈیو گراف پر لکیریں بہت معمولی نشیب وفراز کے ساتھ نہایت آہستہ روی سے چل رہی تھیں جو خطرے کی علامت [illegible] ہے۔ صفدر ملحقہ میٹنگ روم میں چلا گیا اور واچ ٹرانسمیٹر پر دانش منزل میں ایکسٹو سے رابطہ کرنے لگا تاکہ اس اہم ترین واقعہ کی رپورٹ دے سکے۔

''ایکسٹو اٹینڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور۔''۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی غراہٹ نما آواز سنائی دی۔

''صفدر کالنگ یو چیف۔ تنویر اور جولیا کے ساتھ انتہائی جان لیوا حادثہ پیش آیا ہے اور اس وقت وہ سپیشل ہسپتال میں ڈاکٹر صدیقی کی زیرنگرانی آپریشن تھیٹر میں ہیں۔ تنویر کی زندگی خطرے میں دکھائی دیتی ہے۔''۔۔۔۔۔ صفدر نے مرجھائی ہوئی آواز میں ایکسٹو سے کہا اور پھر مختصراً اس حادثے کی تفصیل سے ایکسٹو کو آگاہ کرنے لگا۔

''مجھے اس حادثے کی اطلاع مل چکی ہے اور بلاشبہ یہ ہارڈ کلرز کی کارروائی ہے جن کا سرغنہ کارٹل ہے۔ عمران اور ڈاکٹر گل جان بھی اس کی حراست میں ہیں۔ تم نعمانی کے علاوہ خاور کو ہسپتال طلب کر کے جولیا اور تنویر کی دیکھ بھال کے لئے چھوڑ دو اور ہارڈ کلرز کی سراغ رسی کے لئے شہر کے ٹارگٹ کئے گئے مقامات کا جائزہ لو۔ اس وقت وہ جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں اور ہمارا جلد از جلد ان تک پہنچنا بے حد ضروری ہے۔ اوور اینڈ آل۔''۔۔۔۔۔ ایکسٹو نے حتمی لہجے میں کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔ صفدر نے کال کر کے خاور کو سپیشل ہسپتال طلب کر لیا اور پھر ڈاکٹر صدیقی کو مطلع کر کے وہاں سے روانہ ہو گیا۔

ندیم
Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

دانش منزل پہنچ کر بلیک زیرو سیدھا میک اپ روم میں چلا گیا۔ سب سے پہلے اس نے اپنا سر سلطان کے روپ والا میک اپ صاف کیا اور پھر شاور لے کر تازہ دم ہو گیا۔ اس کے بعد وہ آپریشن روم میں آ گیا اور انٹر کام پر ٹائیگر سے رابطہ کرنے لگا جو بے ہوش ہارڈ کلرز شالی کے ہمراہ دانش منزل کے بیسمنٹ کے ایک ٹارچر روم میں موجود تھا لیکن وہ رانا ہاؤس جا کر بلیو روم میں شالی سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا۔ انٹر کام پر کال ٹائیگر نے بیسمنٹ کے ٹارچر روم میں موصول کی۔

''ہارڈ کلر شالی کو رانا ہاؤس لے جانا ہے۔ میں بھی اپنی گاڑی میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ شالی کے ہاتھوں میں ہتھکڑی اور ٹانگوں میں بیڑیاں لگا دو تاکہ اچانک ہوش میں آ کر وہ فرار ہونے کی کوشش نہ کرے۔''

''جی بہتر سر۔ آپ کی ہدایت پر عمل کرتا ہوں۔'' ______ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ ٹائیگر چونکہ عمران کا شاگرد تھا اور عمران ہی کی ہدایت پر عمل کرنے کا عادی تھا لیکن عمران نے اسے یہ تاکید کر رکھی تھی کہ اگر کبھی وہ موجود نہ ہو تو ایمرجنسی کی صورت میں وہ ایکسٹو کی زیر ہدایت کام کرے۔

''ٹائیگر۔ تم شالی کو اپنی کار میں ڈال کر پارکنگ میں میرا انتظار کرو۔ تم آگے رہو گے اور میں تمہارے پیچھے۔'' ______ ایکسٹو نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور پھر انٹر کام کا رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد بلیک زیرو اپنا ایکسٹو والا مخصوص سیاہ لبادہ پہننے وارڈ روب میں چلا گیا۔ سیاہ لبادہ زیب تن کر کے اس نے چہرے پر ماسک لگایا اور دانش منزل کی اندرونی عمارت سے نکل کر پارکنگ میں آ گیا جہاں ٹائیگر پہلے سے اپنی کار میں موجود تھا۔ اس نے بے ہوش شالی کو جکڑ کر کار کی ڈکی میں بند کر دیا تھا۔ ایکسٹو کے وہاں پہنچتے ہی ٹائیگر نے کار اسٹارٹ کی اور اسے بیک ریورس گیئر میں ڈال کر باہر لے آیا۔ دانش منزل کا آٹو میٹک ریموٹنگ گیٹ خود بخود کھل گیا تھا اور ٹائیگر اپنی کار کو بیرونی سڑک پر لے گیا۔ ایکسٹو ایک لمبی بم پروف سیاہ لیموزین میں سوار ہو چکا تھا۔ جس کے شیشے مکمل طور پر سیاہ تھے۔ حتیٰ کہ سامنے کی اور عقبی ونڈ اسکرینیں بھی بالکل سیاہ تھیں اور لیموزین کے اندر کا منظر دکھائی نہیں دیتا تھا جبکہ اندر سے باہر کی ہر چیز واضح طور پر دیکھی جا سکتی تھی۔ یہ جدید ٹیکنالوجی سے مزین کار تھی اور اس کے ڈیش بورڈ پر ہر طرح کے خفیہ

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

آلات نصب تھے۔ اس کار کو دنیا کے حساس ترین سیکرٹ اداروں کے ہائی کمان لوگوں کے استعمال کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ کسی عام شخص کے ایسی کار کے استعمال پر مکمل پابندی عائد تھی۔ کار کی نمبر پلیٹ کی جگہ صرف انٹیلی جنس ایجنسی، ہوم لینڈ سکیورٹی کے الفاظ پر مشتمل ایک گرین کلر پلیٹ نصب تھی۔

ایکسٹو نے کار کی ڈرائیونگ سیٹ خود سنبھالی اور اسے ریورس کر کے ٹائیگر کے پیچھے پیچھے دانش منزل سے باہر لے آیا۔ یہ آٹو گئیر کار تھی۔ ڈیش بورڈ پر محض چند بٹن دبانے سے کار کے گیئر اور سپیڈ تبدیل کی جا سکتی تھی۔ اسٹیرنگ کی جگہ ایک ریموٹ کنٹرول ڈائل نصب تھا جس کی مرکزی سکرین پر انگلی پھیر کر اس کی سمت تبدیل کی جاتی تھی۔ اور یہ صرف اسی شخص کی انگلی کی حرکات سے کنٹرول کی جا سکتی تھی جس کی انگلی کے نشانات ڈائل سے منسلک ایک کمپیوٹر چپ میں محفوظ کئے گئے تھے۔ ایکسٹو جب لیموزین میں دانش منزل سے باہر آیا تو ٹائیگر کی کار مین روڈ پر کچھ آگے بڑھ چکی تھی۔ ایکسٹو نے یہ فاصلہ چند سیکنڈ میں طے کر لیا۔ مین روڈ پر آ کر ان کی گاڑیاں آگے پیچھے رانا ہاؤس کی طرف روانہ ہو گئیں۔

رانا ہاؤس میں اس وقت جوانا اور جوزف موجود تھے۔ جوزف ہنوز زخمی تھا اور چلنے پھرنے سے معذور بھی۔ اس لئے وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہا تھا۔ جوانا نے ایکسٹو کو دیکھ کر بے ساختہ سلیوٹ دے مارا اور دل ہی دل میں یہ خواہش کرنے لگا کہ کاش وہ اس کا چہرہ بھی دیکھ

سکتا۔ لیکن ظاہر ہے یہ ایک ناممکن بات تھی۔ ویسے بھی ایکسٹو دانش منزل سے کبھی اپنی اصل شکل وصورت میں باہر نہیں آتا تھا بلکہ میک اپ کے ذریعے کچھ نہ کچھ تبدیلی ضرور کر لیتا تھا۔ ایکسٹو نے لیموزین سے باہر نکل کر جوانا کو مخاطب کیا۔

''ٹائیگر کی کار کی ڈگی میں ایک مجرم موجود ہے۔ اسے فوراً بلیو روم لے آؤ''۔۔۔۔ ایکسٹو نے غراہٹ نما آواز میں کہا اور خود بلیو روم کی طرف بڑھ گیا۔ جاتے وقت اس نے ٹائیگر کو اشارہ کیا کہ وہ نشست گاہ میں چلا جائے۔ ایکسٹو بلیو روم میں داخل ہوا تو جوانا بھی بے ہوش شالی کو کندھے پر ڈالے اس کے پیچھے آ گیا۔ اس نے ایکسٹو کے اشارے پر شالی کو الیکٹرک چیئر پر بٹھا کر اس کے جسم کے گرد مخصوص بیلٹ کس دیئے۔

''ٹو ٹونٹی لاؤ اور اس کے چہرے پر اسپرے کرو''۔۔۔۔ ایکسٹو نے کرسی کھینچ کر شالی سامنے بیٹھتے ہوئے جوانا کو حکم دیا۔ وہ فوراً ایک ملحقہ کمرے میں چلا گیا۔ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا اسپرے پمپ تھا۔ اس نے فوارہ نما نلکی کا رخ شالی کے چہرے کی طرف کیا اور پمپ کا ایک بٹن دبایا تو فوارہ نما نلکی سے ایک دھواں سا خارج ہوا جس کے ساتھ کسی مائع کی تیز پھوار شالی کے چہرے سے ٹکرائی۔ چند لمحے بری طرح چھینکنے کے بعد اس نے آنکھیں کھول دیں اور دزدیدہ نظروں سے ایکسٹو کی طرف دیکھنے لگا۔ ایکسٹو نے جوانا کو باہر جانے کا اشارہ کیا اور وہ ایڑیوں پر گھوم کر تیزی سے بلیو روم سے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

باہر چلا گیا۔

"حیران ہونے کی ضرورت نہیں ۔ تم اس وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تحویل میں ہو۔ چند سوالوں کے درست جواب دے دو گے تو تمہیں چھوڑ دیا جائے گا اور جہاں کہو گے وہاں پہنچا دیا جائے گا۔ عدم تعاون کی صورت میں سیدھے اوپر جاؤ گے۔ بولو۔ کون سی شرط قبول ہے۔" ____ ایکسٹو نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔ لیکن وہ دیدے پھاڑ کر عجیب بے بسی کی نظروں سے ایکسٹو کو دیکھ رہا تھا اور اس کے منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں خارج ہو رہی تھیں۔ ایکسٹو نے اس پر جو شدید گھونسے برسائے تھے اس کی وجہ سے اس کا منہ بھی سوج کر فٹ بال کی طرح پھولا ہوا تھا۔

"جلدی بولو کیا فیصلہ ہے تمہارا۔ ہمارے پاس وقت کی شدید کمی ہے۔ اس لئے تم نے ایک منٹ کے اندر اندر اپنا فیصلہ نہ بتایا تو مجھے اپنی مخصوص کارروائی شروع کرنا پڑے گی۔" ____ ایکسٹو نے شعلہ بار نظروں سے اسے گھورتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

اس مرتبہ شالی نے بمشکل تمام اپنا منہ کھولا۔ اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے آثار نمودار ہوئے۔ ایکسٹو نے دیکھا کہ اس کا جبڑا ٹوٹ چکا تھا۔ زبان آگے کی سمت سے کٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ کئی دانت بھی مسوڑھوں کے ساتھ لٹک رہے تھے اور اس کا منہ خشک اور جمے ہوئے خون سے بھرا ہوا تھا۔ وہ نہایت دردانگیز انداز میں منہ سے اوں۔ آں۔ ہاں۔ آن۔ جیسی بے ربط باتیں نکال رہا تھا

ایکسٹو کو بتانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ بول نہیں سکتا۔ ایکسٹو فوراً ہی کیفیت سمجھ گیا اور ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"تو تم بولنے کی صلاحیت ہی کھو بیٹھے ہو۔ اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا اپنا ہاتھ ہلکا رکھتا۔" ____ ایکسٹو نے کہا اور پھر انٹرکام پر جوانا کو ہدایت کی کہ ایک قلم اور پیڈ لے کر آؤ۔ وہ فوراً یہ چیزیں لے آیا۔ ایکسٹو نے اسے شالی کا دایاں ہاتھ آزاد کرنے کی ہدایت کی تو جوانا نے آگے بڑھ کر الیکٹرک چیئر کے لاک سے اس کا ہاتھ آزاد کر دیا۔ ایکسٹو نے کاغذ اور قلم اس کی گود میں رکھ دیا۔

"لکھ کر بتاؤ کہ ہارڈ کلرز کا سرغنہ کارٹل کہاں ہے۔ عمران اور ڈاکٹر گل جان کہاں ہیں۔" ____ ایکسٹو نے کہا تو شالی نے چند لمحے تک کچھ سوچا اور پھر کاغذ پر اپنا جواب تحریر کیا۔

"مجھے کچھ معلوم نہیں۔ کارٹل فون پر جو ہدایت دیتا ہے میں اس پر عمل کرنے کا پابند ہوں۔" ____ شالی نے لکھ کر بتایا۔

"اور تم کس جگہ موجود ہوتے ہو۔" ____ ایکسٹو نے عقابی نظروں سے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"ڈاؤن ٹاؤن کے علاقے میں ایک سکریپ کا گودام موجود ہے۔ میں ساگا اور دیگر ہارڈ کلرز کے ساتھ وہاں موجود ہوتا ہوں۔ ساگا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے۔ مرچنٹ کو ایک آئل ٹینکر نے کچل دیا۔ لیڈنگ ہارڈ کلرز میں سے صرف مالکو اور سیاہ فام کولیٹ زندہ ہیں۔" ____ شالی نے کاغذ پر اپنا جواب تحریر کرتے ہوئے بتایا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

”ٹھیک ہے۔ اب اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو کارٹل کے ٹھکانے کی نشاندہی کر دو۔ اور یہ کہ چغتائی سے اس کا کیا تعلق ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم سب کچھ جانتے ہو۔ لہٰذا تمہیں آخری موقع دیتا ہوں۔ اس کے بعد میرا وہ خاص آدمی جو ابھی یہاں آیا تھا اسے تم نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔ وہ افریقہ کی آدم خور وحشی نسل سے تعلق رکھتا ہے اور نہایت رغبت سے انسانی اعضاء کی کانٹ چھانٹ کرتا ہے لہٰذا اپنے انجام کی پیشین گوئی تم خود کر سکتے ہو۔“ ——— ایکسٹو نے سنسناتی ہوئی آواز میں اسے آخری وارننگ دی۔ شالی نے اسی لمحے اچانک عجیب حرکت کی۔ اس نے پلک جھپکنے میں اپنے ناخن میں چھپے ہوئے بلیڈ کو اپنی شہہ رگ پر پھیر لیا۔ شہ رگ کے کٹتے ہی خون تیزی سے بہنے لگا۔ شالی کا جسم پھڑکا پھر اس نے ایک زوردار ہچکی لی اور اس کی گردن ایک طرف لٹک گئی۔ وہ مر چکا تھا۔ بلیک زیرو حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔

کارٹل اپنے کمرے میں جنونی پاگلوں کی طرح تیز تیز ادھر سے اُدھر چکر کاٹ رہا تھا۔ اس کے منہ میں ادھ جلا سگار پھنسا ہوا تھا اور دھوئیں کے بھبھوکے اڑ رہے تھے۔ اس کی ظاہری کیفیت پاگل کتوں جیسی ہو رہی تھی۔ اس وقت اس کے سامنے مالکو اور کولیٹ کے علاوہ چغتائی بھی کھڑا تھا۔ اور وہ تینوں بے بسی اور شرمندگی کی تصویر بنے ہوئے تھے۔

”سب کچھ تہس نہس ہو کر رہ گیا۔ لیڈنگ ہارڈ کلرز مارے جا چکے ہیں۔ اور وہ سیکرٹ ایجنٹ کتنی آسانی سے شالی اور اس بے وقوف مالکو کو نہ صرف ڈاج دے کر نکل گیا۔ بلکہ شالی کو بھی یرغمال بنا کر ساتھ لے گیا اور ساتھ ہی سینٹری فیوجز بھی اور ہم سب کتنی معصومیت سے یہ تمام تماشا دیکھتے رہ گئے۔ میرے اس مشن پر کروڑوں ڈالرز لگے ہوئے تھے۔ سب ڈوب گئے۔ کارٹل کو چالیس سال کی انڈرورلڈ کی زندگی میں

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

اتنی بڑی چوٹ کبھی نہیں لگی۔ دل چاہتا ہے کہ کسی گندے جوہڑ میں کود کر خودکشی کرلوں۔"۔۔۔۔۔۔اس نے زخمی بھینسے کی مانند ڈکراتے ہوئے کہا۔ غصے اور طیش کی شدت سے اس کا رواں رواں کانپ رہا تھا۔

"ہم نہایت شرمندہ ہیں باس۔ لیکن وعدہ کرتے ہیں کہ ہم بھرپور بدلہ ضرور لیں گے۔"۔۔۔۔۔۔مالکو نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں سر جھکا کر کہا۔

"شٹ اپ یو نانسنس۔ اب کسی نے ایسی بات کی تو گولی مار کر کھوپڑی اڑا دوں گا۔ اب اس سارے معاملے کو میں خود ہینڈل کروں گا۔ مالکو تم بیسمنٹ کے لاک اپ سے ڈاکٹر گل جان کو لے کر ہیلی کاپٹر میں چلے جاؤ۔ میں کچھ دیر میں وہاں آ رہا ہوں۔ اب ہمیں فوری طور پر اس خفیہ فارم ہاؤس کے ٹھکانے کو چھوڑنا ہوگا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں کیونکہ شالی زندہ حالت میں ان کے ہتھے چڑھ چکا ہے۔ اگرچہ وہ زبان کھولنے کی بجائے موت کو گلے لگائے گا لیکن خطرہ پھر بھی موجود ہے۔" کارٹل نے جھٹکے دار لہجے میں کہا۔ پھر وہ چغتائی کی طرف مڑا۔

"تم جا کر ڈاکٹر گل جان کی بیوی کی نگرانی کرو۔ اور میری ہدایت کے بغیر کوئی قدم مت اٹھانا۔ یہاں حفاظت کے لئے چند سکیورٹی گارڈز موجود ہیں اور اچانک اٹیک کی صورت میں انہیں جوابی کارروائی کا حکم دے دیا گیا ہے۔"۔۔۔۔۔۔کارٹل نے پھنکارتی آواز میں چغتائی کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ چنانچہ وہ اور مالکو خاموشی سے وہاں سے باہر نکل

گئے۔

"تم میرے ساتھ آؤ کولیٹ۔ عمران کے پاس جانا ہے۔" کارٹل نے تیزی سے دروازے کی سمت مڑتے ہوئے کہا اور کولیٹ اس کے پیچھے چل پڑی۔ طویل راہداری کے آخری سرے پر وہ ایک لفٹ کے ذریعے بیسمنٹ میں چلے گئے اور وہاں سے نکل کر ایک لاک اپ روم میں داخل ہوئے۔ سامنے کونے میں عمران دیوار سے منسلک آہنی زنجیروں میں جکڑا فرش پر پڑا تھا۔ اس کی حالت ایسی تھی جیسی دشمن کے جنگی قیدی کی ہوتی ہے۔ کارٹل اور کولیٹ کو دیکھ کر وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"آہا۔ انکل کارٹل آئے ہیں۔ جب آپ یہاں آتے ہیں تو لگتا ہے ہوا کا ٹھنڈا جھونکا اندر آ گیا ہے۔"۔۔۔۔۔۔عمران نے نہایت خوشگوار لہجے میں کہا۔ ان دگرگوں حالات میں بھی وہ اپنے کھلنڈرے پن سے باز آنے والا نہیں تھا۔

"میں تمہاری بک بک سننے نہیں آیا۔ صرف یہ کہنے آیا ہوں کہ تمہارے ساتھیوں نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ نہ صرف سینٹری فیوجز واپس لے گئے بلکہ میرے ایک اہم ساتھی شالی کو یرغمال بنا کر لے گئے ہیں۔"۔۔۔۔۔۔کارٹل نے خشمگیں نگاہوں سے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے تانبے کی طرح تپ رہا تھا۔

"بہت ہی بدتمیز بچے ہیں۔ دھوکے بازی اچھی بات نہیں۔ اور وہ بھی انکل کارٹل سے۔ لیکن آپ بے فکر رہیں انکل کارٹل۔ میں جب

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

یہاں سے واپس جاؤں گا تو انہیں مرغا بنا کر اتنے جوتے لگاؤں گا کہ خواب میں بھی کسی کو دھوکہ نہیں دیں گے۔ آپ بے فکر رہیں۔'' عمران نے چہکتی ہوئی آواز میں کہا۔

''یہاں سے تم صرف ایک ہی صورت میں واپس جا سکتے ہو۔ اگر تمہاری ڈیفنس منسٹری سینٹری فیوجز میرے حوالے کر دے۔ میں یہاں سے اپنے جنگی جہاز سپر شپ پر شفٹ ہو رہا ہوں۔ ڈاکٹر گل جان کو بھی ساتھ لے جا رہا ہوں۔ اگر آج رات تک سینٹری فیوجز مجھے نہ ملے تو پھر تمہیں موت کو گلے لگانے کے لئے تیار رہنا ہوگا۔'' ــــــ کارٹل نے تلخی سے کہا۔ پھر عمران کے جواب سنے بغیر وہ کولیٹ کی طرف متوجہ ہوا۔

''عمران کی نگرانی کے لئے تمہیں یہاں موجود رہنا ہوگا۔ اور میری ہدایت کے بغیر کوئی قدم مت اٹھانا۔'' ــــــ کارٹل نے سختی سے کہا اور سیاہ فام کولیٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چنانچہ کارٹل فوراً وہاں سے باہر نکل گیا۔ فارم ہاؤس کے ہیلی پیڈ پر مالکو ڈاکٹر گل جان کے ساتھ کوبرا ہیلی کاپٹر میں موجود تھا۔ کارٹل کے سوار ہوتے ہی مالکو نے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند کر دیا۔ اس کا رخ کارٹل کے اس سپر شپ کی طرف تھا جو سمندر کے گہرے پانیوں میں ساحل سے دور لنگر انداز تھا۔

کولیٹ اپنا ریوالور سنبھال کر عمران کے قریب ہی فرش پر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ لاک اپ روم اندر سے بالکل خالی تھا اور سوائے ان زنجیروں کے جس سے عمران کو جکڑا گیا تھا کوئی اور چیز

موجود نہ تھی۔ عمران لگاوٹ بھری نظروں سے کولیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کولیٹ حیران تھی کہ آخر عمران اسے ایسی محبت پاش نظروں سے کیوں دیکھ رہا ہے۔

''بہت ہی بے وقوف، بدقسمت، جاہل اور گنوار تھا وہ جوزف کا بچہ جس نے تم جیسی پرکشش، جاذب نظر اور دل کو پگھلا کر راکھ کر دینے والی بیوٹی کو محبت کے قابل نہ سمجھا۔ لاکھ لعنت ہے اس پر۔ وحشی اجڈ۔ جنگلی۔'' ــــــ عمران نے اپنی خاص کارروائی کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔ کولیٹ اس کی بات سن کر چونکی۔

''کیا مطلب ہے تمہارا۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔'' ــــــ کولیٹ نے حیرانی سے کہا۔

''مطلب صاف ہے چارمنگ کوئین۔ ڈیشنگ ڈول۔ اگر وہ جوزف کا بچہ۔ میرا مطلب ہے خود جوزف تمہاری محبت کی پیش کش قبول کر لیتا تو دنیا میں جنت کے مزے لوٹتا۔ مگر۔ آہ۔ جب نصیب ہی اچھا نہ ہو تو انسان کیا کرے۔'' ــــــ عمران نے اپنی خاص کارروائی کو آگے بڑھاتے ہوئے سرد آہ بھر کر کہا۔

''وہ سب ڈرامہ تھا مسٹر عمران۔ کارٹل کے حکم پر میں جوزف کو دام الفت میں الجھا کر قتل کرنا چاہتی تھی۔ اس میں حقیقت کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔'' ــــــ کولیٹ نے شرارت آمیز مسکراہٹ اپنے چہرے پر سجاتے ہوئے کہا۔

''اگر جوزف کی جگہ میں ہوتا تو یقین کرو اپنی زندگی ہتھیلی پر رکھ کر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

خود بطور نذرانہ تمہیں پیش کر دیتا۔ اور اس دن شوابے کباب ریسٹورنٹ میں میں یقیناً ایسا ہی کرتا لیکن تمہارے اُن الو کے پٹھے ہارڈ کلرز نے اچانک حملہ کر کے میرے خوابوں پر پانی کی جگہ بارود پھیر کر رکھ دیا تھا۔'' ——— عمران نے حسرت آمیز لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ واقعی۔ ویسے تم باتیں اچھی کر لیتے ہو۔ اور یہ بات تو مجھے بہت ہی اچھی لگی ہے۔'' ——— کولیٹ نے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

''میرے حقیقی جذبات کو مذاق کا رنگ مت دو ڈیئر ڈیشنگ۔ ورنہ مجھے لگتا ہے جیسے میرے دل پر چھری چل جائے گی۔ کیا تم جانتی ہو کہ میں آج تک کنوارہ۔ مارا مارا کیوں پھر رہا ہوں۔ صرف اس لئے کہ مجھے میرے خوابوں کی ملکہ مل ہی نہ سکی۔ اب کہیں شومئی قسمت سے تم ملی ہو تو میرے دل اور جذبات پر چھریاں چلا رہی ہو۔ اگر تم نے ایسا ہی کرنا ہے تو سیدھا میرے دل کے اندر چھری کیوں نہیں اتار دیتی۔ ویسے بھی اگر تم شادی سے انکار کرتی ہو تو مجھے خودکشی تو کرنا ہی پڑے گی۔'' ——— عمران نے بے حد مایوسی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''شادی۔ کیا تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو۔'' ——— کولیٹ نے بے حد حیرانگی سے کہا۔ وہ سچ مچ عمران کی اداکاری کے جال میں پھنس کر سیریس ہو رہی تھی۔

''تم کیا سمجھتی ہو۔ تمہاری طرح میں ڈرامہ کر رہا ہوں۔ ارے ڈرامہ کرنے سے بہتر ہے کہ میں پہاڑ سے کود جانے کا حقیقی منظر شوٹ

کرواؤں۔ کم از کم دنیا یہ تو دیکھے کہ میں کتنا حقیقی عاشق نامراد تھا۔ کولیٹ ڈارلنگ۔ تم یقین کرو اگر تم نے مجھ سے شادی کر لی تو میں ایکسٹو کو قتل کر کے اس کی جگہ تمہیں سیکرٹ سروس کا چیف بنا دوں گا۔ میں تمہاری خاطر ساری سیکرٹ سروس کو بھون کر رکھ دوں گا۔'' عمران نے گہرے جذباتی پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ اس کی باتیں سن کر کولیٹ بھی جذباتی پن کا شکار ہو گئی اور اس کے وجود میں انجانے جذبے انگڑائیاں لینے لگے تھے۔

''عمران۔ سچ پوچھو تو میں خود بھی کارٹل سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ کیونکہ اس کے ساتھ رہ کر سوائے موت کے اور کسی چیز کی امید نہیں کی جا سکتی۔ اگر تم سچ مچ مجھ سے شادی کا وعدہ کرو تو میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں۔'' ——— بالآخر کولیٹ نے عمران کے باتونی پن کا شکار ہو کر اسے پیش کش کی۔

''وعدہ۔ میں تو اپنا دل بطور ضمانت تمہارے پاس گروی رکھنے کے لئے تیار ہوں۔ تم میری زبان پر یقین رکھو۔ میں ضرور تم سے شادی کروں گا اور طلاق بھی نہیں دوں گا۔ پھر تم بچے پیدا کرو یا نہ کرو۔ یہ تمہاری اپنی مرضی۔'' ——— عمران نے احمقانہ انداز میں کہا اور کولیٹ بے طرح سے ہنس دی۔

''تم واقعی چاہے جانے کے قابل ہو عمران۔ لیکن یہاں ایک مشکل ہے۔ تمہاری زنجیروں کے لاک کی چابیاں کارٹل کے پاس ہیں۔ میرے لئے انہیں کھولنا اور توڑنا۔ ناممکن ہے۔'' ——— کولیٹ نے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

سنجیدہ ہو کر اسے بتایا۔

''ارے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تم میرے دائیں پاؤں کا جوگر شوز اتار کر مجھے دو۔ پھر دیکھو میں کرتا کیا ہوں۔'' ——— عمران نے کہا۔

''اسے کیا کرو گے۔'' ——— کولیٹ نے بھرپور حیرت سے کہا۔

''ارے تم دیکھو تو سہی۔ میں یہی جوتا مار مار کر ان کمبخت زنجیروں کو توڑ کر رکھ دوں گا جو تمہاری اور میری محبت کے درمیان دیوار بنی ہوئی ہیں۔'' ——— عمران نے حماقت آمیز انداز میں کہا۔ چنانچہ کولیٹ نے اپنا ریوالور ایک طرف رکھ کر آگے بڑھ کر عمران کے دائیں پاؤں کے جوگر شوز کی لیس پٹی کھولی اور جوتا اتار کر عمران کے ہاتھوں میں پکڑا دیا۔ عمران نے جوتے کے نچلے تلوے پر لگی ایک باریک زپ کھولی تو اوپری حصہ اور تلوا الگ الگ ہو گئے۔ تلوا اندر سے کھوکھلا تھا اور اس میں ایک پین نما آلہ رکھا ہوا تھا۔ عمران نے وہ آلہ کولیٹ کے حوالے کر دیا اور اسے سمجھانے لگا کہ اس پین کی گول نب لاک پر رکھ کر پین کے عقبی حصے پر لگا ہوا ایک ننھا سا بٹن پش کرے۔ عمران کی ہدایت کے مطابق کولیٹ نے ایسا ہی کیا۔ بٹن کے دبتے ہی نب کی باریک نوک سے ایک تیز سرخ شعاع نکلی اور لاک میں سرایت کر گئی۔ دوسرے لمحے لاک ٹوٹ گیا اور عمران کا دایاں ہاتھ آہنی زنجیر کے حصار سے آزاد ہو گیا۔

''یہ کوئی عام قلم نہیں بلکہ اس میں لیزر شعاعیں بھری ہوئی ہیں۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے وہ لیزر پین کولیٹ سے لیا اور اس سے باری

باری تمام لاک توڑ دیئے۔ چند ہی لمحوں میں وہ آہنی زنجیروں سے مکمل طور پر آزاد ہو چکا تھا۔ وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا اور جوگر پہن کر کولیٹ سے مخاطب ہوا۔

''اب ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکلنا ہے۔ کارنل اور اس کے دیگر ہارڈ کلرز سے نمٹنے کے بعد شادی کے لئے کورٹ بھی جانا ہے۔'' اس نے بظاہر سنجیدگی سے کہا۔

''کارنل تمہیں بتا کر گیا ہے کہ وہ ڈاکٹر گل جان کو لے کر اپنے شپ پر جا رہا ہے۔ بلکہ اب تک وہ وہاں پہنچ چکا ہو گا۔ یہاں قریب کے ایک دوسرے لاک اپ روم میں چغتائی موجود ہے جو ڈاکٹر گل جان کی بیوی کی نگرانی کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ عمارت کے اندر اور بیرونی سمت کچھ مسلح سکیورٹی گارڈ موجود ہیں جن کے پاس اسٹین گنیں ہیں۔ ان سے نمٹنا ذرا مشکل ہو گا۔'' ——— کولیٹ نے اپنا ریوالور فرش سے اٹھاتے ہوئے کہا۔

''نمٹ لیں گے۔ تم اپنا یہ ریوالور مجھے دو اور میرے پیچھے آؤ۔'' عمران نے تیز لہجے میں کہا اور کولیٹ نے ریوالور عمران کو تھما دیا۔ وہ اس لاک اپ روم سے نکل کر ایک دوسرے لاک اپ روم کی طرف بڑھے جہاں چغتائی اور ڈاکٹر گل جان کی بیگم موجود تھے۔ آہنی دروازہ اندر سے بند تھا۔ عمران نے کولیٹ کو کچھ فاصلے پر رہنے کا اشارہ کیا اور دروازے کے ہینڈل پر فائر کر کے اسے اڑا دیا۔ دوسرے لمحے وہ دروازہ ایک زوردار دھماکے سے کھول کر اندر داخل ہوا۔ فائر کی آواز

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

سن کر چغتائی چونک کر مڑا۔ عمران نے پھرتی سے ریوالور کی نال کا رخ اس کی سمت موڑ دیا۔ لیکن اسی لمحے چغتائی نے دیوانہ وار اس پر یکے بعد دیگرے فائر شروع کر دیئے۔ عمران بجلی کی تیزی سے فرش پر گرا۔ گولیاں اس کے اوپر سے گزرتی ہوئیں کچھ راہداری کی دیوار میں جا کر لگیں اور کچھ لاک اپ روم کے دروازے پر لگیں۔ عمران نے سرعت سے سیدھا ہو کر چغتائی کے سینے پر فائر کیا۔ گولی اس کے دل میں لگی۔ وہ بری طرح چیخ کر گرا اور چند لمحوں میں ٹھنڈا ہو گیا۔

عمران نے تیزی سے بیگم گل جان کو زنجیروں سے آزاد کیا۔ وہ بے حد خوفزدہ تھیں لیکن عمران نے انہیں تسلی دی اور انہیں باہر لے آیا۔ عمران نے انہیں اور کولیٹ کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ وہ لفٹ کے ذریعے اوپر آ گئے۔ اس دوران عمارت کے اندر موجود دو سکیورٹی گارڈز فائر کی آوازیں سن چکے تھے۔ جونہی عمران وغیرہ لفٹ سے نکل کر باہر آئے تو وہ اچانک ایک دروازے سے نمودار ہو کر سامنے آ گئے اور دیوانہ وار اسٹین گنوں سے ان پر گولیوں کی بارش کر دی۔ عمران ایک جھٹکے سے راہداری کی دیوار سے جا چپکا۔ بے شمار گولیاں اس کے سامنے سے گزر کر لفٹ کے اندر جا لگیں۔ بدقسمتی سے ایک گولی کولیٹ کے پیٹ میں گھس گئی۔ وہ چیخ کر فرش پر ڈھیر ہو گئی اور اس کے خون سے فرش رنگین ہونے لگا۔ عمران نے پھرتی سے فرش پر گر کر یکے بعد دیگرے کئی فائر سکیورٹی گارڈز پر داغ دیئے۔ اس کا کوئی نشانہ خطا نہیں گیا۔ ایک سکیورٹی گارڈ کے سر میں گولیاں لگیں اور دوسرے کی گردن

اور سینے پر۔ وہ دونوں لڑکھڑاتے ہوئے گرے۔ اسٹین گنیں ان کے ہاتھوں سے گر گئیں اور وہ چند ہی لمحوں میں ٹھنڈے ہو گئے۔ عمران تیزی سے کولیٹ کی طرف لپکا اور سہارا دے کر اسے کھڑا کیا۔

''ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔ تمہیں فرسٹ ایڈ کی اشد ضرورت ہے۔''۔۔۔۔ عمران نے تیزی سے کہا اور پھر وہ تیز رفتاری سے راہداری سے باہر کی طرف لپکا۔ ایک اسٹین گن اس نے اپنے قبضے میں کر لی تھی۔ کولیٹ بمشکل تمام گھسٹتی ہوئی اس کے پیچھے جا رہی تھی۔ بیگم گل جان اس کی مدد کر رہی تھی۔ طویل راہداری سے گزر کر وہ بیرونی کوریڈور میں آ گئے۔ کولیٹ اب اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی۔ اسی لمحے فارم ہاؤس کے سبز قطعات پر پھیلے درختوں کے گھنے جھنڈ سے دو مزید سکیورٹی گارڈ یکایک نمودار ہو کر ان کی سمت گولیاں برسانے لگے۔ عمران اور بیگم گل جان نے تیزی سے حرکت پذیر ہوتے ہوئے کوریڈور کے بلند و بالا ستونوں کے عقب میں پناہ حاصل کر لی مگر کولیٹ شدید زخمی ہونے کی وجہ سے اپنی جگہ کھڑی رہ گئی اور بے شمار گولیوں نے اس کے پورے جسم کو چھلنی کر دیا۔ وہ بری طرح چیختی ہوئی کٹے ہوئے درخت کی مانند فرش پر ڈھیر ہو گئی۔ عمران نے ستون کے عقب سے سکیورٹی گارڈ پر جوابی فائرنگ کی اور ایک ہی برسٹ میں دونوں کو ڈھیر کر دیا۔ پھر وہ تیزی سے کولیٹ کی طرف مڑا جو جان کنی کی حالت میں تھی۔ عمران نے اس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا۔

''میری زندگی کا سفر ختم ہو گیا۔ عمران۔ لیکن میں تمہیں۔ یاد۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ضرور'' ـــــــ وہ اپنا جملہ پورا نہ کر سکی اور ایک ہچکی کے ساتھ اس کا سر ڈھلک گیا۔ وہ مر چکی تھی۔ عمران کی آنکھوں میں بے ساختہ نمی آ گئی۔ چند لمحوں بعد وہ اٹھا اور بیگم گل جان کے ہمراہ پارکنگ کی طرف بڑھا جہاں کئی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ وہ ایک ہیوی وہیکل جیپ میں بیگم گل جان کے ساتھ بیٹھا اور اگلے چند لمحوں میں ان کی جیپ شہر کی سمت جانے والی سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو نے گرمجوشی سے اس کا استقبال کیا۔ سلام دعا کے بعد اس نے عمران کو ہاٹ کافی کا مگ پیش کیا۔ عمران سپیشل ہسپتال سے ہو کر آیا تھا۔ وہ وہاں تنویر اور جولیا کی خیریت معلوم کرنے گیا تھا۔ تنویر کی حالت بدستور خطرے میں تھی لیکن ڈاکٹر صدیقی نے امید کا اظہار کیا تھا کہ اللہ نے چاہا تو اس کی جان بچ سکتی ہے۔ ریموٹ کنٹرول بم کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا اس کے سر میں گھس گیا تھا۔ یہ ایک معجزہ تھا کہ وہ دماغ تک نہیں پہنچا تھا ورنہ تنویر کی موت یقینی طور پر موقع پر ہی واقع ہو جاتی۔ بہرحال یہ زخم ایسا کاری تھا کہ تنویر کوما کی حالت میں تھا۔ اس کے علاوہ بم پروف جیکٹ نے بھی اس کے جسم کے مرکزی حصے کو مجروح ہونے سے محفوظ رکھا تھا۔ ڈاکٹر صدیقی نے عمران کو یقین دلایا تھا کہ تنویر کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ جولیا کی حالت البتہ سنبھل چکی تھی۔ وہ بھی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

شدید طور پر زخمی ہوئی تھی لیکن ابتدائی سرجری کے بعد اسے ہسپتال سے جانے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ لیکن عمران نے ڈاکٹر صدیقی کو اسے ہسپتال میں ہی پرائیویٹ روم میں رکھنے کی ہدایت کی اور دو نرسیں اس کی دیکھ بھال کے لئے مقرر کر دی گئیں۔ جولیا' تنویر اور دیگر حالات کا علم اسے واچ ٹرانسمیٹر پر بلیک زیرو کی طرف سے ہو گیا تھا۔

''ہارڈ کلرز کے سرغنہ کارٹل کے بارے میں آپ نے کیا سوچا ہے عمران صاحب۔'' ـــــــ بلیک زیرو نے اس سے پوچھا۔

''معاملہ بہت سنگین ہو چکا ہے۔ کارٹل سمندر کے اندر پچاس ناٹ کلومیٹر کے فاصلے پر لنگر انداز اپنے سپر شپ میں موجود ہے۔ وہاں اس کے ساتھ خاصی تعداد میں مسلح سکیورٹی گارڈز موجود ہیں۔ ڈاکٹر گل جان کو وہ اپنے ساتھ سپر شپ پر لے جانے میں کامیاب ہو گیا ورنہ اس کا کانٹا صاف ہو چکا تھا۔ سپر شپ اس وقت نیوی رینجرز اور کوسٹ گارڈ کے محاصرے میں ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ سپر شپ پر ڈاکٹر گل جان کی موجودگی کی وجہ سے یہ گھیرا بے معنی ہے۔ کارٹل کچھ بھی کر سکتا ہے۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ اگر وہ اپنے مقصد میں ناکام ہو گیا تو یقینی طور پر اپنی جان کے ساتھ ڈاکٹر گل جان کی جان گنوا دینے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔ جبکہ ہمیں ہر حالت میں ڈاکٹر گل جان کو بچانا ہے اور انہیں کارٹل کی تحویل سے آزاد کروانا ہے۔ لیکن فی الحال تو میرے سامنے کوئی واضح لائحہ عمل نہیں ہے کیونکہ پاکیشیا میں اب بھی کارٹل کے ہارڈ کلرز موجود ہیں جو اس کے ایک اشارے پر بڑی

سے بڑی دہشت ناک کارروائی کر سکتے ہیں۔ جوزف کے بعد انہوں نے تنویر اور جولیا کو کامیابی سے ٹارگٹ بنا کر ہٹ کیا ہے تو دوسرے لوگوں کو اس سے زیادہ نقصان پہنچانا ان کے لئے ناممکن نہیں ہو گا۔'' ـــــــ عمران نے گہری سنجیدگی اور فکرمندانہ لہجے میں کہا۔

''سیکرٹ سروس کے ممبران ان کا سراغ لگانے میں ناکام ہو گئے ہیں۔ اگرچہ ہارڈ کلرز کئی مرتبہ سیکرٹ سروس کے ممبران سے ٹکرائے ضرور لیکن یا تو فرار ہو گئے یا پھر مارے گئے۔ ساگا نامی ہارڈ کلرز نے زہریلا کیپسول نگل لیا تھا اور وہ موقع پر ہی مر گیا۔ مرچنٹ نامی سب سے زیادہ وحشی آدم خور نما قاتل صفدر کے ساتھ مقابلہ کرتا ہوا ایک آئل ٹینکر تلے کچلا گیا۔ شالی کو میں ہیلی کاپٹر پر سے قابو کر کے رانا ہاؤس لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن اس نے اپنی شہ رگ خود کاٹ ڈالی اور موت کی وادی میں اتر گیا۔ آپ کے خیال میں اس وقت پاکیشیا میں کارٹل کے مزید کتنے ایسے ہارڈ کلرز موجود ہوں گے عمران صاحب۔'' ـــــــ بلیک زیرو نے کہا۔ عمران نے کافی کا آخری گھونٹ بھر کر مگ سامنے میز پر رکھا۔

''یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ہیں ضرور۔ اور یہی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ کارٹل کے اشارے پر وہ کوئی بھی خونریزی کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ کارٹل پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے ان کا صفایا ضروری ہے۔'' ـــــــ عمران نے سوچ میں گم لہجے میں کہا۔ اس کی پیشانی پر گہری سوچ کی لکیریں ابھری ہوئی تھیں۔ اور بلیک زیرو جانتا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

تھا کہ عمران اس قدر سنجیدہ صرف اسی وقت دکھائی دیتا تھا جب معاملہ بہت زیادہ گھمبیر ہو چکا ہوتا تھا۔ اور کارٹل کا معاملہ تو بہت آگے نکل چکا تھا۔ ڈاکٹر گل جان کو بدستور اس نے یرغمال بنا کر رکھا تھا اور اس وجہ سے حکومت کی پوری مشینری ہل چکی تھی۔ عمران نے مزید کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ اچانک اس کے سیلولر فون کی رنگ ٹون گونجنے لگی۔ عمران نے فوراً جیب سے سیلولر فون نکال کر اس کا رسیونگ بٹن دبایا اور فون کان سے لگا لیا۔

''عمران بول رہا ہوں۔''۔۔۔۔۔ اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''ظاہر ہے میں نے عمران کو فون کیا ہے تو عمران ہی بولے گا۔ کوئی اور تو نہیں بولے گا۔ ویسے لگتا ہے بہت مزے میں ہو علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ آکسن۔''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کارٹل کی کرخت آواز سنائی دی لیکن اس کا انداز واضح طور پر طنزیہ تھا۔ عمران اس کے اندازِ تکلم پر ہنسے بغیر نہ رہ سکا۔

''اللہ کا شکر ہے۔ سنگل لائف گزار رہا ہوں۔ بیوی بچوں کے جھنجھٹ سے اتنا دور ہوں جتنا تم سے۔ لہٰذا مزے تو کروں گا۔ ویسے بھی ایک موقع پر کنفیوشس نے کہا تھا'' فکر نہ فاقہ عیش کر کاکا۔'' ویسے کیا تم جانتے ہو کہ پاکیشیائی لوگ کاکا کس کو کہتے ہیں۔'' عمران نے طنز کا جواب طنز ہی سے دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن پش کر دیا تاکہ بلیک زیرو بھی ساری باتیں سن سکے۔

''مجھے فضول باتیں جاننے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ البتہ تمہارے

بارے میں جاننا اچھا ہے۔ تم واقعی بے حد ذہین ہو۔ جس طرح میری قید سے نکلے۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں تمہیں۔''۔۔۔۔۔ کارٹل کا لہجہ خوشگوار تھا لیکن اس میں طنز کی آمیزش بدستور موجود تھی۔

''ارے۔ تو پھر میرے بارے میں سب کچھ جان لوتاں میری جان۔ میں کاکا ہی تو ہوں۔ اگر پھر بھی یقین نہیں نہ آئے تو میرے ڈیڈی سے جا کر پوچھ لو۔ اگر پھر بھی یقین نہ آئے تو اپنے ڈیڈی سے پوچھ لو۔ لیکن تم اپنے ڈیڈی سے کیسے پوچھو گے۔ تمہارا تو کوئی ڈیڈی ہے ہی نہیں۔ چلو خیر تم اپنی بیوی سے پوچھ لینا۔ لیکن اس میں ایک خطرہ ضرور ہے۔ وہ یہ لفظ سن کر تمہارا سر گنجا کر دے گی۔ اور اگر تم یہ رسک لینے پر تیار ہو تو میں ٹرانس پلانٹ سرجری سے مفت میں تمہارے گنجے سر پر نئے بال لگوانے کا وعدہ کر سکتا ہوں۔''۔۔۔۔۔ عمران نے چہکتی ہوئی آواز میں کہا۔ چند لمحے پہلے وہ تشویش اور پریشانی کی کیفیت میں مبتلا تھا لیکن کارٹل کی کال موصول ہونے کے بعد اس کا ردھم ہی تبدیل ہو گیا تھا۔

''میرے سب سے بڑے دشمن۔ مسٹر علی عمران۔ میری ایک بات ذرا غور سے سن لو۔ پھر چاہے جتنی مرضی اٹھکیلیاں کرتے رہنا۔ میں اطمینان سے سنتا رہوں گا۔ اہم بات یہ ہے کہ تمہارے نیوی رینجرز اور کوسٹ گارڈز کی ننھی منی موٹر بوٹس اور لانچوں نے میرے دیوہیکل سپر شپ کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔ ان سے کہو کہ فوراً واپس چلے جائیں ورنہ میں تباہ کن بمبارمنٹ کر کے آدھے منٹ کے اندر اندر انہیں

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

سمندر کی تہہ میں غرق کر دوں گا۔ اور ہاں۔ ایک بات اور بھی ہے جو تم پہلے سے جانتے ہو کہ تمہارے جدید ایٹمی پروگرام کا معمار اعلیٰ ڈاکٹر گل جان میری تحویل میں سپر شپ پر موجود ہے۔ اپنی حکومت کو سمجھاؤ کہ وہ اس بڈھے کھوسٹ کو مجھ سے واپس لینے کے لئے پانچ اصلی سینٹری فیوجز میرے حوالے کر دے تاکہ یہ سارا سلسلہ ختم ہو۔ یہ میری آخری وارننگ ہے اور اگر پہلے کی طرح دھوکہ دہی کی گئی تو اس سے بڑی تباہی جنم لے گی۔ میں ایک گھنٹے بعد پھر تم سے فون پر ملوں گا۔ حتمی فیصلہ سننے کے لئے۔'' ——— دوسری طرف سے کارٹل نے سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی سیلولر فون کا رابطہ کاٹ دیا۔

''لگتا ہے کارٹل نے کوئی سخت ایکشن لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔'' بلیک زیرو نے پریشان کن انداز میں کہا۔

''تم تو جانتے ہو ایسے لوگ ایسی ہی باتیں کرتے ہیں۔ بہرحال ہمیں اب پوری حکمت عملی اور سوجھ بوجھ سے کام لینا ہوگا۔'' عمران نے ایک بار پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''تو آپ کے ذہن میں کیا پلان ہے۔ جس پر عمل کر کے اس ٹنٹنے کو جڑ سے ختم کیا جا سکے۔'' ——— بلیک زیرو نے تذبذب کے لہجے میں کہا۔

''کارٹل کا مطالبہ ہے کہ نیوی رینجرز اور کوسٹ گارڈ کی موٹر بوٹس اور لانچیں اس کے سپر شپ کے اردگرد سے فوراً ہٹائی جائیں ورنہ وہ بمباری کر کے انہیں تباہ کر دے گا۔ اور میرے خیال میں وہ ایسا کر بھی

سکتا ہے۔ ہمیں اس کا یہ مطالبہ مان لینا چاہیے۔ اس کے بعد وہ پانچ ایٹمی سینٹری فیوجز حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کے بغیر وہ ڈاکٹر گل جان کو کبھی رہا نہیں کرے گا۔ اس کا فیصلہ ایک گھنٹے بعد معلوم ہوگا جب وہ دوبارہ مجھے فون کرے گا۔ فی الحال تم ایسا کرو کہ سر سلطان سے ان کے پرائیویٹ فون پر رابطہ کرو۔ میں اس سلسلے میں ان سے بات کرتا ہوں۔'' ——— عمران نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ چنانچہ بلیک زیرو سر سلطان سے فون پر رابطے میں مصروف ہو گیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی تو بلیک زیرو نے فون کا رسیور عمران کو تھما دیا۔ کال سر سلطان نے خود ہی موصول کی۔

''سلطان بول رہا ہوں۔'' ——— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''جی۔ میں عمران ہوں۔ ابھی کچھ منٹ پہلے کارٹل کی کال مجھے موصول ہوئی تھی۔ وہ مطالبہ کر رہا ہے کہ پاکیشیا کے نیوی رینجرز اور کوسٹ گارڈ کو موٹر بوٹس اور لانچیں جو اس کے سپر شپ کے اردگرد ہیں۔ انہیں فوراً ہٹایا جائے۔ ورنہ اس نے بمباری کا الٹی میٹم دیا ہے۔'' ——— عمران نے سر سلطان کو آگاہ کیا۔

''تو اس سلسلے میں تم نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ کیا کیا جائے۔'' سر سلطان نے فکرمندانہ انداز میں اس سے پوچھا۔

''میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ اس کا یہ مطالبہ مان لینا چاہیے۔ ورنہ نقصان ہمارا ہی ہوگا۔ ڈاکٹر گل جان بھی سپر شپ پر اس کی تحویل

ندیم

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

میں ہیں۔ انہیں محفوظ رکھنا اور پھر آزاد کروانا ہماری پہلی اور سب سے بڑی ترجیح ہے۔" ——— عمران نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسا تم کہتے ہو ویسا ہی ہوگا۔ اور تم نے اٹیمی سینٹری فیوجز کی شکل کے جو چار ٹائم بم تیار کرنے کے لئے کہا تھا تو ڈاکٹر اسلام اسے تقریباً مکمل کر چکے ہیں۔ حکومت کارٹل کے ہارڈ کلرز کی وحشیانہ اور بھیانک کارروائیوں سے بوکھلا چکی ہے۔ اور اب یہ سارا معاملہ تمہارے ہینڈ اوور ہے۔" ——— سر سلطان نے دوسری جانب گلوگیر آواز میں کہا۔

"آپ آرڈر جاری کروا دیں کہ نیوی کے رینجرز اور کوسٹ گارڈز کو کارٹل کے سپرشپ کے گردونواح سے ہٹا دیا جائے۔ وہ کچھ دیر بعد دوبارہ مجھ سے رابطہ کرنے والا ہے۔ پھر تمام صورتحال سامنے آ جائے گی۔" ——— عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"اوکے۔ میں ابھی آرڈر جاری کروا دیتا ہوں۔ لیکن حکومت اس معاملے میں بہت زیادہ پریشان ہے عمران۔ لہٰذا اب اس گھمبیر معاملے کو جلد از جلد ختم ہو جانا چاہیے۔" ——— سر سلطان نے پریشان کن لہجے میں اس سے کہا۔

"انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا جناب۔ کارٹل کی قید کاٹنے کے بعد اب میں اسے یونہی تو آزاد نہیں چھوڑوں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔" عمران نے سر سلطان کو اطمینان دلاتے ہوئے کہا اور انہوں نے خدا حافظ کہہ کر ٹیلی فونک رابطہ منقطع کر دیا۔

"میں اپنے فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ کوئی اہم رپورٹ ہو تو مجھ سے وہیں رابطہ کرنا۔" ——— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دانش منزل سے نکل کر سیدھا اپنے فلیٹ میں آ گیا۔

"صاحب۔ ڈنر میں آج کافی کچھ بنایا ہے۔ آپ کہیں تو ڈائننگ ٹیبل پر لگا دوں۔" ——— اس کے فلیٹ میں داخل ہوتے ہی سلیمان نے کچن سے نمودار ہو کر کہا۔ خلاف توقع آج وہ کافی سیریس دکھائی دے رہا تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ عمران کارٹل کی قید میں رہ کر کافی دیر بعد واپس آیا تھا اور اسے چوٹیں بھی لگی تھیں۔

"ہاں لگا دو۔ میں ذرا واش روم سے ہو کر آتا ہوں۔" ——— عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور پھر واش روم میں چلا گیا۔ شاور لے کر وہ تازہ دم ہوا اور وارڈ روب سے نیا سوٹ نکال کر پہننے لگا۔ اس دوران سلیمان ڈائننگ ٹیبل پر کھانا سرو کر چکا تھا۔ واقعی آج اس نے خاصی عمدہ ڈشز تیار کی تھیں۔

"واہ۔ واہ۔ آج تو واقعی تم نے کمال کر دیا۔ آج مجھے تم اصلی آغا سلیمان پاشا لگے ہو۔" ——— عمران نے کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھتے ہوئے خوشگوار انداز میں سلیمان کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"صاحب۔ میں تو ہر وقت اسی طرح آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس کا موقع ہی کب ملتا ہے۔ آپ زیادہ وقت تو مجرموں اور ملک دشمنوں کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں۔" ——— سلیمان نے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

عاجزی و انکساری کے لہجے میں کہا۔

''وہ بھی تو ضروری ہے سلیمان۔ ورنہ یہ لوگ میرے ملک کا بیڑہ غرق بلکہ بیڑہ ہی ڈبو کر رکھ دیں۔ خیر یہ بتاؤ کہ تم نے کھانا کھایا ہے۔ اگر نہیں کھایا تو آؤ۔ آج میرے ساتھ بیٹھ کر کھاؤ''۔۔۔۔۔۔ عمران نے فراخ دلی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''لنچ ذرا دیر سے کیا تھا صاحب۔ اس لئے فی الحال بھوک نہیں۔ جب ہو گی تو ضرور کھالوں گا۔ ویسے کیا اب آپ یہاں قیام کریں گے۔ میرا مطلب ہے کچھ دن تو اب یہاں رہیں گے''۔۔۔۔۔۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''ابھی نہیں۔ کچھ ہی دیر میں مجھے جانا ہے۔ ویسے اس مشن کو مکمل کرنے کے بعد امید ہے کہ کچھ ریسٹ ضرور مل جائے گا۔ لیکن تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو۔ خیریت ہے ناں''۔۔۔۔۔۔ عمران نے پلیٹ میں چکن شاشلک ڈالتے ہوئے قدرے حیرانی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی بالکل خیریت ہے۔ دراصل آپ کے آنے سے کچھ دیر پہلے ایک عامل نجومی قسم کا بابا یہاں آیا تھا۔ بیرونی دروازے پر دستک کی آواز سن کر میں نے دروازہ کھولا تو وہ سامنے کھڑا تھا۔ وہ کہنے لگا کہ تمہارے صاحب پر سخت عتاب نازل ہونے والا ہے۔ اس سے کہو کہ کچھ دن گھر کے اندر گزار لے اور باہر مت نکلے۔ وہ کہنے لگا کہ وہ فلیٹ کے اندر آ کر ایک وظیفہ پڑھنا چاہتا ہے جس کی برکت سے تمہارا

صاحب گھر کے اندر ہی رہے گا اور اس پر عتاب نہیں آئے گا۔ اس کی بات سن کر ایک لمحے کو تو میں پریشان ہو گیا لیکن پھر میں نے یہ کہہ کر اسے بھگا دیا کہ مجھے کوئی وظیفہ نہیں پڑھوانا۔ یہ اصل بات تھی صاحب''۔ سلیمان نے سنجیدگی کے لہجے میں بتایا تو عمران بری طرح چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

''ہارڈ کلر۔ ان دنوں ہم ہارڈ کلر کا ٹارگٹ بنے ہوئے ہیں سلیمان۔ وہ یقیناً اندر آ کر کوئی تخریبی کارروائی کرنا چاہتا تھا۔ آئندہ تمہیں میری غیر موجودگی میں ہائی الرٹ رہنا ہو گا۔ کوئی بھی آئے تو پہلے ڈور فون پر تصدیق کر لو کہ وہ کون ہے۔ بغیر تصدیق دروازہ مت کھولو'' عمران نے اسے سخت تاکید کرتے ہوئے کہا۔

''جی بہتر صاحب۔ آپ کے حکم پر عمل کروں گا۔ آپ کے لئے کافی بنا لاؤں''۔۔۔۔۔۔ سلیمان نے عاجزانہ انداز میں کہا اور پھر کچن میں چلا گیا۔

عمران ابھی کھانے سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ اس کے فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ عمران نے اٹھ کر کال موصول کی۔

''عمران بات کر رہا ہوں''۔۔۔۔۔۔ اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''ہاں عمران۔ میں سلطان بول رہا ہوں۔ دانش منزل سے معلوم ہوا ہے کہ تم اپنے فلیٹ میں چلے گئے ہو۔ اچھا سنو۔ میں نے ڈیفنس منسٹری کے اعلیٰ حکام سے کہہ کر نیوی رینجرز اور کوسٹ گارڈز کی موٹر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

بوٹس وغیرہ کارٹل کے سپر شپ کے گردونواح سے ہٹوا دی ہیں۔ اب وہ موو کر کے نیوی پورٹ کی طرف جا چکی ہیں۔'' ـــــ دوسری طرف سے سر سلطان نے اسے مطلع کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ اب میں اپنے پلان پر عمل کرنے کی تیاری کروں گا اور آپ کے پاس آؤں گا۔'' ـــــ عمران نے جواب دیا۔

''میں گھر پر موجود ہوں۔ آنے سے پہلے کال کر کے اطلاع کر دینا۔'' ـــــ سر سلطان نے کہا اور عمران نے خدا حافظ کہہ کر فون بند کر دیا۔ عمران ابھی کھانے وغیرہ سے فارغ ہوا ہی تھا کہ اس کے سیلولر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے سیلولر فون نکال کر رسیونگ بٹن دبایا اور فون کان سے لگالیا۔ کال کارٹل کی طرف سے تھی۔

''تم واقعی میرے سب سے بڑے دشمن ہو عمران۔ تمہارے کہنے پر پاکیشیا حکومت کی عقل کام کر گئی اور انہوں نے نیوی رینجرز اور کوسٹ گارڈز کو یہاں سے ہٹا لیا۔ ورنہ یہ بے چارے بے موت مارے جاتے۔ اب انہیں تمہارا شکر گزار ہونا چاہیے کہ تم نے ان کی زندگیاں بچالیں۔'' کارٹل نے چہکتی ہوئی آواز میں کہا۔ لیکن عمران کے اعصاب گہری سنجیدگی کے حصار میں تھے۔

''فضول باتیں چھوڑ کر اب کام کی باتیں کر لیں تو بہتر ہے۔ تم اب کیا چاہتے ہو۔'' ـــــ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''وہی جو تم سے کہہ چکا ہوں۔ یعنی اٹیمی سینٹری فیوجز دو اور ڈاکٹر گل جان کو یہاں سے لے جاؤ۔ لیکن یاد رکھنا کہ اس مرتبہ کارٹل کو

دھوکہ دینے کا مطلب ہوگا ایک ایسی خوفناک تباہی جو پاکیشیا کی تاریخ میں ہمیشہ کے لیے رقم ہو کر رہ جائے گی۔ تم تو ان باتوں کو خوب سمجھتے ہو۔ لہٰذا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ کام تم خود کرو یعنی سینٹری فیوجز لے کر تم میرے سپر شپ پر آؤ گے اور جب میرے اٹیمی ماہرین ان سینٹری فیوجز کو لیبارٹری میں چیک کر لیں گے تو تمہیں اور ڈاکٹر گل جان کو جانے کی اجازت دے دی جائے گی۔ تم جانتے ہو میں اپنی زبان سے کبھی نہیں پھرتا۔ پہلے بھی اگر مجھے دھوکہ نہ دیا جاتا تو یہ معاملہ نہ بگڑتا۔ بہرحال اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ میرے ساتھ فیئر ڈیل کرنا ہی پاکیشیا کے حق میں بہتر ہے۔'' ـــــ کارٹل نے اپنے لہجے کو تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

''میں پانچ سینٹری فیوجز لے کر تمہارے سپر شپ پر آ رہا ہوں۔ کہو۔ مجھے کس وقت آنا ہوگا۔'' ـــــ عمران نے کسی تاثر سے عاری آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک بارہ بجے رات۔ جب گھڑی کی دونوں سوئیاں عین ایک دوسرے کے اوپر ہوں گی اور عمران۔ یہ بات اپنے دل و دماغ میں بٹھا لو کہ اگر تمہارے میک اپ میں تمہارے کسی اور ایجنٹ نے یہاں آنے کی کوشش کی تو اسے سینکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم کر کے شارک کی خوراک بنا دیا جائے گا۔'' ـــــ کارٹل نے سرد لہجے میں کہا۔

''تمہیں الاپ شلاپ بکنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں خود ہی آؤں گا اور مقررہ وقت پر ایک چھوٹی بوٹ میں وہاں پہنچ جاؤں

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

گا۔'' ـــــــ عمران نے غراتی ہوئی آواز میں جواب دیا اور فون کا رابطہ کاٹ دیا۔ پھر وہ اٹھا اور سلیمان کو ضروری ہدایات دے کر وہ اپنی نئی ڈاج کار میں سر سلطان کے بنگلے کی طرف روانہ ہو گیا۔ دوران ڈرائیونگ اس نے سیلولر فون سے کال کر کے سر سلطان کو اپنی آمد کی اطلاع دے دی۔ وہ بے چینی سے اس کے منتظر تھے اور باہر لان میں ہی ٹہل رہے تھے۔ عمران نے کار وہیں روکی تو وہ اس کے نیچے اترنے سے پہلے اس کے پاس پہنچ گئے۔

''کیا صورتحال ہے۔'' ـــــــ انہوں نے عمران کی سائیڈ والی کھڑکی کی طرف جھکتے ہوئے بے چینی سے پوچھا۔

''بہتر ہے۔ ہمیں ابھی ڈاکٹر اسلام کی لیبارٹری جانا ہوگا۔'' عمران نے مختصراً ان سے کہا۔ چنانچہ سر سلطان اس کے ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھول کر کار میں بیٹھ گئے۔ عمران نے کار ریورس کی اور مین روڈ پر آ کر اس سمت روانہ ہو گئے جہاں ڈاکٹر اسلام کی خفیہ ایٹمی لیبارٹری قائم تھی۔ وہ پاکیشیا کے بہت بڑے ایٹمی سائنس دان تھے اور پاکیشیا کے نئے جدید ترین ایٹمی پروگرام کو ڈیولپ کرنے میں ان کا بھی خاص اور اہم ترین کردار تھا۔ ان کی ایٹمی لیبارٹری شہر کے مضافات میں ایک انڈسٹریل ایریا میں قائم کی گئی تھی۔ پام آئل سے گھی تیار کرنے والی ایک سرکاری انڈسٹری کے وسیع و عریض تہہ خانے میں یہ لیبارٹری قائم کی گئی تھی اور اسے اس قدر خفیہ رکھا گیا تھا کہ خود حکومت کی اہم شخصیات کو بھی اس کے محل وقوع کا اندازہ نہیں تھا۔

عمران نے کار گھی انڈسٹری کے طویل و عریض آہنی گیٹ کے سامنے روکی تو کئی مسلح سکیورٹی گارڈ چیک پوسٹ کے اندر سے نکل کر قریب آ گئے۔ وہ سیاہ کمانڈوز وردیوں میں ملبوس تھے اور ان کے ہاتھوں میں جدید اسٹین گنیں موجود تھیں۔ انہوں نے عمران کی کار کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا۔ ایک سکیورٹی گارڈ جس کے کندھے پر دو اسٹارز آویزاں تھے وہ کار کے قریب آ گیا۔ یقیناً وہ ان کا انچارج تھا۔

''جی فرمائیے۔ کس سلسلے میں یہاں آئے ہیں۔'' ـــــــ اس نے کھڑکی پر جھکتے ہوئے قدرے کھردرے لہجے میں کہا۔ جواب میں سر سلطان نے خاموشی سے ایک سبز کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھایا جسے دیکھ کر وہ فوراً اٹینشن ہو گیا اور کارڈ لے کر سیلوٹ دے مارا۔

''اوہ۔ سر۔ ہمیں آپ کی آمد کی اطلاع مل چکی ہے۔ لیکن سر مائنڈ نہ کیجئے گا۔ مجھے یہ کارڈ سکینر میں ڈال کر چیک کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد آپ اندر جا سکیں گے۔'' ـــــــ اس نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جلدی چیک کرو۔ ہمارے پاس وقت کم ہے۔'' عمران نے ترش لہجے میں کہا اور سکیورٹی انچارج ایڑیوں کے بل گھوم کر فوراً گیٹ کے اندر سائیڈ پر بنے کنٹرول روم میں چلا گیا۔ چند ہی لمحے بعد وہ واپس آ گیا اور کارڈ سر سلطان کے حوالے کر دیا۔

''آپ اندر جا سکتے ہیں سر۔ گیٹ سے آگے سڑک کے اختتام پر

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ایک اور چیک پوسٹ پر آپ کو ایک شخص مل جائے گا اور وہ آپ کو مطلوبہ جگہ لے جائے گا۔" ——— سکیورٹی انچارج نے بے حد مہذب انداز میں کہا اور ایک مرتبہ پھر اٹینشن ہو کر انہیں سلیوٹ مار دیا۔ سکیورٹی والوں نے اس دوران گیٹ اوپن کر دیا تھا۔ چنانچہ عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ گیٹ کے سامنے ایک طویل سڑک تھی۔ جس کے دونوں اطراف سبزے کے وسیع قطعات پھیلے ہوئے تھے۔ گھی انڈسٹری کی عمارت ان قطعات کے تقریباً درمیان میں واقع تھی اور یہ کم از کم تین مربع میل کے رقبے پر پھیلی ہوئی تھی۔

سڑک کے اختتام پر ایک اور چیک پوسٹ موجود تھی جسے ریوالونگ آہنی پائپوں سے بند کیا گیا تھا۔ چیک پوسٹ سے آگے گھی انڈسٹری کی عمارت تھی جبکہ دائیں سمت میں وسیع پختہ شیلٹر کا پارکنگ ایریا تھا لیکن رات کے اس وقت یہ بالکل خالی تھا۔ انڈسٹری کی اندرونی وسیع و عریض عمارت کے اندر بھی نیم تاریکی تھی صرف اکا دکا مرکزی بلب روشن تھے۔ انڈسٹری کی مشینیں اس وقت بند تھیں۔ کار کے رکتے ہی چیک پوسٹ کی عمارت سے ایک دراز قامت شخص نمودار ہوا جو نفیس قسم کے سوٹ میں ملبوس تھا۔ شکل وصورت سے وہ خاصا مہذب نظر آتا تھا۔ اس نے آتے ہی سر سلطان اور عمران سے مصافحہ کیا۔

"سر۔ کار پارکنگ میں لگا کر میرے ساتھ آیئے۔" ——— اس نے دلآویز مسکراہٹ چہرے پر آویزاں کرتے ہوئے کہا۔ عمران نے کار موڑ کر پارکنگ کے ایک سٹینڈ میں کھڑی کر دی اور پھر وہ دونوں

نیچے اتر آئے۔ وہ شخص انہیں لے کر عمارت کی طرف روانہ ہوا۔ عمارت کے اردگرد مسلح سکیورٹی گارڈ گشت کر رہے تھے۔ ایک چھوٹے سے دروازے سے گزر کر وہ نیچے تہہ خانے میں چلے گئے۔ مختلف راستوں اور راہداریوں کی بھول بھلیوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک ہال نما کمرے میں داخل ہو گئے۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی انہیں یہاں تک لانے والا شخص بغیر کچھ کہے واپس مڑ گیا۔ ہال نما کمرے میں ہر طرف کمپیوٹر سکرینیں اور محیر العقول سائنسی مشینیں اور آلات نصب تھے۔ پورا ہال تیز روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ اچانک ایک دیوار کا تھوڑا سا حصہ دروازے کی طرح کھلا اور اس میں سے ایک ادھیڑ عمر دبلا پتلا شخص نمودار ہوا۔ وہ سر سے مکمل طور پر گنجا تھا۔ آنکھوں پر موٹے عدسوں کی عینک تھی اور وہ سفید اوور کوٹ اور سیاہ پتلون میں ملبوس تھا۔ وہ اس خفیہ ایٹمی ریسرچ لیبارٹری کا چیف ہیڈ ڈاکٹر اسلام تھا۔ وہ گرمجوشی سے ان کی طرف بڑھا۔

"ویلکم سر سلطان۔ میں آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا۔ آہا۔ علی عمران بھی ساتھ ہے۔ کافی عرصے بعد اسے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ بہت ہی کیوٹ بوائے ہے۔ میں اسے بہت پسند کرتا ہوں۔" ڈاکٹر اسلام نے والہانہ انداز میں ان سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا بلکہ عمران کے تو گال کا اس نے بوسہ بھی لے لیا۔ عمران خفیف سا نظر آنے لگا۔

"اب بوائے کہاں رہا ہوں ڈاکٹر صاحب۔ صرف کیوٹ ہی کیوٹ ہوں۔" ——— عمران نے کھلنڈرے پن سے کہا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

''یس۔ یو آر کیوٹ۔ بے بی کیوٹ۔''۔۔۔۔۔ انہوں نے عمران کو ایک نیا لقب عطا کر دیا اور وہ بے چارا ہونقوں کی طرح بغلیں جھانکنے لگا۔

''آیئے۔ میرے دفتر میں آیئے۔ آپ کا کام ہو چکا ہے سر سلطان۔''۔۔۔۔۔ ڈاکٹر اسلام نے اس خفیہ دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا جہاں سے نمودار ہوئے تھے۔ وہ ایک مختصر سا آفس تھا جس میں شیشے کی ایک میز، اس کی دوسری طرف چھوٹی سی ریوالونگ چیئر اور چند کرسیاں رکھی تھیں۔ شیشے کی میز پر طرح طرح کے عجیب ساختہ ایٹمی پرزے، ٹیلی سکوپ، خوردبین اور نہ جانے کیا کچھ بکھرا ہوا تھا۔ ڈاکٹر اسلام نے میز کی دراز سے بسکٹ کا ایک پیکٹ نکال کر ان کے سامنے رکھا۔

''پہلے آپ یہ بسکٹ کھایئے۔ پھر آپ کو آپ کا تحفہ دیتا ہوں۔'' ڈاکٹر اسلام نے کہا اور پھر باہر چلے گئے۔ ان کے علاوہ وہاں کوئی دوسرا شخص موجود نہ تھا۔

''عجیب بندہ ہے یہ۔ غیر معمولی ایٹمی سائنس دان ہے۔ بالکل خبطی لگتا ہے۔''۔۔۔۔۔ سر سلطان نے ڈاکٹر اسلام کی شخصیت پر تبصرہ کیا۔

''ایسے خبطی بندے اللہ میاں نے پاکیشیا کے مقدر میں لکھ دیئے ہیں۔ ورنہ پاکیشیا صدیوں قبل کے جنگلی دور سے گزر رہا ہوتا۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس دوران ڈاکٹر اسلام واپس آ چکے تھے۔ ان کے ہاتھ میں سیاہ بریف کیس تھا جسے انہوں نے میز پر رکھ کو کھولا تو اس

کے اندر ٹینس بال سائز کے پانچ سینٹری فیوجز موجود تھے۔ وہ کسی خاص قسم کے شیشے سے بنے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ ان میں زرد رنگ کا پارہ بھرا ہوا تھا اور ہلکے نیلے رنگ کے ننھے ذرات تیرتے نظر آ رہے تھے۔

''عمران بیٹے۔ انہیں ذرا غور سے دیکھو۔ ہلکے نیلے رنگ کے ذرات والے سینٹری فیوجز دراصل جدید قسم کے ٹائم بم ہیں لیکن ان میں ایسا پارہ بھر دیا گیا ہے کہ ان کا سرکٹ نظر نہیں آتا۔ یہ صرف ریموٹ کنٹرول سے چالو ہوتے ہیں۔ ان میں ایک ذرا گہرے نیلے ذرات والا سینٹری فیوجز ہے جو کہ سو فیصد اصلی ہے۔ اسے بہت ہی احتیاط سے رکھنا ہو گا۔ اگر ذرا برابر بھی ڈیمج ہو گیا تو وسیع پیمانے پر تباہی پھیلے گی۔''۔۔۔۔۔ ڈاکٹر اسلام نے عمران کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ پھر انہوں نے بریف کیس کے اندر سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا جو ریموٹ کنٹرول تھا۔ انہوں نے اس کا استعمال عمران کو سمجھایا جو اس نے اچھی طرح ذہن نشین کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے اسے واپس بریف کیس میں رکھ کر اسے بند کر کے بریف کیس عمران کے حوالے کر دیا۔

''اب ہمیں جانا ہوگا ڈاکٹر اسلام۔ آپ کی مدد کا بے حد شکریہ۔ وقت کم ہے ورنہ آپ سے مزید باتیں کر کے مزہ آتا۔''۔۔۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ سر سلطان بھی اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔

''یو آر ویلکم۔ اگر کبھی وقت ملے تو ضرور آنا۔ تم مجھے ہمیشہ اسی طرح اپنا مداح اور قدردان پاؤ گے۔''۔۔۔۔۔ ڈاکٹر اسلام نے اس کا گال

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

تھپتھپاتے ہوئے شفقت آمیز لہجے میں کہا۔ پھر انہوں نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کسی سے رابطہ کیا۔

"شاہ رخ۔ میرے مہمانوں کو واپس لے جاؤ۔"____ انہوں نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تینوں آفس سے باہر آ گئے۔ جب وہ ہال کے داخلی دروازے پر پہنچے تو وہی دراز قامت سوٹ میں ملبوس شخص وہاں کھڑا تھا جو انہیں وہاں لے کر آیا تھا۔ وہ ڈاکٹر اسلام سے مصافحہ کر کے وہاں سے رخصت ہوئے۔ بریف کیس عمران نے اپنی گود میں رکھا ہوا تھا۔ سر سلطان کو ان کے بنگلے پر ڈراپ کر کے وہ ساحل سمندر کی طرف روانہ ہو گیا۔ چند منٹ میں وہ نیوی پورٹ پر پہنچ چکا تھا جہاں ایک نیوی میرین آفیسر کمانڈر نے اسے خوش آمدید کہا۔ عمران نے اس سے ایک موٹر بوٹ کا مطالبہ کیا جو فوراً اسے فراہم کر دی گئی۔

عمران اس موٹر بوٹ میں سوار ہو کر تنہا سمندر کے اندر کارٹل کے سپر شپ کی طرف روانہ ہو گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے میں وہ سمندر کے گہرے پانی میں لنگر انداز کارٹل کے جدید ساخت بحری جہاز سپر شپ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ یہ بحری جہاز اتنا دیوہیکل تھا کہ اس کے عرشے پر ایک ہیلی پیڈ بھی بنایا گیا تھا جہاں کارٹل کا کوبرا ہیلی کاپٹر کھڑا تھا۔ جب عمران کی موٹر بوٹ سپر شپ کے بالکل قریب پہنچی تو رات کے بارہ بج رہے تھے۔ عمران نے موٹر بوٹ روک کر سیلولر فون پر کارٹل سے رابطہ قائم کیا۔ دوسری طرف سے کال فوراً موصول کی گئی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ تمہاری شرائط اور مطالبات پورے کر کے

میں سپر شپ کے پاس پہنچ چکا ہوں۔ صرف تھوڑے سے فاصلے پر۔ بتاؤ اب مجھے کیا کرنا ہوگا۔"____ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"میں نائٹ دوربین سے بخوبی تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ ایسا کرو کہ موٹر بوٹ کو سپر شپ کے عقبی حصے کی سمت لے آؤ۔ وہاں سمندر میں ایک رسہ لٹک رہا ہے جس کے سرے پر ایک بیلٹ لگا ہے۔ یہ رسہ عرشے پر موجود ایک کرین سے منسلک ہے۔ تم بیلٹ اپنی کمر کے گرد اچھی طرح کس لو۔ پھر تمہیں کرین کے ذریعے عرشے پر کھینچ لیا جائے گا۔" کارٹل نے اسے مطلع کرتے ہوئے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر فون بند کر دیا اور موٹر بوٹ کا رخ موڑ کر اسے سپر شپ کی عقبی سمت لے آیا۔ جہاں واقعی ایک رسہ لٹک رہا تھا وہاں عمران نے موٹر بوٹ روک دی اور اسے سپر شپ کی بیرونی باڈی سے منسلک ایک آہنی زنجیر سے باندھ دیا اور پھر رسے کے سرے پر لگی بیلٹ کو اپنی کمر کے گرد مضبوطی سے کس لیا۔ عرشے کی سو فٹ اونچائی سے کارٹل نیچے جھانک رہا تھا۔ عمران نے بیلٹ کسنے کے بعد اسے اشارہ کیا تو کارٹل نے آپریٹر کو کرین چلانے کا حکم دیا۔ بریف کیس عمران کے دائیں ہاتھ میں لٹک رہا تھا۔ رسہ کرین پر موجود ایک چرخی کے گرد لپٹتا چلا گیا اور عمران اس کے ساتھ تیزی سے اوپر چلا گیا۔ عرشے پر موجود چند آدمیوں نے اسے تھام کر عرشے پر کھینچ لیا اور اس کی تلاشی لینے لگے۔ لیکن وہ بالکل نہتا تھا۔

"ویلکم میرے سب سے بڑے دشمن۔ لیکن اب تمہیں اپنے دوست کا درجہ دوں گا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ تم اصلی سینٹری فیوجز لے آئے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ہو اور کارنل ہمیشہ اپنے دوستوں کی قدر کرتا ہے۔ چاہے وہ دشمن سے دوست ہی کیوں نہ بنا ہو۔'' ___ کارنل نے ایک عیارانہ مسکراہٹ کے ساتھ اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''اگر تم واقعی مخلص دوست ثابت ہوئے تو ہماری دوستی کافی عرصہ چل سکتی ہے۔ اور ہم کافی عرصہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے بر سرپیکار رہ سکتے ہیں۔'' ___ عمران نے اس پر چوٹ کی۔

''میں جانتا ہوں۔ بلکہ بہت اچھی طرح جانتا ہوں کہ تمہارے اندر ایک لاابالی پن موجود ہے۔ لیکن کارنل اپنے دوستوں کی ہر بات برداشت کرتا ہے۔ تمہاری بھی۔'' ___ کارنل نے ایک قہقہہ اچھالتے ہوئے کہا۔

''کیا اب ہم براہ راست اپنے مقصد کی بات کر سکتے ہیں۔'' عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''کیوں نہیں۔ آؤ میرے ساتھ۔ ڈاکٹر گل جان کئی دن سے سو نہیں سکے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنے گھر جلد چلے جائیں اور مکمل آرام کے بعد اپنا مشن شروع کر سکیں۔'' ___ کارنل نے خوش دلی سے کہا۔

''تاکہ وہ کوئی نیا ایٹمی پرزہ ایجاد کریں اور تم اسے لینے دوبارہ آدھمکو۔'' ___ عمران نے اس پر ایک اور چوٹ کی۔

''تم بہت زیرک ہو عمران۔ دشمن کی حیثیت سے بھی اور دوست کی حیثیت سے بھی۔ میں ہر طرح تمہارا قدردان ہوں اور ہمیشہ رہوں گا۔''

کارنل نے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہا۔ اس اثناء میں وہ عرشے سے اتر کر نیچے آ گئے اور ایک وسیع کیبن میں داخل ہوئے جو ایک مکمل ایٹمی لیبارٹری کا منظر پیش کر رہا تھا۔ وہاں چار مسلح سکیورٹی گارڈ پہلے سے موجود تھے جن کے ہاتھوں میں جدید ترین نائٹ ٹیلی سکوپ رائفلیں موجود تھیں۔ ان کے علاوہ ایک فربہ شخص بھی وہاں موجود تھا جس کے سر کے درمیانی بال اڑ چکے تھے۔ وہ ایک ایٹمی سائنسدان تھا اور کارنل کا خاص آدمی تھا۔

''اس سے ملو کنکارڈ۔ یہ ہے ہمارا دوست عمران۔ اور ہمارے لئے اتنا قیمتی تحفہ لایا ہے کہ جسے دیکھنے کی حسرت برسوں سے تمہارے دل میں انگڑائیاں لے رہی تھی۔'' ___ کارنل نے جذباتی انداز میں اس فربہ شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کنکارڈ نے غور سے عمران کے سراپا کا جائزہ لیا۔ ظاہر ہے وہ اسے احمق اور بدھو نظر آیا ہوگا۔ کیونکہ عمران نے اب یہی روپ اختیار کر لیا تھا۔

''کیا تم اصلی سینٹری فیوجز لے آئے ہو۔'' ___ کنکارڈ نامی سائنس دان نے غیر یقینی انداز میں عمران سے پوچھا۔

''تو کیا تمہارے خیال میں بچوں کی گولیاں لے کر آیا ہوں۔ یار کارنل۔ یہ تم نے کس قسم کے بے وقوف لوگوں کو اپنے ساتھ ملا رکھا ہے۔ جو یہ بھی نہیں جانتے کہ ایک شخص اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر دشمن کے کچھار میں چلا آیا ہے اور سینٹری فیوجز کے بجائے ٹافیاں اٹھا لایا ہے۔'' ___ عمران نے بری طرح گرجتے ہوئے کہا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

''اس نے یہ نہیں کہا عمران۔ تم غصہ مت کھاؤ۔ اور کنکارڈ تم بھی اس کی تذلیل مت کرو۔ یہ میرا دوست ہے۔'' ـــــ کارٹل نے کنکارڈ کو مصنوعی انداز میں گھورتے ہوئے کہا۔ وہ خواہ مخواہ عمران کے ساتھ دوستی گانٹھ رہا تھا۔

''مجھے ایسا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ خیر وہ سینٹری فیوجز مجھے دکھاؤ۔ تاکہ میں انہیں چیک کر سکوں۔'' ـــــ کنکارڈ نے اپنا پھولا ہوا منہ مزید پھلاتے ہوئے کہا۔

''چیک باؤنس نہیں ہوگا کارٹل۔ پہلے ڈاکٹر گل جان کو یہاں بلوایا جائے۔ پھر میں بریف کیس کا ڈیجیٹل لاک کھولوں گا۔'' ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر کارٹل نے انٹرکام پر کسی سے رابطہ قائم کیا اور اسے ڈاکٹر گل جان کو وہاں لانے کی تاکید کی۔ چند منٹ بعد ایک مسلح گارڈ ڈاکٹر گل جان کو وہاں لے آیا۔ ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑی لگی ہوئی تھی۔

''کارٹل۔ تم خود ڈاکٹر گل جان کی ہتھکڑی کھولو۔ پھر میں بریف کیس کھول کر سینٹری فیوجز تمہارے حوالے کروں گا۔'' ـــــ عمران نے بے لچک انداز میں کہا اور کارٹل اسے گھورنے لگا۔ لیکن وہ اس کی بات ماننے پر مجبور تھا کیونکہ سینٹری فیوجز اس کے قبضے میں تھے اور بریف کیس کو زبردستی چھین کو توڑا نہیں جا سکتا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ اگر کوئی سینٹری فیوجز رتی برابر بھی ڈیمج ہو گیا تو ہولناک تباہی سامنے آ جائے گی۔ چنانچہ کارٹل نے خاموشی سے اپنی جیب سے ایک چابی نکال

کر ڈاکٹر گل جان کی ہتھکڑی کھول دی۔ عمران نے انہیں ایک قریب رکھی کرسی پر بٹھا دیا۔ پھر اس نے بریف کیس کے لاک کے چند نمبر سیٹ کر کے بریف کیس کھولا اور اس میں حفاظت سے رکھے سینٹری فیوجز سب کے سامنے آ گئے۔ عمران نے گہرے نیلے ذرات والا اصلی سینٹری فیوجز اس کی مخصوص کٹ سے باہر نکالا اور سب کے سامنے لہرانے لگا۔

''تم اچھی طرح چیک کر لو مسٹر چم۔گا۔ڈار۔ بالکل اصلی سینٹری فیوجز ہیں۔'' ـــــ عمران نے اس کے نام کنکارڈ کو چمگادڑ میں تبدیل کرتے ہوئے مسخرے پن سے کہا اور بریف کیس اس کی طرف دھکیل دیا۔ کنکارڈ نے کٹ میں لگے وہ سینٹری فیوجز بغور دیکھے جو دراصل طاقتور ٹائم بم تھے۔ پھر وہ عمران کی طرف مڑا۔

''یہ جو تم نے پکڑ رکھا ہے یہ مجھے دو۔ سب سے پہلے اسے چیک کروں گا۔'' ـــــ کنکارڈ نے جوشیلے انداز میں کہا۔ عمران کا نفسیاتی حربہ کارگر ثابت ہوا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کنکارڈ سب سے پہلے اسی کی طرف متوجہ ہوگا۔ کیونکہ عمران اسے ہاتھ میں اچھال رہا تھا۔ اس لئے کنکارڈ شک میں پڑ گیا کہ وہ نقلی ہے۔ عمران نے مطمئن انداز میں وہ اکلوتا اصلی سینٹری فیوجز کنکارڈ کے حوالے کر دیا۔ اس نے اسے ایک مشین میں ڈال کر ایک کمپیوٹر سکرین آن کی اور تیزی سے مختلف ناپ تھمانے لگا۔ سینٹری فیوجز کمپیوٹر اسکرین پر نمودار ہو کر مختلف اشکال پیش کرنے لگا۔ چند لمحے بعد وہ مشین سے سینٹری فیوجز نکال کر واپس

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

ان کی طرف آ گیا۔

"یہ بالکل اصلی ہے۔ کیا باقی کے بھی چیک کرلوں۔" ——— اس نے پر جوش انداز میں کارٹل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کی بات سن کر کارٹل کے چہرے پر بھی جوش کی سرخی عود کر آئی تھی۔

"میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں۔ عمران جیسے ٹاپ ایجنٹ بہت کم دھوکہ دہی سے کام لیتے ہیں۔" ——— کارٹل نے جواب دیا۔ پھر وہ عمران کی طرف مڑا۔ اس کی آنکھوں میں فتح اور کامیابی کی چمک تھی۔

"تم ڈاکٹر گل جان کو لے کر جا سکتے ہو عمران۔ لیکن یاد رکھنا۔ اب تم میرے دشمن نہیں دوست ہو۔" ——— کارٹل نے فراخ دلی سے کہا۔

اسی لمحے عمران دفعتاً بریف کیس پر جھپٹا۔ اس نے اصلی سینٹری فیوجز اٹھا کر کوٹ کی اندرونی خفیہ جیب میں رکھ کر زپ بند کر دی۔ یہ خفیہ جیب خاص طور پر اس سینٹری فیوجز کے لئے بنائی گئی تھی۔ اب سینٹری فیوجز اس میں محفوظ تھا۔ پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے بریف کیس بند کر کے قریب کھڑے ایک سکیورٹی گارڈ کے سر پر دے مارا۔ وہ الٹ کر دیوار سے جا ٹکرایا۔ اسٹین گن اس کے ہاتھ سے نکل گئی جو عمران نے عقاب کی طرح جھپٹ کر اٹھا لی۔ یہ کارروائی اس نے پلک جھپکنے میں انجام دے دی۔ بریف کیس میں ایک بیلٹ لگا ہوا تھا۔ جس کی مدد سے اسے کمر پر لٹکایا جا سکتا تھا۔ عمران نے حیرت انگیز پھرتی کے

ساتھ بریف کیس کمر پر کس لیا اور اگلے لمحے اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی اسٹین گن بری طرح گرجنے لگی۔ کسی کو کچھ سمجھنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ چاروں سکیورٹی گارڈ حیرت سے منہ پھاڑے آن کی آن میں گولیوں سے چھلنی ہو گئے۔ اور ان کی ہولناک چیخوں سے سپرشپ کا کیبن یوں لرزنے لگا جیسے زلزلہ آ گیا ہو۔ اس دوران کارٹل جو گم سم کھڑا تھا۔ اچانک اس نے اپنی جیکٹ کے اندر سے پستول نکال لیا۔

اس سے پہلے کہ کارٹل عمران پر فائر کرتا عمران نے جمپ لگایا اور چھ فٹ کی بلندی تک اچھل کر اس نے کارٹل کے سر پر ایک زناٹے دار فلائنگ کک لگائی۔ کارٹل توازن کھو کر بری طرح کراہتا ہوا کیبن کے ادھ کھلے دروازے سے ٹکرایا اور چیختا ہوا دوہرا ہو کر کیبن کے فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ عمران قلابازی کھاتا ہوا واپس نیچے آیا۔ ادھر کنکارڈ خوفزدہ حالت میں ایک بھاری مشین کے عقب میں چھپنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ارے۔ کان کے کیڑے۔ ادھر سامنے آؤ۔ ورنہ چھلنی کر دوں گا۔" ——— عمران نے دہاڑتے ہوئے کہا تو کنکارڈ خزاں رسیدہ پتے کی مانند کانپتا ہوا اس کے سامنے آ گیا۔

"چل۔ فوراً مرغا بن جا۔ جیسا بچپن میں تجھے تیرا سکول ماسٹر مرغا بناتا تھا۔" ——— عمران نے اسٹین گن کی نال اس کی ٹھوڑی سے رگڑتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مم۔ مجھے۔ مجھے۔ معلوم نہیں۔ مرغا کیسے بنتے ہیں۔" ——— کنکارڈ نے لرزتی آواز میں کہا۔

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

"اوہ۔ میں تو بھول ہی گیا کہ تمہارے ملک کے سکول ماسٹروں کو یہ ترکیب ہی نہیں آتی کہ بچوں کو مرغا کیسے بناتے ہیں۔ خیر میں تمہیں پھر کبھی بتاؤں گا۔"۔۔۔۔۔ عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا اور پھر اسٹین گن کو نال سے پکڑ کر اس کا آہنی دستہ کنکارڈ کی گردن کے مخصوص حصے پر ایسے زوردار طریقے سے مارا کہ وہ خرخراہٹ کی خوفناک آواز نکالتا ہوا زمین پر گر کر بے ہوش ہو گیا۔ کارٹل اس دوران اپنے حواس بحال کر چکا تھا۔ وہ اٹھ کر کیبن سے باہر کی طرف لپکا۔ عمران ایک ہی جست میں کیبن سے باہر آیا اور اسٹین گن بھاگتے ہوئے کارٹل کی طرف سیدھی کر کے یکدم فائر کھول دیا۔ گولیاں اس کی کمر اور ٹانگوں میں گھس گئیں۔ وہ چیختا ہوا گرا لیکن پھر تیزی سے گھسٹتا ہوا قریب ہی سائیڈ کی راہداری میں مڑ گیا۔

عمران لپک کر کیبن کے اندر واپس آیا۔ ڈاکٹر گل جان یہ خونچکاں منظر سکتے کی حالت میں دیکھ رہے تھے۔ عمران نے کمر سے بریف کیس اتار کر چاروں ٹائم بم اس میں سے نکالے۔ ایک اسی کیبن میں پوشیدہ جگہ پر لگا دیا۔ پھر وہ ڈاکٹر گل جان کی طرف مڑا۔

"ڈاکٹر صاحب اٹھیے۔ میرے پیچھے پیچھے چلے آئیے۔ اب ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔ وقت بہت محدود ہے۔"۔۔۔۔۔ عمران نے ڈاکٹر گل جان کا ہاتھ تھام کر تیزی سے انہیں اٹھاتے ہوئے کہا۔ وہ کمانڈوز کی طرح اسٹین گن تانے کیبن سے نکلا اور عرشے پر جانے والے زینوں کی طرف بڑھنے لگا۔ ڈاکٹر گل جان اس کی آڑ میں اس

کے پیچھے پیچھے تھے۔ سپر شپ میں اب خطرے کے سائرن گونجنے لگے تھے۔ جس کا واضح مطلب تھا کہ سپر شپ پر موجود کارٹل کے دیگر ساتھیوں کو حالات کا علم ہو چکا ہے۔ لیکن عمران پوری طرح ہائی الرٹ تھا۔ جونہی وہ عرشے پر جانے والے زینوں کے سامنے پہنچا تو اوپر کی سمت ایک گارڈ زینوں کے عین سامنے کھڑا نظر آیا جس کے ہاتھ میں اسٹین گن تھی۔ عمران نے بے دریغ اس پر فائر کھول دیا۔ وہ سنبھل ہی نہ سکا اور گولیوں سے چھلنی ہو کر اسٹین گن سمیت زینوں پر لڑھکتا ہوا نیچے عمران کے عین قدموں میں آ گرا۔

عمران نے اس کی اسٹین گن کو اٹھا کر کندھے پر لٹکایا اور ڈاکٹر گل جان کو پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور تیزی سے زینے طے کرنے لگا۔ وہ نصف سے زیادہ زینے طے کر چکا تھا کہ ایک اور سکیورٹی گارڈ زینوں کے اوپر نمودار ہوا اور اس نے ٹامی گن سے عمران پر کئی گولیاں فائر کیں لیکن عمران نے خود کو تیزی سے دیوار کی سمت چپکا لیا اور ڈاکٹر گل جان کو بھی اسی سمت دھکیل دیا۔ گولیاں ان دونوں کے سینوں کے عین سامنے سے محض چند انچ کے فاصلے سے گزر گئیں۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس پر جوابی برسٹ مارا اور اس کا حشر بھی پہلے والے سکیورٹی گارڈ جیسا ہی ہوا۔ عمران نے وہاں سوئچ بورڈ کے اندر دوسرا ٹائم بم فکس کر دیا اور ڈاکٹر گل جان کو پیچھے آنے کا کہتا ہوا تیز رفتاری سے زینے طے کر کے عرشے پر آ گیا۔ عرشے پر آتے ہی ایک ستون کے عقب سے دو سکیورٹی گارڈ اچانک نمودار ہوئے اور اسٹین گنوں سے

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

عمران پر فائر کرنے لگے۔ لیکن عین اسی لمحے جب انہوں نے فائر کھولا تو عمران بھی ان پر برسٹ فائر کر چکا تھا۔ اس کراس فائرنگ میں سکیورٹی گارڈ کے نشانے خلط ملط ہو گئے اور وہ عمران کے برسٹ سے چھلنی ہو کر بری طرح لڑکھڑاتے کئی فٹ پیچھے ریلنگ سے جا ٹکرائے جو صرف دو فٹ بلند تھی۔ ان میں سے ایک تو عرشے پر ڈھیر ہو گیا جبکہ دوسرا ریلنگ کے اوپر سے قلابازی کھاتا ہوا نیچے گہرے سمندر میں جا گرا۔

عمران نے مڑ کر ڈاکٹر گل جان کا ہاتھ تھاما اور تیزی سے انہیں بھگاتا ہوا ہیلی پیڈ پر آ گیا جہاں کارٹل کا کوبرا جنگی ہیلی کاپٹر کھڑا تھا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ جلدی سے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو جائیں۔'' عمران نے ڈاکٹر گل جان سے کہا اور پھر خود ایک بلند ہائی جمپ لگا کر ہیلی کاپٹر کے اندر چلا گیا اور پائلٹ سیٹ سنبھال لی۔ ڈاکٹر گل جان عمران کا حکم ملتے ہی تیزی سے ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں داخل ہو گئے۔ اس دوران نیچے سے ایک اور سکیورٹی گارڈ زینوں کے راستے عرشے پر نمودار ہوا۔ اسے شاید معلوم نہیں تھا کہ عمران اور ڈاکٹر گل جان کہاں ہیں۔ لیکن وہ براہ راست عمران کے نشانے کی زد میں تھا۔ چنانچہ عمران نے ہیلی کاپٹر کے اندر سے اسے برسٹ مار کر ڈھیر کر دیا۔ عمران کا خیال تھا کہ کارٹل زخمی حالت میں بھی اس کے سامنے آئے گا۔ لیکن وہ نہ جانے اندر کہاں غائب ہو گیا تھا۔

ہیلی کاپٹر کا انجن یک لخت جاگ اٹھا اور اس کا پنکھا تیزی سے

حرکت پذیر ہو گیا۔ اگلے لمحے عمران نے اس کے نیوی گیشن انسٹرومنٹس کو فعال کرتے ہوئے چند لیور دبائے اور ہیلی کاپٹر برق کی سی تیزی سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ اسی دوران عمران نے باقی دونوں ٹائم بم بھی مختلف جگہوں پر لڑھکا دیئے۔ ہیلی کاپٹر فضا میں ایک خاص بلندی تک پہنچا تو عمران نے اس کا رخ نیوی پورٹ کی طرف موڑ دیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے سیلولر فون سے کارٹل کے فون پر رابطہ قائم کیا۔

''کک۔ کک۔ کار۔ ٹل۔'' ــــــ رابطہ قائم ہونے پر کارٹل کی کرب میں ڈوبی بے ربط آواز سنائی دی۔

''اپنا نام تو ٹھیک طرح سے لو۔ یہ کیا ہوا۔ کار۔ ٹل۔ کیا تمہاری کار کو ٹل لگ گیا ہے۔ یا ٹول ٹیکس لگ گیا ہے۔'' ــــــ عمران نے بھرپور طنز کرتے ہوئے کہا۔

''ام۔ ران۔ میں۔ تمہیں۔ دیکھ لوں گا۔'' ــــــ کارٹل کے منہ سے بمشکل تمام آواز نکل پا رہی تھی۔ ظاہر ہے وہ گولیاں لگنے کے بعد شدید زخمی حالت میں تھا۔

''یار۔ کیا مذاق کر رہے ہو۔ تم نے کئی مرتبہ مجھے دیکھا ہے اور بہت زیادہ قریب سے دیکھا ہے۔ اور اب پھر مجھے دیکھنے کی خواہش تمہارے دل میں انگڑائیاں لے رہی ہے۔ اب تمہارا یہ دیکھا دیکھی کا کھیل ختم۔ کیونکہ اب مجھے اپنے لئے کوئی معقول رشتہ دیکھنا ہے۔ لہٰذا تمہیں اور تمہارے سپر شپ کو آخری سلیوٹ۔'' ــــــ عمران نے اپنے مخصوص

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

لہجے میں کہا اور پھر اس نے ریموٹ کنٹرول نکال کر اس پر ٹائم فکس کیا اور ریموٹ کا پاور بٹن پش کر دیا۔ ان کے عقب میں چار کان پھاڑ دینے والے دھماکے فضا میں گونجتے چلے گئے۔ کارنل کا دیوہیکل سپر شپ تنکوں کی طرح سمندر میں بکھر گیا اور پانی کی سطح پر آگ کے سینکڑوں فٹ بلند ہوتے الاؤ نظر آنے لگے۔ کوبرا ہیلی کاپٹر رات کی تاریکی میں اپنی مخصوص گھن گرج کے ساتھ دور ہوتا چلا گیا۔

سیکرٹ سروس کے تقریباً تمام ممبران اس وقت تنویر کے فلیٹ پر موجود تھے اور وہ اسے نئی زندگی ملنے پر مبارک باد دے رہے تھے۔ قدرت کی خاص مہربانی سے اور ڈاکٹروں کی سرتوڑ کوششوں کے نتیجے میں تنویر کی زندگی بچ گئی تھی۔ اگرچہ مکمل ٹریٹمنٹ کے بعد اسے سپیشل ہسپتال سے ڈسچارج ہونے کی اجازت دے دی گئی تھی لیکن ڈاکٹروں کے مطابق اس کی مکمل صحت یابی میں کئی ہفتے لگ سکتے تھے۔ یعنی تنویر کو اتنا عرصہ بیڈ ریسٹ کرنا تھا۔ ایکسٹو نے بھی کال کر کے تنویر کو نئی زندگی کی مبارک باد دی تھی۔ سیکرٹ سروس کے ممبران خوش گپیوں میں مصروف تھے کہ اچانک عمران وہاں نمودار ہوا اور دروازے کے قریب ہی ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ سب لوگ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ تنویر کو نئی زندگی ملنے پر مبارک باد نہیں

ندیم

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

دیں گے۔'' ـــــ کیپٹن شکیل نے عمران کو خاموش دیکھ کر کہا۔

''نئی زندگی۔ کیا مطلب۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے تنویر ابھی تک پرانی زندگی ہی گزار رہا ہے۔ اگر اسے نئی زندگی ملی ہوتی تو اس کے بازو میں ڈرپ نہ لگی ہوتی۔ بلکہ منہ میں فیڈر نظر آتا۔ ہر نئی زندگی کی پہلی نشانی فیڈر ہی ہوتی ہے۔ کیوں جولیا۔ کیا خیال ہے تمہارا۔'' عمران نے ہونقوں کی طرح زبان چلاتے ہوئے کہا۔

''مجھے پتہ تھا۔ تم اپنی بکواس سنانے ضرور آؤ گے۔ میں تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتی۔'' ـــــ جولیا نے نہایت تلخی سے کہا اور گردن موڑ کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔

''منہ لگنا اچھی بات بھی نہیں۔ ہاں گلے لگنا اچھی بات ہے۔ لیکن صرف بروز عید۔ کیوں تنویر۔ تمہارا کیا خیال ہے۔'' ـــــ عمران اب اس پر چڑھائی کرنے والا تھا۔ حالانکہ وہ بے چارا زخمی حالت میں تھا۔

''میرا کوئی خیال نہیں ہے عمران صاحب۔ بلکہ میرا تو کوئی حال بھی نہیں ہے۔ دیکھ نہیں رہے۔ بالکل ساکت پڑا ہوں۔ یہاں اور لوگ بھی ہیں۔ آپ ان سے پوچھ لیں تو بہتر ہے۔'' ـــــ تنویر نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

''بھئی واہ۔ میں ہمدردی کے جذبات لے کر آیا تھا۔ لیکن یہاں تو یہ صورتحال ہے کہ بقول کنفوشس ''یک نہ شد دو شد'' یعنی ایک شد جولیا اور دوسرا شد تنویر۔ ویسے اس میں دو شد شد ہیں۔ یہ غلط ہے۔ ایک شدی ہونا چاہیے تھی دوسرا شدہ ہونا چاہیے تھا۔'' ـــــ عمران نے

زبان کی درانتی تیز کرنا شروع کی تو کیپٹن شکیل نے اسے ٹوک دیا۔

''عمران صاحب۔ خدا کے واسطے کوئی خیر خیریت کی بات کریں۔ تنویر اس مشن کے دوران جان داؤ پر لگا بیٹھا۔ اب اللہ تعالیٰ کی اور ڈاکٹروں کی مہربانی سے اس کی جان بچ گئی ہے تو کوئی خیر کا کلمہ منہ سے نکالیں۔'' ـــــ کیپٹن شکیل جو عموماً عمران کے ایسے معاملات میں مداخلت نہ کرتا تھا۔ اس نے سنجیدگی سے عمران کو ''راہ راست'' پر لانے کی کوشش کی۔

''یار کیپٹن شکیل۔ میں تمہیں شکیل سمجھتا تھا لیکن تم تو وکیل بن گئے۔ اور تم جانتے ہو کہ وکیل ہمیشہ۔ خیر چھوڑو۔ میں خود تنویر کی تیمار داری کے لئے ہسپتال گیا تھا اور یہ جو تم کہہ رہے ہو کہ ڈاکٹروں کی مہربانی سے تنویر کی جان بچ گئی ہے تو یہ بالکل غلط ہے۔ خدا نے ضرور کرم کیا ہے لیکن اس کے بعد ساری مہربانی جولیا کی ہے۔'' ـــــ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ لیکن اس سنجیدگی کے اندر پوشیدہ شرارت سے سب لوگ واقف تھے۔

''کیا۔ کیا مطلب ہے تمہارا عمران۔ اس کا کیا مطلب ہے۔'' جولیا بری طرح سے چیخ اٹھی۔

''ریلیکس۔ اس میں برا ماننے کی کیا بات ہے۔ میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کر دی۔ میں نے خود دیکھا تھا اور ڈاکٹر صدیقی نے بھی بتایا تھا کہ جب تک تم تنویر کے وارڈ میں موجود رہیں تب تک اس کے دل کی دھڑکن معمول پر رہی اور کارڈیوگراف کی لائنیں خوب اچھل کود کرتی

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

رہتیں۔ لیکن جونہی تم وارڈ سے باہر گئیں تو کارڈیو گراف کی لکیریں بے چاری سموتھ ہو گئیں اور آکسیجن ماسک لگا ہونے کے باوجود بے ہوشی کے عالم میں یہ ہچکیاں لینے لگا۔ کم از کم انسانی ہمدردی کے طور پر تمہیں وہاں مزید کچھ دیر رکنا چاہئے تھا۔ آخر تم بھی تو زخمی تھیں۔'' عمران نے الو کی طرح آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''اوہ یو ڈیم فول عمران۔ میں تمہیں شوٹ کر دوں گی۔ تم نے خود کو سمجھ کیا رکھا ہے۔'' ــــــ جولیا زخمی شیرنی کی طرح دھاڑ کر اس کی طرف لپکی مگر صفدر نے اٹھ کر اسے قابو کیا اور واپس بٹھایا۔ پھر وہ عمران کی طرف مڑا۔

''عمران صاحب۔ دیکھئے۔ تنویر کو نئی زندگی ملی ہے۔ آپ کو بھی اس خوشی میں سیلیبریٹ کرنا چاہیے۔ ہنسی مذاق کسی اور موقع پر کر لیجئے گا۔'' ــــــ صفدر نے بھی اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''ارے تم بھی وہی۔ نئی زندگی۔ تم تو خاصے سمجھدار ہو صفدر۔ زندگی صرف ایک مرتبہ ہی ملتی ہے اور وہ دن بدن پرانی ہوتی جاتی ہے۔ نئی زندگی کا تصور ہمارے مذہب میں نہیں۔ ہاں کافرستانی مذہب میں نئی زندگی کے خواب دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس صورت میں جولیا شیر خوار بچی بن کر دوبارہ دنیا میں نمودار ہو سکتی ہے۔'' ــــــ عمران نے زبان درازی کے وار بدستور جاری رکھتے ہوئے کہا اور اس کے وار زیادہ تر جولیا پر ہی تھے۔

''دیکھا آپ نے صفدر صاحب۔ یہ باز آنے والا نہیں ہے۔ اسی

لئے میں آپ سے کہہ رہی تھی کہ اسے فون کر کے تاکید کر دیں کہ فضول باتیں اور اپنی زبان کی قینچی کسی بنک لاکر میں بند کر کے آئے۔'' ــــــ جولیا نے بری طرح سٹپٹاتے ہوئے کہا۔

''ارے واہ۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔'' دنیا کے ہزاروں لاکھوں فلسفیوں کا مشترکہ بیان ہے کہ ان چیزوں کو لاکر میں بند کرنے کی سب سے زیادہ ضرورت عورتوں کو ہوتی ہے۔ جس دن عورتیں یہ فلسفہ سمجھ جائیں گی اس دن دنیا بھر کے بینکوں کے لاکرز ہاؤس فل ہو جائیں گے۔ بلکہ کم پڑ جائیں گے۔'' ــــــ عمران نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

''خدارا عمران صاحب۔ ان فضول باتوں کے بجائے تنویر کی جلد از جلد صحت یابی کے لئے دعا کر لیں تو یہ زیادہ بہتر ہے۔'' ــــــ صفدر نے حد درجہ سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ لیکن سیکرٹ سروس کے دیگر ممبران کے چہروں پر مسکراہٹ نظر آ رہی تھی اور وہ عمران کی باتوں سے خاصے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

''ہاں۔ دعا ضرور کرنی چاہیے۔ یہ باعث برکت ہوتی ہے۔ چلو دعا کرتے ہیں۔'' ــــــ عمران نے سنجیدگی سے دعا کے لئے ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا اور پھر با آواز بلند دعا پڑھنے لگا۔

''اے خدا۔ تنویر کو جلد صحت عطا فرما۔ اور صحت کے ساتھ کوئی عورت بھی عطا فرما۔ اور اگر وہ عورت اس وقت تنویر کے قرب و جوار میں موجود ہو تو وہی عطا فرما۔'' ــــــ عمران کی دعا جاری تھی کہ جولیا

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem

نے قریبی سائیڈ ٹیبل پر پڑا گلدان اٹھایا اور زخمی شیرنی کی طرح اس کی طرف جھپٹی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ گلدان عمران کے سر پر پڑتا وہ باہر جا چکا تھا اور فلیٹ ممبران کے بے ساختہ قہقہوں سے گونجنے لگا۔

ختم شد

آئندہ ناول۔

سڈن ڈیتھ

مصنف۔ شاہد محمود

ایکشن اور سسپنس سے لبریز انتہائی دلچسپ ناول

مکمل ناول

ایکشن مشن

مصنف ظہیر احمد

بلاسٹنگ کوڈز جسے ایک ڈینا ڈرائیو میں کاپی کر کے کافرستانی ایجنٹوں کے حوالے کر دیا گیا۔

بلاسٹنگ کوڈز جس کے کاپی کرنے سے نہ صرف پاکیشیا بلکہ کافرستان کی سالمیت کو بھی خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔

شاگل جسے ایک بار پھر کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف بنا دیا گیا۔ جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گرد موت کے ایسے حصار بنا دیئے جن سے بچنا ناممکن تھا۔

عمران جو پاگلوں کی طرح اس ڈاکٹر کو تلاش کرتا پھر رہا تھا جس نے ریڈ لیبارٹری کے ماسٹر کمپیوٹر سے بلاسٹنگ کوڈز نکال کر کافرستان کے حوالے کر دیئے تھے۔

ٹاپ سیکرٹ ایجنسی جو گھنے اور خطرناک جنگلوں میں موجود تھی۔ جہاں جگہ جگہ موت کا پہرہ تھا۔

جولیا اور اس کے ساتھی جنگلوں میں گھومتے پھر رہے تھے اور عمران کسی کرنل ترپاٹھی کو تلاش کر رہا تھا.... کیوں؟

ایک ایسا تیز رفتار، ایکشن فل اور سسپنس سے بھرپور ناول جو آپ کو مدتوں یاد رہے گا

یوسف برادرز لاہور

احمد مارکیٹ

عزنی سٹریٹ اردو بازار

ندیم

Scanned and Uploaded By Muhammad Nadeem